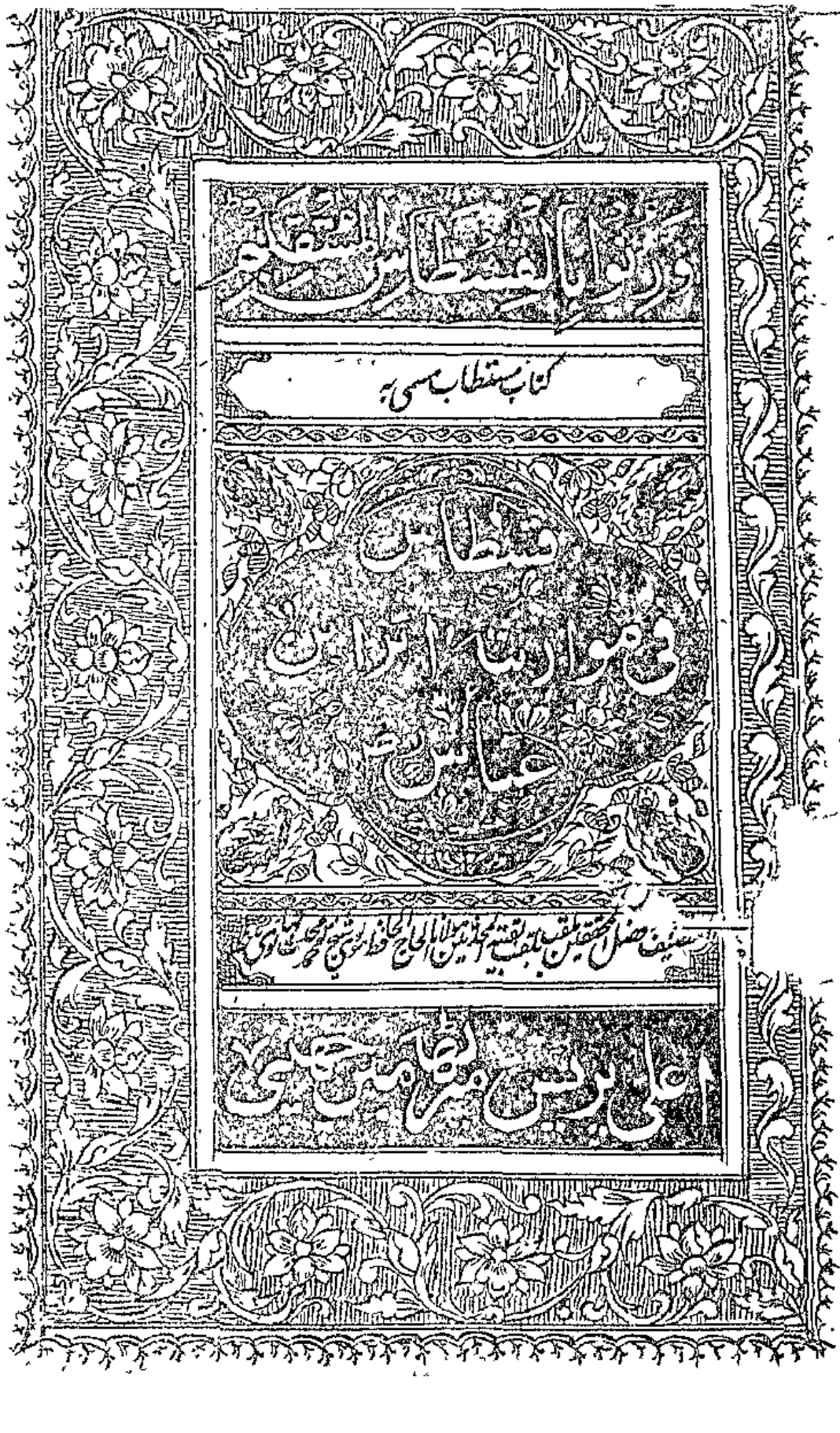

تمت بالخیر

رب یسر

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

وزنوا بالقسطاس المستقیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الملک القدوس المنزہ عن الشریک والانباز والصلوٰۃ والسلام علی من قال من صلی علیّ واحدۃ صلی اللہ علیہ عشرا وعلی سید المرسلین خاتم النبیین وحدہ لا شریک لہ ذو الملک خاصۃ نعتہ ومجدہ محمد النبیہ ورسولہ وعبدہ وعلی آلہ واصحابہ وازواجہ جمیعہ وجندہ قال تعالیٰ وتبارک تنزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعالمین نذیرا ۵ وما ارسلناک الا کافۃ للناس بشیرا ونذیرا ۵ یا ایہا النبی انا ارسلناک شاہدا ومبشرا ونذیرا ۵ وداعیا الی اللہ باذنہ وسراجا منیرا ۵ لم یلدہ الدہر مثلا ولا بعدہ ولا یلیہ ۵ سنا باتش آں صاف کہ خان ودکہر ہا آبادز وکرم وانبا عزیز تر ۵ صلوا علیہ یا طلع الشمس القمر ۵ بعد حاضر بزرگوانی قصہ مختصر ۵ چنانچہ ایک ستر قصیدہ حضرات ارباب زین العابدین رحمہ اللہ اس مادہ میں کافی ہے قرآن پر ما سنخالا ولیا مضت ۵ اوحار مما ہیکا مثل الصحیفۃ صاحبہا بعد کہنا ہے احقر عباد اللہ الصمد ابو محمود شیخ محمد ابن مولانا المولوی حکیم اللہ العمری الفاروقی محمدا والتہانوی سلمہ اللہ وکان لہما واساتذتی تلمذا وتعلما عنی اللہ عنہم اجمعین کہ میں ختم آمین سنہ ۱۲۹۱ ہجری نبی صلی اللہ علیہ وسلم بعض تحریرات ریختہ قلم ارباب تحقیقات فیما بین متعارضات لبطرز فتاوا ونیز بطرز رسائل ومناظرات فی غایۃ القصوی درباب اتحاد اوادم خصوص خواتم کہ اصل واساس اس اقتباس لنحد واوادم وخواتم کا از حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہے لاغیر نظر سے گذریں ملاحظات حیرت وہم حسرت ہوئیں جو کچھ کہ مناقشات سابقہ بحد گری علماء اسلام ہے سو کہ رہے اور سب ہے مگر جب زد وضرب جرا عظم ملت اسلام اسلم اور رکن رکین اصل جذر ایمان

ودین پر پہونچیں کہ ثمرہ جدال دمراء اور نتیجہ قیل وقال نزاع ہی تہا اور کیا ہوتا ناچار
بحکم وجادلہم بالتی ہی احسن ۔ نرم و نازک و بموجب فاصدع بما تؤمر ۔ جب درخواست
بعض ناصحان دین و ایمان بطور معاودہ و محاکمہ صحیحہ مہما امکن ملحوظ خاطر فاطر تہا اس ثنا
میں اثنا بیں باب ایک سوال مشتمل بر طلب جواب بطور استفتاء مرسلہ بعض احباب و اصحاب
پہونچا موکد عزیمۃ زاید از سابق ہوا پس اظہار حق ضرور ہوا اور جواب اوسکا بطور
فتوی صفحہ ثبت مواہیر و دستخط علماء و فضلاء جسکی موید تمام کتاب ہی بعینہ آخر کتاب
میں بعبارۃ خاتمۃ الکتاب حوالہ قلم کیا گیا۔

اور نام اس تحریر کا قسطاس فی موازنۃ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہا باللہ المستعان و
بیدہ الحصن الامان اور بجای فصل لفظ قسطاس قرار دیا۔ اور بعض قسطاس مشتمل بر اثنا بیں مطلب
بدلائل جلایل اور بعض متضمن بر نقض دلایل ناموزوں و ناہموار باملتواری میزان نا طمان
واستقرار۔ قل کل متربص فتربصوا فستعلمون من اصحاب الصراط السوی و من اہتدی
وما علینا الا البلاغ المبین ۔ وفوق کل ذی علم علیم ۔ اور اپنی صمیم قلب سے بکمال
تضرع متوسل کریم رؤف کریم ۔ ولنضع الموازین القسط لیوم القیمۃ ۔ فلا تظلم نفس شیئا ۔ وان
کان مثقال حبۃ من خردل اتینا بہا وکفی بنا حاسبین ۔ ونیز بدہشت وعید کریمہ
ویل للمطففین الذین اذا اکتالوا علی الناس یستوفون واذا کالوہم او وزنوہم یخسرون
بلاجانب داری لکہتا ہوں بقول حالب ہم سخن سنج ہیں غالب کے طرفدار نہیں فقط
مقدمہ جب کسی صاحب کا قصد تحریر ہو نسبت اس تحریر کی تو پابندی شرائط مناظرہ
صحیحہ ضرور ہے ۔ اور نظر اندازی از اول تا آخر واجب ۔ اور استیعاب جواب
مفصل ہر ایک مطلب قسطاس مدلل جو بمنزلہ فصل کتاب ہے لازم ۔ اور رستہ
انصاف بدست انصاف بلی جور و اعتساف فقط

قسطاس اول جاننا چاہیئے کہ باصطلاح اہل حدیث شریف درحقیقت اثر

قول صحابی ہے اور حدیث اور خبر قول حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اور کاہی مجازاً لفظ حدیث شامل ہے اثر کو بھی بخلاف لفظ خبر کہ وہ مخصوص ہے
ساتھ قول رسول مقبول صلعم کے اور بموجب بعض حواشی شرح نخبہ خبر مرادف
حدیث ہی اور وہ مرادف سنت ہے اور عام ہی مانند عموم سنت کے
الحاصل لفظ حدیث شامل ہے قول اور فعل اور تقریر کو خواہ از قبیل خبر ہو خواہ اثر
پس کہنا نسبت اس اثر کی حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ مجازاً ایسے اور درحقیقت
قول ابن عباس رضہ ہے پس مستحق ہوا کہ یہ اثر ہے اور بالفرض والتسلیم اگر یہ اثر بھی
اگر یہ اثر ابن عباس رضہ بحکم مرفوع ہی سہی بموجب اس عبارت دافع الوسواس واقع
صفحہ دویم کے کہ حقیقت میں وہ مرفوع حکمی ہے اور نیز صفحہ پندرہویں کی پس بنا ر علیہ
اثر ابن عباس رضہ جو متعلق ہے ساتھ بدء خلق اور قصص انبیاء کی حکم مرفوع میں ہوگا اور یہ
قول ابن عباس رضہ یعنہ قول رسول مقبول سمجھا جاویگا فقط پس جانا چاہئے کہ یہ امر اس
مبنی پر مبنی نہیں ہے اسلئے کہ بموجب تمہید عبارت مذکور اس معنی کو نسبت اثر مذکور
کی مخالفت نصوص قطعیہ وارد ہ درباب لعنت عامہ اور خاتمیت مطلقہ جو کہ مخصوص
ہے ساتھ ذات حضرت خاتم النبیین صلعم کے من جمیع الوجوہ بلا شرکت غیر لازم آتی
ہے پس دعوی علی العمیا ساقط الاعتبار ہی اور خود عبارت مذکور صفحہ تیسری میں اور
من بعہ اور من تبعہ کی دلیل ظنی ہونا اس اثر کا اور نہ مفید ہونا اسکا لطور قطع ویقین
کے یہاں تک کہ منکر اوسکا کافر نہیں اقبال کرلیا اور یہ ظاہر ہی کہ امر ظنی بمقابلہ
امر قطعی کے مضمحل ہے مثل برف پیش آفتاب اور جو کچھ کہ عبارات علماء اہلحدیث اور
بھوپال و رام پور و مراد آباد و لکھنؤ و کانپور و مدراس و دہلی و بریلی و پانی پت وغیرہ آسمانی
نے نسبت اس اثر کی مشتمل ہر علل و سقم و جرح و شذوذ و ضعف و رکاکت سند و متن ہی
وہم بطریق مناظرہ صحیحہ کہیں اعادہ اونکا موجب اطناب اسہاب ہے پس بموجب

معنی مذکور نسبت اس اثر کی سوای ہمی اصل اصول عقیدہ اہل اسلام خصوص اہل سنت
وجماعت کی اور کچھ ثمرہ پیدا نہوا بلکہ بدولت اس صحت کی تنوآزار زیادہ از تپ دق
لگ گئی بالفرض اگر صحت اثر مذکور ہین تفرد راوی جو مخالف ثقات روایت نکری مخل
نہین مگر یہہ امر ضرور ہی کہ خبر واحد بمقابلہ نص مقبول نہین جیسا کہ حضرت شیخ عبدالحق
محدث دہلوی قدس سرہ نی مدارج النبوۃ کی جلد اول مین تحریر کیا پس یہ قول عبارت
دافع الوسواس کا کہ اس حدیث کو صحیح سمجھا جاوی اور جسقدر اسکی ظاہری ثابت ہوتا ہی
بغیر چون وچرا تسلیم کرنا چاہیئے سو یہ امر مسلم نہی ہوسکتا ہے بشرطیکہ مخالف معنی
نص قطعی نہو والا واجب التاویل ہے اور مفترض التوجیہ جیسا کہ عامہ ائمہ سلف
صالح امام قسطلانی وزرقانی وسیوطی وغیرہ وقوع مین آیا مگر یہہ امر کیسی مسلم ہوکہ جو معنی
عبارت دافع الوسواس وغیرہ نی حکایت کری اور سمجھی وہ بھی بغیر چون وچرا تسلیم کیے
جاوین اور معنی اثر مذکور جو ائمہ مذکورین بیان کیی ہین بعنایت الہی جلسٹانہ تمامہ
قسطاطیس مین بدلائل عقلیہ ونقلیہ کی گی وہ غلط سمجھی جاوین اور کچھ باقی تحقیق اس
مطلب کی اوس قسطاس مین ہے جو متعلق بجواب رسالہ مرغوب المسلمین فی رد قول
الجاہلین مذکور ہے۔

قسطاس دوم حق تعالی وتبارک جزای خیر دی علماء حامیان ملت ودین حمایت
پوبھہ بلیغ بمالا یزید علیہ قیل وقال بسیار ومناظرات بنکرار اسقدر تو تخفیف دی کی درجہ
مماثلت خواتم مفروضہ سی ساتھہ سمار خاتم النبیین صلعم کی وجہ مشابہت پر باظہار
خفاف تو فرد دلائی۔ ان شاء اللہ تعالی وتقدس ہمین ذات حضرت اعلی واقدس پہہ
مشتباہ ہے جسکا منشا لفظ نبی کنبیکم وارد اثر مذکور ہی باسلوب بدیع قسطاطیس
ثنیہ مین حسب منطوق لازم الوثوق قل جاء الحق وزہق الباطل ان الباطل کان
زہوقا۔ اور نیز بتفسیر آیت۔ ہو الذی خلق سبع سموات ومن الارض مثلہن الایۃ

اور مراد وہ مقام ہے کہ جسکی تفسیر میں کسم از تحریف دخل نہیں ہوا واضح ہو کر قسطاس میں آیا ہے
میں حاصل ہو گیا اور یہ عبارت دافع الوسواس کی یہ قول حضرت ابن عباس رضی اللہ
تعالے عنہ بعینہ قول حضرت رسول مقبول صلعم ہے برجا نہیں بلکہ اگر بجای
اسکی لفظ گویا تعبیہ کیا جاتا تو برجا ہوتا یہ سخت جرات ہے۔

قسطاس سوم غور غایر درکار ہی کہ ہرگاہ یہ اثر حضرت ابن عباس رض از قبیل متشابہات
قرار دیجاوی مانند و احادیث صحیحہ مرویہ صحیحین وغیرہ صحاح ستہ در باب تبریہ و تسلیمین ما جزم
بعد حشر نشر و زرفرہ ہل من مزید جم نفیع الجبار قدمہ متقول قط قط تہویں و مروہ یتہ قط قط
بسکین یعنی بس بس اور آیات لطیفہ۔ یوم یکشف عن ساق و یدعون الی السجود و یوم یقول
و وجہ یبقی ذوالجلال والاکرام۔ کل شیء ھالک الا وجہہ۔ ید اللہ فوق ایدیہم۔ ید اللہ
مغلولۃ۔ الآیۃ۔ واین باتو لوتھم وجہ اللہ۔ ثم استوی علی العرش۔ ثم استوی الی السماء
وھی دخان الایہ۔ ونحو ذالک۔ اور ان کی جو کچھ توجیہات موافق مسلک محدثین اور فقہا
اور متکلمین ہیں وہ اگرچہ میں جانتا نہیں مگر ضروری تصریح کیجاتی ہے محدث رحمہم اللہ کہتی ہیں کہ
ہم بھی لفظ جو منقول ہے مقبول اور منظور رکھتی ہیں مگر بلا کیف جیسا کہ ذات حضرت حق تعالے
و تبارک ہی ویسی ہی یہ لفظ تشبیہی ہے بلا کیف مراد ہی اور منکر الوان مستحدثات اور
اور یہ مذہب محدثین اکثر یہ ہے نہ کلیہ۔ بعض جگہ محدثین اول لفظ تصریح کرتی ہیں جس جگہ
تعذر ہو معنی لفظ تصریح سے باقتدای قول حضرت رسول مقبول صلعم کہ بڑھیا جنت میں داخل
نہوگی بڑھیا آزردہ ہوئی شاکی ہوئی حضرت نے فرمایا کہ تو جوان ہو کر جنت میں داخل
ہوگی اور فرمایا جسوقت ایک شخص نے سوال کیا تھا سواری کا کہ ہم بچکو اونٹنی کے بچہ
پر سوار کر دینگے اور آپ نے اوسکو ناقہ پر سوار کر دیا اوسنے عرض کیا کہ میں بچہ سی وغیرہ
فرمایا تھا آپ نے فرمایا ہل تلد الابل الا النوق۔ یعنی ہی اونٹنی کا بچہ ہی اگرچہ یہ امثلہ از قبیل تشبیہ
نہیں لیکن متشابہ سی مناسبت تام رکھتی ہیں کیونکہ متشابہ متحد ہی جو التباس کا باعث

اگر کہا جاوے کہ ہمکو ایمان متشابہات پر بلا کیف ہے تو اس لفظ نبی واقع فیہ کی تسلیم
اور مذکور پر بلا تاویل و بلا کیف ایمان لانا چاہیئے ماخذ آیات مذکورہ کی تو جواب یہ ہی کہ
ذات نبی اور وصف نبوت بلا کیف نہیں بخلاف ذات اللہ تعالی جلشانہ اور اوصاف
اوسکی کے کہ اسمین جنبدان ضرورت تاویل نہیں کیونکہ ایمان بلا کیف ممکن ہے نزد
محدثین اور امر متروع ہی بخلاف لفظ نبی واقع فیہ نبی کنتیم کی کہ بوجہ مقطوع بہ ہونے
خاتمیت کی آیتہ خاتمیت ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین مین ساتھہ انتہا سلسلہ نبوۃ
کے اور خاص ذات خاتم النبیین صلعم کے اسمین تاویل ضرور ہی اونکی ہی نزدیک لہذا ایمان
بلا کیف غیر ممکن ہے پس معلوم ہوا کہ یہہ نزدیک محدثین کے کلیہ نہین اور فقہا اور متکلمین رحمہم اللہ
کا مذہب دربارہ متشابہات تاویل ہر لفظ متشابہ سمری ہی ہی بلا تفصیل مذکور واجب التاویل
ہے کہ موجب تہ خدر سی بعض مواد مین اور دربارہ اوسکی ہی غنی ہے ہر لفظ متشابہ کو ایک معنی مناسب
اور نزدیک وصف جلیم اوسکی ہر فرد دلالت ہین بانند الفاظ آیات مذکورہ کی اوصاف لیسہ پر
مثل قدرت وعلم و بصر و تصرف و تسلط اجمالی و تفصیلی حفاظت و قبض و انفاق و بسط رزق
اور تجلی برنگ یچولی دل جگر ان اور فارق و ممتاز مذاہب باطلہ محرفہ مشبہہ ہی اور اہل زیغ اور کجی اور
الحاد سی فرد دلالی اور غایت اور حکمت ایراد لفظ متشابہ ہمیشان ہی اور افتتان اہل زیغ
جو مرض القلب اور ردگی سخت ہین فتنہ اور تاویل باطل کے راہ چلتی ہین اور راسخان فی العلم راہ
سلامت اور سداد قبول کرتی ہین اور تاویل حسن مطابق دین الہی اور محبت الہی جلشانہ
کی جو عقاید اسلامی کی محل ہو ثابت ہی کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ اور قیاس اور اجماع
حجج ادلہ حقہ سی بلا تعارض اور بغیر تخالف سمجھ کر ی آیات بینات اور احادیث صحیحات واضحات
کہ جسکا متولی اور متکفل ہے علم تفسیر اور علم اصول اور علم عقاید اور قابل ہوتی ہین وہ راسخان
فی العلم بقبول امنا باللہ اور اعتراف کرتی ہین کہ پوری تاویل علم الہی مین ہے جلشانہ مگر اسقدر
رکھتی ہین فضل الہی سے فیضان علم رسول ہی بموجب اس کریمہ کی عالم الغیب فلا یظہر

علی حبیبہ الامن افضی من رسول اور اس کی بیوی - ومن یرث الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا -
فاما الذین فی قلوبہم زیغ فیتبعون ما تشابہ منہ ابتغاء الفتنۃ وابتغاء تاویلہ
وما یعلم تاویلہ الا اللہ والراسخون فی العلم یقولون امنا بہ الایۃ - پس لازم ہی علماء
تاویل اور توجہ اس اثر مذکور کے جیسا کہ شراح بخاری وغیرہ نی کی امام قسطلانی اور
زرقانی اور سیوطی نے تارخنہ بندی راہ زیغ ہو جاوی چنانچہ مفصل مذکور
جا بجا مذکور ہی کہ واجب المراد لفظ نبی مشبہ ہی اثر مذکور میں ہادی اور مقتدا غیر نبی ہے ورنہ
یہ بھی معنی خاتمیت جو کسیطرح پر شرکت پذیر نہیں جو منصوص قرانی آیات بینات واضحات میں
ہی ہے لازم آتی ہے چنانچہ مفصلا بالکشاف اسکی اور قسطلانی آیندہ ہی بخوبی ہے فافہم -
قسطاس چہارم خوب غور سی دیکھنا چاہئی کہ کیا کچھ تخالف کلام اور تدافع مرام
مجاہین دو عبارتون دافع الوسواس واقع ہی جو عمدہ ترین ادلہ قویہ میں ہی اوسکی صفحہ ہشتم
میں یہ عبارت ہی کہ اواخر طبقات تحتانیہ کا اتحاد زمان بالبعدیت از زمان خاتم الانبیاء
نہایت نہیں پس ممکن ہے کہ اواخر انبیاء طبقات تحتانیہ ہماری خاتم الانبیاء کی وجود ہی پہلی
ہو کی اپنی اپنی طبقہ کی قصر نبوت کو مکمل کر چکی ہون بعد ازان ہماری خاتم الرسل افروز ہو کر
ختم نبوت مطلقہ کیا انتہی - اور ایسا ہی صفحہ اکیس دافع الوسواس میں یہ عبارت مذکور ہے
کہ پس یا قبل عصر آنحضرت صلعم کی ہوا ہوگا یا ہم عصر اور صفحہ بستم میں اسکی مخالف یہ عبارت
ہے کہ یا قبل مبدا اس سلسلہ کی ختم ہو گئی یا مبدا میں معیت زمانی ہوئی اور اختتام اونکا
قبل اختتام سلسلہ ہوا یا بعد ہوا یا مبدا اور منتہا دونون میں تقدم اور تاخر ہوا یا منتہی
میں معیت ہوئی اور مبدا میں تقدم یا تاخر ہوا یہ سب اور امثال اوسکی احتمالات عقلیہ ہیں
اور چونکہ اثر مذکور کو تعین کسی ایک احتمال سی سماکت ہی اور تعین کسی اور نقص نبی ثابت
ہے لہذا ہم اسمیں سکوت کرتی ہیں

اب جاننا چاہئی وجہ تخالف مذکور فیما بین ان دونون عبارتون کی یہ ہی کہ صفحہ بستم

مین جملہ تشقوق کو اور امثال اوسکی کو احتمالات عقلیہ کہا یعنی قابل اعتبار نہوتی اونکی
کو بوجہ صرف دخل عقل کے بدون دلیل شرعی کے تسلیم کیا اور نہم مین منجملہ ان احتمالات عقلیہ
کی ایک احتمال کو یعنی بہلی وجود خاتم الانبیا حقیقی سی وجود او خواتم کا جو مکمل ہوا قصر نبوت
اونکی طبقات کا ناک بلند حکم تو کیا بلکہ مرتبہ قطعیت مین بدون انضمام کسی دلیل شرعی کی کہا۔
چنانچہ اسپر شاہدی لانا دلیل طہاری سلسلہ کا جو مشتمل ہی اوپر سبب راد رفخم کے اور کہنا اوسکی
اوسکی نسبر سوین صفحہ مین یہہ کہ لہذا مین نی اطلاق خواتم کا کیا اور نسبر صفحہ تسیر مین جسن جگہہ تین
احتمال کا بیان کیا ہی کہ دوسری یہ کہ مقدم ہوے ہون تیسری یہہ کہ ہم عصر ہوی ہون اور تقدیر
ثانی آنحضرت صلعم کی خاتمیت مین کچھہ شبہہ نہین
کیا بلاجرات ہی کہ جس کسی اہل علم نی سلفاً و خلفاً کوئی احتمال واسطی اصلاح اور تطبیق اور
توجیہہ اور توفیق کے فیما بین نص قطعی مذکور یعنی۔ ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین مین اور اشر
مذکور مین یعنی فیہ ادم کا دیکم الخ ابتدا امام قسطلانی و زرقانی و سیوطی وغیرہ پیدا کیا اور
منضم بدلیل شرعی نہی ہے چنانچہ شرح اوسکی مساطین مین اکثر جاہا مذکور ہی تو نسبت اوسکی
عبارت دافع لوسواس ناطق ہوتی کہ احتمال عقلی مین نص کو اوس سے علاقہ نہین جلی الفیاس
تس قسم کی جواب دیکر ٹال دیا اور حالانکہ حال اس قسم کی قال کی خرابیون اور صعوبتون
کا جو کچھہ کہ عبارت مذکور کو اور من بعدہ و من تبعہ و من عاضدہ کو پیش آیا اوسکی حقیقت تمام
قسطاسون آیندہ سی واضح ہوتی ہی۔ انچہ برخود پسندی بدیگری پسند کے الزام کا
کچھہ خیال نہ کیا اسواسطی کہ باوجود اس قول مذکور کے پھر معقول کا خیال کیا اور اوسکو اپنی
واسطی حجت گردانا جیسا کہ صفحہ مذکور یعنی بستم مین یہ عبارت ہی کہ علاوہ برین ادیکم
کادیکم مین تشبیہہ کو مجرد شرکت اسمی اور ہدایت پر حمل کرنا خلاف معقول ہے۔
اور معقول مذکور عام ہی اس سی کہ بمعنی مصطلح ہو یا بمعنی ما یدرکہ العقل بدون انضمام
الدلیل الشرعی سی معلوم ہوا کہ اونکو اعتبار معقول صرف انہی درست ہی باوجود تسلیم نا درستی

اوسکی کے چنانچہ مذکور ہوا اور اوروں کو نادرست اگرچہ یہ مضمون بھی ہوسا تھ دلیل عقلی کے اور موفق بھی ہو شرع اور عقلاً فیما بین ہر دو دلیل کے واہ کیا عمدہ تحقیق ہے سبحان اللہ

قسطاس پنجم ہر گاہ کہ مفاد عبارت دافع الوسواس یہ ہے کہ اثر ابن عباس رضہ مخالف آیہ کریمہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین نہیں ہے تو معنی اسکی یہ ہوئی کہ ثابت ان دونوں کا موافق ہی کہ ظاہری اور حالانکہ صفحہ نہم میں آیتہ بمونہ موصوفہ مفید اور مطلب کی ہوئی اور اثر مذکور اور مطلب کو کہ فیما بین ہر دو مطلب کے مخالف صحیح ہی جیسا کہ مذکور ہوچکا مختصر یہ غیر لعد قسطاس چہارم میں یعنی احتمال وجود خواتم ستہ قبل وجود حضرت ہماری خاتم الانبیا صلعم کی مندرجہ صفحہ نہم اور نفی اسی احتمال مذکور کی مذیل حمایہ احتمالات عقلی مذکورہ سے مندرجہ صفحہ بستم مذکور اور علی ہذا القیاس اسی صفحہ بستم مذکور میں دربارہ تعین کسی ایک احتمال کے اثر مذکور کو ساکت کیا اور عدم ثبوت تعین مذکور کا کسی ادلہ نص سے اعتراف کیا جیسا کہ یہ عبارت دافع الوسواس صفحہ مذکور میں موجود ہی کہ اور چونکہ اثر مذکور تعین کسی ایک احتمال سے ساکت ہی اور نہ تعین کسی ادلہ نص سے ثابت ہی لہذا ہم سکوت کرتے ہیں اور صفحہ نہم میں کہ یہ موصوفہ کو دربارہ احتمال وجود خواتم ستہ قبل از ہماری خاتم الانبیا صلعم بالتعیین کو بانگ بلند ناطق کیا پس اب یہ عبارت دافع الوسواس واقع صفحہ نہم کہ حاشا وکلا احتمال مذکور منافی نص مذکور نہیں لغو ہی فضول۔

قسطاس ششم نسبی صفحہ دافع الوسواس میں دو عبارتیں واقع ہیں پہلی عبارت یہ ہے کہ اور اخر طبقات تحتانیہ مطیع شریعت محمدیہ ہوں اور کوئی اوپنکا صاحب شرع جدید نہو اور دعوت ہماری حضرت کی عام ہو اور ختم آنکا بہ نسبت جملہ انبیا جملہ طبقات کی حقیقی ہو اور ختم سراپا اخر سلاسل تحتانیہ کا نسبت اپنی سلسلہ کی اضافی ہو اور عبارت دوسری یہ ہی کہ جو نبی ایکی ہم عصر ہوگا وہ مطیع شریعت محمدیہ ہوگا اور اوسی صفحہ بستم میں نسبت اس مضمون کی یعنی اخر سلسلہ تحتانیہ کی تین احتمال مذکور ہوئی لاغیر کیونکہ اور اسکی اور چوتھا

احتمال نہ معقول ہے اور نہ عبارت واقع اور سواس کو معقول احتمال اول یعنی ہونا خاتم
کا بعد وجود ہمارے خاتم النبیین صلعم کے قطعاً عبارت مذکور کو بھی نامعقول ہی فاہذا فاقابلیت
اس بحث سی کہ خواتم طبقات تحتانیہ کی مطیع شریعت محمدیہ صلعم یعنی ہماری خاتم النبیین حقیقی
کے ہین یا اپنی اپنی طبقہ کی شریعت سین مستقل ہین خارج ہی کہ ظاہری اور احتمال
دوسرا کہ یہہ خواتم اس خاتم حقیقی سی مقدم ہوی ہون البتہ قابلیت اس بحث کی رکھتا ہے
لیکن اس صفحہ تیسرے کی عبارت یک لخت ساکت ہی اور اکثر مفسرین صفحہ ہین باتباع
شریعت محمدیہ صلعم یہ مضمون قایل ہوئی کہ چونکہ اثر ابن عباس رضی وجود سلاسل
نبوت ہر طبقہ مین ثابت ہی اور ہر سلسلہ کی واسطی ایک اخر ضرور ہی بنا رعلیہ ہین
نے خواتم کا اطلاق کیا بمعنی خواتم اضافیہ کی نہ بمعنی اسکی کہ لعثبت نبوت اس ہے
طبقہ کی خاص ہی اور ہر ہر طبقہ مین وہان کی انبیاء کی نبوت مستقلہ ہی کیونکہ یہہ
امر کسی دلیل سی ثابت نہین اور میری رائی ہرگز اس طرف مایل نہین جو میری طرف
اس امر کو نسبت کری وہ مفتری ہی پس جاننا چاہئی کہ وہ عبارت واقع صفحہ سوم ہی
جو اکثر نہی باین کلام متکلم ہوی اور بول اولی کہ اس صورت مین ہی یعنی مقدم ہوتی ہین
خواتم ستہ اضافیہ کی ہماری خاتم النبیین صلعم پر ہی وہ متبع شریعت محمدیہ ہی کی ہین
نبوت مستقلہ یعنی شریعت مستقلہ نہین رکہتی جیسا کہ احتمال سوم کی شق مقبول یعنی شق
دوم مین عبارت واقع اور سواس نسبت اتباع خواتم اضافیہ کی بہ نسبت شریعت محمدیہ
باندی صورت گویا ہوئی پس وہ مجمل واقع صفحہ تیسری کا ہی باین تفسیر مفسر ہوکر متعین المراد
ہوگیا یعنی شریعت مستقلہ نہین رکہتی ہی پس اب تامل نیک جانا چاہئی کہ در صورت
ہم عصر ہونی ان خواتم ستہ کی کیا ملکہ بعد عصر کی ہی ایک ہی زمان نبوت ہی کیونکہ یہہ
تفصیل تو نسبت زمان حیات اور وفات خاتم النبیین حقیقی ہے صلعم ورنہ روز بعثت
سی تا قیامت آپ ہی کا زمانہ اور عصر ہی اسلئی کہ اس شریعت کو نسخ ہی نہین پس عدم

شق ثالث عبارت مذکور و من معہ بالاستقلال بہ نسبت نبوت زمان خاتم النبیین محض
خیال باطل ہے قطع نظر اس سے کہ استحالہ شرعی شرکت و قسمت مذکورہ دیگر قسامیں
مفصل بہ نسبت نبوت محمدیہ کی لازم آتی ہیں کہ بالکل خلاف عقیدۂ اسلام ہی اور اسکی
نسبت کیا کچھ فتوی اور دلایل شرعیہ اسکی شناعت پر قسامیں میں جابجا مذکور ہیں بلکہ قبوح
اور استحالہ شرعیہ لازم آتی ہیں اور وہ یہ ہیں کہ بہلابہ تو تسلیم کیا کہ بصورت ہمعصریت عام
اس کی زمانہ حیات ہو یا زمانہ وفات متبع شریعت محمدیہ ہونا خواتم مذکورہ کا تو ممکن ہے
شرعاً کہ نزول شریعت ہو چکا بخلاف صورت وجود خواتم کی پہلی وجود ہماری خاتم النبیین صلعم
سی یعنی روز بعثت سی جو کہ مسلم عبارت دافع الوسواس وغیرہ ہی اسلی کہ ہنوز شریعت محمدیہ
لی ظہور ہی نہیں فرمایا تھا جسکا اتباع کیا جاتا اور عموم دعوت شریعت محمدیہ ثابت ہوتی
حالانکہ یہ امر برخلاف ہی - کریمہ - وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا - کی تفسیر بیضاوی میں
تحت اس آیۃ عزیزہ کی مرقوم ہی فیہ دلیل علی انہ لا وجوب قبل ورود الشرع فبطل الزام
مالا یلزم باطل ہے معلوم ہوا کہ عبارت دافع الوسواس اور من معہ و متبعہ و عاضدہ جو اوسکے
گرد اگرد ہیں آسپاس جو مجدد ہی ایسی قواعد اور مقننین ہی ایسی قوانین مستحیلۃ الفروع کے
منشار الوسواس ہی دافع الوسواس - اور یہ خدمۃ کہ جاتے ہی بالہام الہی جلشانہ او خواتم
طبقات تحتانیہ کو احکام جزئیات شریعت محمدیہ سی واسطی اتباع کی قبل از نزول اوسکی
اطلاع ہوتی رہی ہو بایں طور صاف ہی کہ اوّل تو الزام شریعت نسبت تو البعین کے
بلا وساطت صاحب شریعت نقلاً و عقلاً باطل ہے اور کارستانی اوسکی ساتھہ لغو اور
سفیہہ کی لازم آتی ہی کہ ظاہر ہی جیسا کہ گذرا - دوسری یہ کہ اطلاعیابی اور اطلاع جاہی
پوری شریعت سی خصوص وہ شریعت جو حاوی تمامہ شریعتون کو ہی خصوص بغرض تبلیغ احکام
من حیث الاتباع والعمل جو کہ حاوی ہی تفصیل احکام وغیرہ کو از قسم عقاید و قصص ماضیہ و امور
مستقبلہ آیۃ اور تدبیر اشمال اور مضامین توحید ذاتی و صفاتی اور رسالت اور معاد -

کہ اصول دین ہیں جنکو نظم قرآن شریف حامل ہے یہہ امور جو عبارت ہی پوری شریعت محمدیہ سی بذریعہ الہام بجانب مقام حاصل ہو کر اطمینان بخش اور تسلی دہ کہ قابل اعتقاد و عمل قطعی ہو مشروح بشریعت الہی و مسنون بسنت اللہ ہرگز نہیں اور نزول و انزال کہ جو لازمہ ہی پوری شریعت کا کہ جسکا متکفل و متذمہ دار ملک ہی یعنی جبرئیل علیہ السلام کہ جو قرار دادہ عبارت دافع الوسواس بھی ہے واقع صفحہ ہشتم ہی کہ اوسمیں وساطت ملک خصوص جبرئیل معتبر کہی ہے اوسکی بھی خلاف ہوتا ہی اور وہ لازمہ برباد ہوتا ہی۔ اور تیسرے یہہ کہ یہہ امر برخلاف سنت الہی جلشانہ ہی کہ دربارہ انزال شریعت اور ارسال رسل یہہ طریقہ بالکل اور مسلک نہیں ہوا ہی۔ قولہ تعالی سنت اللہ فی الذین خلوا من قبل ولن تجد لسنت اللہ تبدیلا۔ اور قولہ تعالی ولن تجد لسنت اللہ تحویلا۔ اسکی سند مسندی ہے۔

چوتھی یہہ کہ شناعت اس امر کی از قبیل تشبیہ بالضد قبل از ذکر علاوہ برین ہی در پردہ جو دعوی خاتمیت مطلقہ کیا ہی نسبت ان خواتم ستہ کی کیا فایدہ پھر صاف ہی کہنا تھا اسلئے کہ گاہ یہہ شریعت محمدیہ مطلقہ جسکی مستحق وہ ذات بابرکات ہی کہ جسکو خاتم حقیقی کر تعبیر کرتی ہو بابر ہا تیا مہا بر منتہا بہیئت کذائی مذکورہ بلا وساطت خاتم حقیقی بلکہ بدون وجود یا وجود اور بغیر ظہور پرتو خاتم حقیقی کی پہونچی کو بذریعہ الہام ہی سہی کہ یہہ بھی ہم معنی وحی ہے بہ عین وحی بحق انبیاء علم بعض امور ہیں جو از قبیل احکام اور عقاید نہوں کہ پوری شریعت ہیں جو کہ من حیث العمل والاعتقاد ہی مانند ما نحن فیہ کہ ہیں پوری شریعت درکار ہی مگر اگر بفرض محال شرعا قبول بھی کیا جاوی اول تو فرض میں مفید نہیں کہ ظاہر ہی ایسا فرض ہی لغو ہی کہ جس سے کار بر نہیں ہوا اور ہم نہ چاہیں اور دوسرے اہم خاتم حقیقی کیوں کر کیا ہوا اور کیا ہی بات رہی بجز نام و اتہام حقیقی کے۔ پانچویں یہہ کہ تکرار شریعت تامہ کاملہ جسمیں ہرگز بھی تغیر و تبدیل نہو جو کہ متلزم ہی استدراک کو اسی لئے خلاف سنت الہی ہے بسیاکہ قولہ تعالی ولن تجد لسنت اللہ تبدیلا گذرا یا تو ارشاد شریعت جو مستوجب ہے نسبت بیان اور سہو اور غفلت کو طرف جناب حضرت الہی جلشانہ کے نعوذ باللہ منہا کہ موجب کفر

ہین بلا خلاف کے ظاہر ہی۔ قولہ تعالیٰ وما کان ربک نسیا وما اللہ بغافل عما تعملون۔ اور
نیز الزام مالا یلزم بدلیل قولہ تعالیٰ وما کان معذبین حتی نبعث رسولا جیسا کہ گذرا پھر دو
صورت لازم آتا ہی علاوہ برین ہے کہ بہ وجہ ہشتم ہو سکتی ہی۔ مصرعہ
عنکبوت از پردہ می گیرد شکار خویش را۔ اور سانوین یہ کہ حالانکہ باستحالہ وجود خاتم حقیقی
فوق الواحد کی خود عبارت دافع الوسواس صفحہ دسوین مین ناطق ہو چکی ہی بدین الفاظ
کہ وجود خاتم حقیقی کی محتج ہونی کا کون قایل ہے خاتم حقیقی علی سبیل الاطلاق کا متعدد ہونا
علی سبیل الاجتماع یہہ صورت محال ہی عقلا اور بنصوص بھی اسکی استحالہ پر قایم ہین اور کوئی اسکی
جواز کا قایل نہین۔ پس جانا چاہئی کہ سرگاہ بتقریر سابق خاتم حقیقی ہونا خواتم متعددہ کا
علی سبیل الاطلاق بوجہ مذکور ذمہ پر عبارت دافع الوسواس کے اور نیز ذمہ پر شرکا اوسکی
کی اس عقیدہ مین لازم آیا کہ عنقریب گذرا پھر یہہ دعوی عبارت ہذا بدلیل محال عقلی اور نیز
قیام بنصوص اس استحالہ پر کون قایل ہے صریح مخالف ہی اور معارض غور درکار ہی۔
آٹھوین یہہ کہ معہذا یہہ قید علی سبیل الاجتماع مذکور عبارت مذکورہ مین خود لغو ہی اسواسطے
کہ استحالہ تعدد خواتم حقیقی فی نفسہ بہر دو صورت علی سبیل الاجتماع اور علی سبیل الافتراق صحیح
ہی بشرطیکہ افراد از قبیل افراد بخت حقیقہ واحدہ ہون دون الافلاد اور یا نحن فیہ مین افراد از قسم بخت
حقیقہ واحدہ ہین خوض درکار ہی اور بصورت تسلیم جواز تعدد خواتم حقیقی علی سبیل الافتراق خلاف
مفروض جو لازم آتا ہی کہ خواتم اضافی حقیقی ہوہی جاتی ہین علاوہ برین ہی والا یلزم یہہ قید
لغو ہی کی بحث و تفتیش محض بیگانہ وانہی کہ ظاہر ہی اور پھر خود خلاف قرار دادلازم آتا ہی جو اصل
موضوع کلام عبارت مذکورہی تھی بتسلیم استحالہ تعدد خواتم حقیقی۔ نویں یہہ کہ مستتبع ہونا
اس امر کا وجود مثلیت ہماری حضرت خاتم حقیقی محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلعم کو درضمن جمیع
افراد خواتم کی مزید بران ہی کہ جس سے عبارت دافع الوسواس کے اصالتا اور بلزم
اوسکی بے تبعا و لحوقا ضمنا انکار صریح کیا ہنا ظاہر و باہر ہی۔ فرجع جمیع القہقری وتوی

قسطاس ہفتم

الی ما بحث الشرعی فیما اشفی وبالجملی واللہ اعلم وعلمہ اتم۔ قسطاس ہفتم اور عبارت معالم التنزیل
بغوی اور جلال الدین محلی سے خواہ مخواہ سمجھ لینا عبارت دافع الوسواس کا وجود خواتم ستہ کو
زور آوری محض ہے اسلئے کہ جائز ہی یہہ کہ تنزل امر جو کہ مفسر بوحی ہے بحث ایتہ۔ اللہ
الذی خلق سبع سموات ومن الارض مثلہن یتنزل الامر بینہن الایتہ من السماء السابعۃ الی الارض
السفلی۔ نسبت ہماری خاتم حقیقی طبقہ اول کی ہو باین معنی کہ اثر عمل اور عقیدہ اس وحی کا
بعد نزول ہماری خاتم حقیقی ہر طبقہ ارض علیا پر تمامہ طبقات ستہ بین ممکن ہے بدون وجود خواتم
ستہ کی بھی جسکو عبارت دافع الوسواس اور من جمیع النبی صاحب وحی قرار دیتی ہیں باین معنی
کہ خواہ وحی امر و نہی ہو خواہ وحی امور مستقبلہ ہو اور شق ثانی یعنی وحی امور مستقبلہ مقبول
عبارت دافع الوسواس ہے بخلاف وحی امر و نہی کے جو تبعاً وطوعاً واقع ہوئی ہے جیسا کہ
پیشتر گذر چکا اور تفصیل اسکی قسطاس سبعی ہشتم وقسطاس سبعی نہم اور خاتمہ الکتاب میں نجیل ہے

قسطاس ہشتم

قسطاس ہشتم اور ان خواتم ستہ کا جو ماقبل عصر آنحضرت صلعم گذری صاحب وحی ہونا
باین معنی کہ جبریل وحی بوساطت ملک نازل ہو خواہ وحی امر و نہی ہو خواہ وحی اخبار مستقبلہ
ہو وہ نبی ہی جیسا کہ عبارت دافع الوسواس واقعہ صفحہ ہشتم ہی اس باب اتباع شریعت محمدیہ
صلعم من حیث العمل قبل از نزول اوسکی ہماری خاتم النبیین صلعم طبقہ اولی پر مفید ہیں کہ ظاہر ہی
ورنہ تکرار شریعت یا تو ارد شریعت اور نیز الزام مالا یلزم خلاف مقتضای کریمہ وما کنا
معذبین حتی نبعث رسولا۔ لازم آتا ہی جیسا کہ گذرا جو کہ مقتضی ہے استقلال شرایع خواتم
ستہ کو جو منافی ہی اتباع مذکور کو اور تکرار اور تو ارد کہ جسکی ذیل میں الزام مالا یلزم مذکور ہی
متواری ہو سکتا ہی مستلزم ہی استحقاق ان خواتم ستہ کو نسبت منصب خاتمیت مطلقہ مستقلہ
کی جو کہ مستلزم ہی اقتضای مثلیت خواتم ستہ کو فی الجملہ نسبت خاتم النبیین صلعم خاتم حقیقی مسلم الثبوت
کی اسواسطے کہ ہر گاہ یہہ شریعت خاتمیت جو مخصوص تھی سراپا ساتھہ خاتم حقیقی کے اوسکی
تجاوز کیا طرف خواتم مفروضہ کی تو وجود لوازم ذاتی خود دلیل ہے اور بوجود ملزوم

کے اور یہ امر خلاف مفروض کیا خلاف مسلم ہی حالانکہ کوئی اضافت حقیقت نہیں ہوسکتی
بدلیل اسکی کہ جو بالاضافت ہی ما بالذات ما بالحقیقت نہیں ہوسکتا اور نہ بالعکس بخلاف
صرف اعتقاد اور علم بالاجمال بدون عمل کے قبل از نزول اور اسکی ہماری خاتم حقیقی ہر چہ کہ
در حقیقت مستحق ہیں خاتمیت بالانفراد بلا شرکت حقیقی اور اضافی کے بلکہ نفس نبوت کی

اسی طور پر شرکت پذیر نہیں ہے جیسا کہ کریمہ مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد۔
بطور علم و اعتقاد شریعت محمدیہ حق ہیں حضرت عیسیٰ ہی کی ہے کہ یہ ثابت ہی آمین کہنے کی
استحالہ نہیں اور یہی انکرار اور توارد مستوجب ہی تعدد قرآن مجید کو من حیث النظم والمعنی
کہ ظاہری ورنہ من حیث المعنی من بدون من حیث النظم تو تلاوت سر مو بھی تو کلام ہی
نہیں کہ اظہری الاکثیر شریعت لازم آتا ہی جو بھی نسخ ہے اور وہ بھی ناجائز اور غیر معقول
ہی کیونکہ منوط ظہور شریعت کا نہیں ہوا جو کہ وابستہ ہی در اصل ساتھ اصل صاحب شریعت
کی کہ وہ ہنوز مبعوث ہی نہیں ہوئی حالانکہ النسخ بدون نزول و ثبوت باطل ہے اور خود
نسخ مباین ہے انکرار اور توارد کو ملکہ مقتضی ہے استقلال کامل تر کو اور یہ خلاف مفروض
اور خلاف قرار داد ہی اور نیز یہ امر باعتبار صورت وقوع مستلزم ہی نا بعیت خاتم حقیقی
صلعم کو بہ نسبت خواتم سنہ کی اور نیز قلب ماہیت سلسلہ زمانی نبی آخر الزمان جو بلقب
مشروع ہے لازم آتا ہی حالانکہ سلسلہ زمانی بالذات متقاضی ہے سلسلہ ترتیبی کو عقلاً
و سمعاً نقلاً جیسا کہ ثابت ہی نص قرآن۔ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم سی کہ ظاہری اقتضای
لفظ ثم ترتیب زمانی کو جسکی تحقیق بالا بمزید بسط الخ ہاشم وغیرہ میں کی گئی ہے اور فرق
درمیان توارد و تکرار یہ ہی کہ تکرار عام ہی اور توارد خاص کیونکہ تکرار عمداً اور علماً اور
سہواً اور جہلاً ہوسکتا ہی بخلاف توارد کی اسلئے کہ بنا اسکی ہی اور غفلت اور سہو کی بلکہ
جہل کے بھی نہ اور یہ تحمار کے جو کہ بمعنی علم ہی نہ بمعنی قصد اور ارادہ کے اسواسطے کہ توارد
بالقصد والارادہ ہوتا ہی اگرچہ جہل ہوتا ہی صدور فعل غیر ہی اسی شی خاص کو لعبد اللہ

فعل مذکور ظاہر ہو جاوی کہ یہ فعل اوسی بہی صادر ہوا ہی القصہ والحاصل یہ کلام نہایت باطل ہے اور لاطایل کہ جس سے عقیدہ اسلام ہوتا ہی زائل ۔ اور وقوع اس فقرہ مذکورہ کا یعنی خواہی امر وہی ہو عبارت دافع الوسواس میں استظہار اوسی دلیل مفہوم مردود میں ارشق مقبول اوسمیں یہ ہی فقرہ مذکور ہی خواہ وحی ہو خواہ اخبار مستقبلہ ہو فافہم ۔۔۔ یا افہم الامم واللہ اعلم ۔ قسطاس ۔ نہم یہہ عبارت دافع الوسواس کہ اب سمجہا جاہی کہ تعدد خواتم بحسب تعدد طبقات سی نہیں لازم آتا کہ سب خاتم حقیقی ہوں تاکہ اوسکی محال ہونی کا عقلاً و نقلاً فتوی دیا جاوی اور نہ یہہ لازم کہ سب خاتم اضافی ہوں تا لازم آوی کہ ختم نبوت آنحضرت صلعم اضافی ہووے باطل بلکہ صورت ثالث بہی محتمل ہے کہ آنحضرت صلعم خاتم حقیقی جملہ انبیاء جملہ طبقات کے ہوں اور ہر ہر طبقہ نبی کی آخر خاتم اضافی بہ نسبت انبیاء اپنی اپنی طبقہ کے ہوں جیسا کہ اس طبقہ میں حضرت عیسیٰ کی نسبت ساتہہ خاتم الانبیاء کی ہی پس باوجود امکان اس صورت کی مطلق تعدد خواتم کو کہ جملہ نبی کنبکیم سی مستفاد ہی باطل کہنا خلاف واقع ہی ۔ پس اب یہہ چاہیئے کہ فتوی دینی عقلاً عبارت دافع الوسواس ہی کا کام ہی یہ عبارت مذکور فضول ہی بلکہ ضروری المنع ہی کہ جو منشار ہی ایسی ایسی مفاسد عدیدہ مستحیلہ کی لزوم کا جس سے بچی آیۃ خاتمیت بلکہ تمام ہایت دین اسلام ہی جیانکہ تمامی قساطیس میں یہ ہی تذکرہ ہی پس وہ عمل کیا جاہیئے جس سی تطبیق اور توفیق درمیان آیۃ خاتمیت اور اثر مذکور حسب پیروی تمام سلف صالح حاصل ہو جو کہ منہاج تمام قساطیس ہے اور مختصر اوسکا اہم ضروری جو یہاں بہی نظر کو ہوتا ہی وہ یہی کہ اعتبار قید اضافت نسبت خواتم سنہ بہ نسبت اپنی اپنی طبقات کی کچہہ ضرور نہیں و صورت ثبوت خاتمیت مطلقہ خاتم النبیین صلعم کی علی الاطلاق کہ وہ کفایت کرتی ہی سایر طبقات باقیہ کو اور محتاج اضافت نہیں کیونکہ یہ امر عقلی کچہہ دین میں مفید نہیں بلکہ مضری اسلئی کہ موجب شرکت ہوتا ہی جو خلاف عقیدہ اہل اسلام ہی و طرفہ نظر خاتمیت سی کہ امر لاحق ہی نفس نبوت کو اور خود شرکت ہی مستلزم ہی سایر ہی مطلب خاتمیت خاتم النبیین صلعم کو جو منظر غایر اصل منشار خلاف عقیدہ اہل اسلام کا ہی سایر ہی شرکت حقیقی ہو یا شرکت

انسانی کے خود غیر ثابت الاصل ہے اسلئے کہ وہ شی اسکی کو بھی شامل نہیں ہے کہ ضروری الحاظ ہو مگر
صرف اسکا یہ مرتبہ علمی ہی وہ بھی خیال ارباب خیال کا حالانکہ عبارت واقع اور سوا اسکے خود قائل ہو چکے
ہی کہ جائز ہی کہ خود ہم زمانہ آنحضرت صلعم میں موہی ہوں حالانکہ کوئی آخر اضافی مجامع آخر
حقیقی نہیں ہو سکتا کہ یہ خود باطل ہی حقیقی قابل اوسکی اضافہ کی ہی لہذا اسلاف نے اسطرف
خیال بھی نہیں کیا بلکہ اسی طبقہ ارض علیا پر آکر احتمال عدم وصول وحی ہوا تو ہاں انور
عقل کو بجای رسول قایم کیا وہاں کوئی نبی ثابت نہ کیا محض بخیال اسکے کہ تا نہ کرے ثابت
خاتم النبیین صلعم میں لازم نہ آوے کہ یہ خلاف عقیدہ اسلام ہی بخلاف قایم مقامی بعقل
عقل کے کہ ظاہر ہی اور اسکی مثل بعض قسطاس میں بخوبی ثابت کردی گئی اور اگر عیسا یہ کہو تو
یہ بھی کہتی کہ جائز ہی کہ خواتم نبوت اوا کے زمان خاتم حقیقی ہو جاوے کیا ہو بشیر منسوخ الشریعت
والخاتمیۃ ہو کر باقی البنوۃ رہ کر مانند حضرت عیسی علیہ السلام تب بھی مضایقہ نہ تھا ہمارا کچھ ضرر
نہ تھا لہذا اسلاف نے توجیہ طرف حضرت عیسی کی واسطے اس لقب کی ہم کرکے سب کو ادا ہی جا
بخلاف خواتم ستہ مفروضہ کی بلکہ سب نے ضرر شرعی دیکھا اور ہر گاہ کہ خاتمیت مطلقہ واسطے حضرت
خاتم النبیین طبقہ ارض علیا کی مسلم الثبوت ہوئی النسبت جمیع طبقات کی مساوی الاقدام
پس خاتمیۃ اضافیہ کا تو کچھ اثر اس طبقہ ارض علیا میں بھی آخر لوجہ اتحاد نوعی شرعی کے
پایا جاتا جب قانون الہی جلشانہ جو معتبر بشر الی ہی بحکم ولن تجد لسنت اللہ تبدیلا بخلاف اتحاد
نوعی حقیقی کہ گنجایش تغیر فطری ہو سکتا مانند فرق یعنی شق بلا القیام نسبت سموات
کے اور حالانکہ وہ بھی بقبیل قیاس مع الفارق ہی بوجہ اختلاف نوعیہ ارض و سماوات
کے کہ راست نہیں آسکتا اور تفصیل اسکی مناظرہ محمدیہ مولوفہ فقیر ہی بخوبی واضح ہو سکتی
ہی اور باوجود سہولت اور آسانی وصول احکام خاتمیت مطلقہ کی خاتم اضافی طبقہ
ارض علیا تک بہ نسبت وصول طبقات سافلہ کی صرف خلفا اور امرا اور علما اور
صدیقین اور شہدا اور صالحین اور مجددین اور اصحین اور واعظین اور مشائخ صاحب تصرف

طبقہ علیا پر اکتفا کیا جاتا جسکی حقانیت پر جمیع صحیح علماء امتی کا بنیاد ہی اسپر اسلئے وارد ہی صریح اور اوپر کا
استعداد الخ کا رنبوۃ پر اکتفا نہوتا بلکہ فعلیت نبوۃ کا متذکرہ ہوتا بایں لقین ہے بلکہ جمیع
علماء اس طبقہ ارض علیا کی نسبت اس عقیدہ استعداد صدیق کی ساتھ عدم فعلیت کی واسطے
صدیق یعنی صدیق طبقہ ارض علیا کی موجب حدیث لو کان بعدی نبی لکان عمر متفق الکلمہ ہین
اور بنا ممکن الاستعداد بعلت مانعہ قوی ہی مستلزم الفعلیۃ سوا ہی ہر صورت یعنی حقیقۃ و اضافۃ
لہذا النسبت ان سب لقین کے باوجود استعداد کامل کے جو ثابت ہی احادیث شریفہ سی
کہ خبر مرفوع ہی اور اثر ہی ہرگونہ سرتہ حالی ہین کے اطلاق نبی کا نہ بہ نسبت مورد خاص
حدیث مذکور یعنی حضرت عمرؓ بہ نسبت مفہوم عام حدیث مذکور اور افراد امثال حضرت
عمرؓ پر شرعاً پایا گیا اور ممنوع اجماعی رہا پس یہ مسئلہ اجماعی ہو گیا خلاف اجماع باطل ہی پس
فعلیۃ نبوۃ مذکورہ ہرگاہ باطل ہوئی تو خاتمیۃ حقیقیہ ہو یا اضافیہ جو کہ امر لاحق ہی قطعاً
بوجہ خاتمیت مطلقہ حقیقیہ بطریق اولی باطل علی ہذا القیاس حال نبوۃ و خاتمیۃ حقیقۃ و اضافیہ
لطبقات سافلہ سمجھنا چاہئی ورنہ اختلاف حکم افراد نوع واحد متحد الحقیقۃ والماہیۃ فی ذاتہا
فی نفسہا الخ خاصۃ الازمنہ جو کہ سراسر باطل ہی لازم آتا ہی جو منشا ہی ترتب آثار مختلفہ کا
پس ظاہر ہو گیا خاتمیۃ تک تو کسیکو رسائی کہان جو امر لاحق ہی نبوۃ کو نفس نبوت تک
بھی سوا ہی استعداد کی باغ کرنا ہی دست درازی نہین ہو سکتی فافہم بالفہم الاتم اور یہہ دعوی
عبارت دافع الوسواس کا اور اسکی ہم عقیدہ عبارات اہل رسایل کا باوجود امکان اس صورت
کے مطلق التعدد خواہ تم کو جماعۃ فی کل ارض نبی کبیکم ہی مستفادی باطل کہنا خلاف واب
علماء ہی۔ اب خود باطل ہو گیا اسلئے کہ استفادہ مطلب خاتمیۃ کا اثر مذکور سی ہرگز ممکن
نہین کیونکہ اتنے جملہ مذکورہ اثر مذکور مین اثر لفظ خاتم ہی نہین جو منشا اس سوء فہمی کا اشرح
ہوتا حالانکہ اس پر بھی بعض قسطاس تبین استحالہ بیدا ہی ہین پس واضح ہوا کہ یہہ امر سوای
ایک نتیجہ عقلیہ فکریہ بدیہیہ کی کہ حسب کا منشا سوء فہمی ہے اور کچھ نہین اور یہہ دعوی ہی کی صریح

لفظ حدیث اور اثر کا پابند ہیں کیسے تاویل کیجاوی اور عبارت کو دعوی بلا دلیل کو باطل کہتی ہے
اور خود تاویل بلا دلیل کرتی ہی اور حالانکہ قطع نظر خاتمیت سی صرف نبوۃ خالصہ بغیر الحاق
خاتمیت جو کہ صریح اثر مذکور کا منطوق اور ملفوظ ہی اگر اوسپر ہی جمتی تو فی الجملہ موقع بادی النظر
میں باتہہ لگتا مگر انجام کار اوس سی یہی دست برداری ہوتی اوسکو چھوڑ کر خاتمیت پر جم
کیا واسطے ایسی الزامات کی اکتساب کی تو خود ادعا صرف نبوۃ ہی بعد بقیہ حضرت
خاتم النبیین صلعم کافی تہا اگر ایسا ہی شوق طبع پورا کرنا تہا تو جانا چاہئی کہ لفظ مذکور
وارد اثر مذکور واجب التاویل اور متقرض التوجیہہ ہی جیسا کہ سلف صالحین عمل کیا اور ہم
ناقص العقل والفہم والعلم ان اوکا اقتدا کیا اللہ تعالی توفیق رفیق ہماری اور سب امت
خاتمیۃ کی نصیب کرے آمین ثم آمین۔ اور نیز دعوی عبارت دافع الوسواس نسبت خاتمیہ
اضافیہ بہ نسبت حضرت عیسوی علیہ السلام اس ہی تقریر سی اور نیز اوس تقاریر اکثر قسطاس سے
برطرف ہو گیا خصوص اس تقریر نقلی سے کہ یہ اضافہ مسئلہ شرعی ہی اسکی واسطی مشہ
قوی شرعی نقلی درکار ہی دخل عقل اس بات میں سخت آزار ہی فلابد للصحیح بالاطلاق من
الاذعان الشرعی عند الاشاعرۃ کما فی کتب الاصول والکلام۔ اور درصورت اثبات خاتمیۃ
واسطی حضرت عیسی علیہ السلام کی بوجہ صادق آنی تعریف خاتم اضافی کے مطابق قول
عبارۃ دافع الوسواس کے قبل زمان ظہور حضرت خاتم النبیین صلعم کے دعوی عبارت دافع الوسواس
خلاف قرار دادہی لازم آتا ہی یعنی خواتم ستہ خواتم سبعہ ہوجاتی ہیں پس بنا امتناع صدق تعریف
لازم آتا ہی یا وصف اقبال صادق مذکور یا وہ قرار دادہ مذکور باطل ہوتا ہی اور یہ ہر دو امر باطل ہیں
اور حالانکہ اوسکی مثل امر کو تسہیر مومن بمنصفہ میں عبارت دافع الوسواس نے بدلالت عقل جو کہ اوسکی اکثر مسایل میں
اور تمسک بہی خارج کیا جہاں اس عنصر اس کے التباس کا اثر مذکور کو بہی لازم آتا ہی کہ طبقہ ارض علیا میں آدم
بوجہ تغطی کل ارض آدم کی جا بد یا کہ مراد لفظ کل ارض اسی ہر طبقہ امین کا ہی طبقات تحتانیہ
سی بدلالۃ عقل طبقہ ارض علیا خارج ہی۔ پس بنا القیاس سکوت واسطی پر حضرت عیسی علیہ السلام

کا بھی خاتم اضافی ہونا نسبت اس طبقہ ارض علیا کی بدلالت عقل خارج ہونا چاہئی کیونکہ صریح
خواتم سنہ کا لفظ نقل کرتی ہیں نہ لفظ شیخ کا پس لازم آیا تعیین قرار دادہ مذکور یعنی عدد سنہ یا
امتناع صدق تعریف مذکور جو امر مسلم ہی اور یہ امر خود باطل ہی۔ اور بڑا تعجب تو یہ ہی کہ
عبارت دافع الوسواس اور من بعد قس تبعہ تعدد اتم اضافی کو طبقہ واحد میں تو منظور کریں اور تعدد
خاتم اضافی کو ایک طبقہ میں منظور کریں حالانکہ تعدد آدم اضافی بالاجماع ثابت ہی مثل
حضرت نوح علیہ السلام کے اور اجماع حجت شرعی بالاتفاق ہی بجان البرو اللہ اعلم اور نیز جب
اوس قاعدہ اپنی کی کہ صریح لفظ پر جمود رکھتی ہیں اور تاویلات ضروریہ مقبولہ شرعیہ کو
جو حامی و حافظ ہیں عقاید اسلام کو جو اصل اصول دین کے ہیں ہاتھ سے دیں اور تاویل
سلف صالح کو نسبت اس اثر کی خلاف جانتی ہیں پھر انصاف شرط ہی کیا کچھ زور
آور ہی اور رہتی ہے۔ اور جانا چاہئی جیسا کہ حضرت خاتم النبیین نے صلعم اپنی لقب
خاتمیہ کو صراحتاً و اشارتاً ماورا النص قطعی آیہ خاتمیہ کی ظاہر کیا کہ نبی کہیں جو خاتم سنہ سے
قطع نظر حضرت عیسی علیہ السلام کی نسبت تو لقب مذکور کا تذکرہ صراحتاً اشارتاً جو قریب
الصراحۃ ہوتا پایا جاتا اور وہ متلقی بالقبول ہو کر سلفاً و خلفاً کابراً عن کابر بطور اجماع
مانند لقب حضرت نوح صاحب آدم ثانی اور اضافی پایا جاتا مانند اوصاف عیسوی صاحب مصر اور اوصاف
اخبار و آثار میں مشتمل بر علامات عیسوی قبل بعثت خاتمیہ محمدیہ اور نیز بعد بعثت مذکورہ خصوص جو کہ ظہور اولکا بعد
نزول از آسمان زمان برکت نشان حضرت مہدی علیہ السلام ہوگا ظاہر ہوتی۔ اور قطع نظر
اس سے بموجب تحقیق عبارت دافع الوسواس خاتم اضافی ہونا حضرت عیسی علیہ السلام طبقہ
ارض علیا پر صادق نہیں آتا باوصف صدق تعریف خاتم اضافی کے اسلئے کہ نسبت خاتم
سنہ اضافی شرط تابعیت شریعت محمدیہ علیہ افضل الصلوۃ والتحیہ لگائی ہی اور بہ نسبت حضرت
عیسوی نہیں پائی جاتی ہی زمانہ پیشتر بعثت حضرت خاتم النبیین صلعم میں جو اصل وقت
صدق تعریف خاتم اضافی مذکور کا ہی کیونکہ وہ اوسوقت خود صاحب شریعت

مستقلاً نبی اور نہ ثابت ہو سکتی ہی بعد بعثت نبی زمانہ مذکورہ سی اسواسطی کہ وہ اوسوقت
نبی تو ہونگی اور تابع شریعت محمدیہ ہی ہونگی مگر خاتم اضافی نہونگی کیونکہ تقدم اضافی
نہونگی کیونکہ تقدم اضافی شرط ہی اور خاتم حقیقی کے بلکہ تابع شریعت محمدیہ ہونگی مانند
اور اشخاص امتہ کی باوجود بقاء آیۃ نبوت سابقہ کی ساتھ شریعت اپنی کی مگر جو قسم کی قید
کہ باعتبار مکان یا باعتبار ماسیکون عبارۃ مذکور لگائی تو شاید کہ مطلب آ ہی جاتی
مگر وہ ہی بسبب پانگی اپنی کی کہ اعتبار در اعتبار اور اضافہ در اضافہ سی نوبت پہونچتی ساقط
الاعتبار رہتی اور معہذا قطع نظر اس سی بہر وہ استحالہ جس سی قاطبین بر بن وہ بجای خود قائم
ہین مگر یہ بہی ضرور ہی کہ اوسوقت نبی بنی ہونگی تا کہ استحالہ شرکت فی النبوۃ لازم آوی
کہ جسکی وجہ سی وفات صاحبزادہ سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام ثابت ہوئی اور نزول
حضرت عیسی علیہ السلام تجویز ہوا کہ ظاہری نزول مکور سی کچہ منفرت خاتمیۃ خاتم النبیین صلعم
مین نہین ہوتی بخلاف بقاء صاحبزادہ علیہ السلام کی لہذا وفات مذکور منظور ہوئی پس شرکت
فی النبوۃ الموصوفہ ہر قسم قطعاً باہر ہوئی ثابت نہین اور معہذا بعد وفات حضرت خاتم النبیین
خود عبارت مذکور ہی موجود خواتم سنہ سی انکار کیا پس متعین ہوگئی شق زمان قبلیۃ بعثت
حضرت خاتم النبیین صلعم سے بنسبت خاتمیۃ اضافیہ واسطی حضرت عیسی علیہ السلام کے اور
اوسکا حال معلوم ہو چکا کہ اوسوقت وہ فاقد شرط اضافت ہوگی یعنی نا بعثۃ شریعت محمدیہ
علی ہذا القیاس ہر گاہ مثال ایک جزئی خاص فرد تحت حقیقۃ واحدہ حقیقۃ نوعیہ کہ متساوی
الاقدام ہین کشمیر کی لبان و پنجابی فرسان معلوم ہوا پس معلوم ہوا کہ اور افراد کا بہی
ایسا ہی حال ہونا چاہیئی اس خصوص لازمہ نوعیہ مین اگرچہ اور عوارض عامہ مین کچہ تمایز ہو
ہو جاوین مضائقہ نہین ورنہ ترجیح بلا مرجح لازم آتی ہے خلاصہ تقریر یہ ہی کہ حضرت
عیسی علیہ السلام نبی جدید نہین اور قبل از بعثۃ حضرت خاتم النبیین صلعم جو کہ شق متعین ہو گئے
واسطی اونکی خاتمیت کی تو یہہ قید بعد بعثۃ ملحوظ ہی قبل اوسکی جس سی شرکت فی النبوۃ

لازم آتی ہی جس کے سبب سے وفات سیدنا صاحبزادہ حضرت ابراہیم علیہ السلام منظور ہوئی
اور نزول حضرت عیسی علیہ السلام آسمان سے منظور ہوا اسلئے کہ وفات مذکور قاطع شرکت
ہی اور نزول مذکور ہی مورث شرکت نہیں اور قطع نظر اس سے جب شرط تالیہ خاتم اضافی واسطے
شریعت محمدیہ خاتمیہ حقیقیہ کے قبل از بعثت خاتم النبیین صلعم حضرت عیسی علیہ السلام خاتم
اضافی نہیں ہو سکتی بحکم فوت شرط مذکور جو مستتبع ہی فوت مشروط کو مگر بعد بعثت کی خاتم اضافی
ہونا بموجب شرط مذکور کی لازم آتا ہی اور کوئی خاتم اضافی بعد بین خاتم حقیقی کے نہیں
ہو سکتا فافہم۔ اور علاوہ بریں یہ بھی قطع نظر ان استحالوں مذکورہ سے بصورت تحقق
اضافیہ بشرط متعین یعنی قبل از بعثت خاتم النبیین صلعم بمقتضا شرط مذکورہ یعنی تالیہ
خاتم اضافی نسبت شریعت خاتم النبیین صلعم کی استحالہ تداخل شریعتین مستقلین بھی لازم
آتا ہی اسواسطے کہ حضرت عیسی علیہ السلام قبل از زمان بعثت حضرت نبی آخر الزمان
خاتم حقیقی صلعم کے مستقل الشریعۃ قائم الشریعۃ نبی اور یہ امر خلاف سنت الہی جلشانہ
ہے بقولہ تعالی سنت اللہ فی الذین خلوا من قبل ولن تجد لسنت اللہ تبدیلا بخلاف
حضرت موسی و حضرت ہارون علیہما السلام کی کہ حضرت ہارون نبی تھے باعتبار شریعت مستقل
نہ تھی تابع شریعت موسوی تھی بموجب قولہ تعالی واشرکہ فی امری مراد نفس نبوت
ہی اور انضمام کار احکام نبوۃ نہ استقلال فی الشریعۃ جو عبارت ہی عطا کتاب توراۃ
سے اور تفویض اوسکی سی پس نبوت انبیاء سابقین منقطع الشرکۃ نہ تھی بخلاف
ہماری حضرت خاتم النبیین صلعم کے نبوۃ کی کہ کوئی نبی من حیث النبوۃ لطور حضرت
ہارون کے شریک فی انضمام احکام شریعت نہ تھا اور نہ کوئی شریک فی النبوۃ تھا نزول
حضرت عیسی علیہ السلام کا باوصف نبی ہونے کی یہ دونوں امر ہرگز نہیں پائی جاتی اسلئے کہ مدار
کار شرکت مذکورہ کا نیا نبی ہونا ہی زمان خاتم النبیین صلعم میں جو بروز تعلقہ سے قیام ساعت
ہی نہ پہلا نبی باقی النبوۃ منسوخ الشریعۃ یا نبذ حضرت عیسی علیہ السلام کی جو کہ موثر تام اس باب میں

ہی۔ اور یہہ تداخل مذکور مثل تداخل حکمی علم میراث سمجھنا چاہئی جو کہ بحکم توافق ہوتا ہی نہ
مثل تداخل حسی کیونکہ نفس شریعت امر معنوی ہی اگرچہ بصنف فراد محال احکام بغیر افعال
محسوسہ محکومہ بنفسہا امور محسوسہ مین سے معلوم ہوتی ہے فتامل۔ اور اوپر قید مذکور کی یعنی
تالعیۃ شریعت خاتمیہ حقیقیہ کی نسبت خاتم اصطلاحی حضرت عیسی علیہ السلام بھی نبی ہوئے
جائی ہین یا نسخ خاتمیت کی دو حکما اسواسطے کہ خاتم النبیین حقیقی متبوع ہوئی اور واسطے
متبوع کی تقدم ضروری ہی دو حکما خصوص متبوع حقیقی کے بطریق اولی جیسا کہ یہان پایا
گیا تو بالقرور شرکت فی النبوۃ المحمدیہ الخاتمیہ الحقیقیہ ثابت ہوئی واسطے حضرت عیسی علیہ السلام
کے دو حکما زمان قبل بعثت مین اور علاوہ عبارت دافع الوسواس کا حکما اقرار ہے جس جگہہ اثر مذکور
کو خبر مرفوع اور اثر مرفوع کہا بلکہ بعینہ حدیث تک نوبت پہونچادی اخیر صفحہ ۱۵ اور اول
صفحہ ۱۶ مین بخلاف اوس زمان حضرت مہدی علیہ السلام کی وقت نزول حضرت عیسی کے اوسوقت نبی نہین
ہونگی بلکہ حقیقتا و حکما و شانا تابع شریعت محمدیہ بلاتداخل مذکور باقی النبوۃ قدیم النبوۃ منسوخ التشریعیت
ہونگی اور جو کچھہ فرق ہی مابین حقیقتا و حکم کے وہ ظاہری افاضہم۔ اور باوصف قائل ہونے عبارت
دافع الوسواس کے صفحہ نہم من کہ اواخر انبیاء طبقات تحتانیہ کا اتحاد زمان ثابت نہین ہر
عبارت مذکور قایل ہوئی صفحہ بستم من بعد اقرار سلسلہ اتحاد مذکور کی ساتھہ اثبات اتحاد مذکور کی
بضمن ایسے دو امر کہ وہ بھی باہم مخالف ہین یعنی اتحاد زمان نبی صاحب شرع جدید اور نبی
غیر صاحب شرع جدید پس عبارۃ مذکور موجز ترین ہے اور حاطب اللیل واللہ اعلم۔
اور اس اخیر کی کلام کو صریح موید اور معاضد ہی تحقیق شیخ شیوخنا فی العلم الظاہری والباطنی
مولانا احمد مشہور بحضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ملقب بلقب حجۃ اللہ کی قدس سرہ رسالہ
انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ مین جو تالیف اونکا ہی کہ ہنگام شرف زیارۃ مدینہ منورہ
کیفیت مراقبات و معاملات ایک روز حسب معمول ممبر جو مین بشکل مخروطی کہ قاعدہ
اوسکا جو سطح عریض ہوتا ہی بجانب بالا بچھایا جاتا تھا بچھایا گیا اور بسبب معمول

حضرت رسول مقبول صلعم رونق افروز ہوئی حسب معمول حل مشکلات ایمانی عرض کیا
کہ درباره ایمان مفصل کیا عقیدہ چاہیئے ارشاد ہوا کہ از مسئلہ امامت در یابند۔
جب وہ حالت فرد ہوئی تو یہی بعد خوض بسیار یہ مطلب حاصل کیا کہ قوم رفضہ کا مذہب
عصمت امامت ہی یعنی امام معصوم ہوتا ہی اور عصمت خاصہ لازمہ ہی انبیاء علیہم الصلوٰۃ
والسلام کا اور نبوت منقطع اور ختم ہو چکی ہیں تو دعوی زبردہ نبوت کا نبی سب
آئمہ کی اور یہ عقیدہ کفر ہی۔ پس جانا چاہیئے کہ شرکت فی النبوۃ لازم آئی اور خاتمیت
کا برباد سنا بھی لازم آیا کہ ظاہری پس اس عقیدہ سی غالبًا کوئی فرقہ شیعہ خالی نہوگا
اور صراحت شرکت نبوت حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ کی بموجب قول راجح شہید
ابو شکور سالمی رحمۃ اللہ تو بنسبت بعض فرقہ شیعہ ہی ثابت ہوتی ہی۔ پس اب خیال
مطلب آرہی یہ ہیں قسم قوال کہ اگر بعد ہیں آنحضرت صلعم کے کوئی نبی آوی یعنی نہ نبی
ملکہ لاکھوں آدمی لاکھوں مسنون ہیں تو وہ بھی موجب اوس رونق نبوۃ محمدیہ ہوگی
نہ باعث منقصت بالبصر و چھوڑنا چاہیئے اسلئے کہ حضرت مرتضوی کرم اللہ وجہہ مجامع زمانہ
نبوت آنحضرت صلعم ہی زمان حیات شریف وہم زمان وفات منیف اور ظاہر ہی کہ حضرت مرتضوی
مدعیان نبوت اوسکے کے اگر نبی ہوتی تو اسکی قبل بعثت ہوتی تو اسکی اکثر شیعہ بھی قایل نہیں اسواسطے کہ
نبوت کی بطور شرکت فی النبوۃ المحمدیہ ہیں ہوگا اور بعض مدعی اصالت نبوۃ اوسکے ہیں مگر تہمت غضب کی
ہیں یا حامل وحی جبرئیل علیہ السلام کی سہو کی قایل ہیں تو یہہ تو خارج از بحث شرکت ہی ہے۔ الحاصل
ہم اہل سنت وجماعت کی نزدیک تو ہر پہلو مجامع زمان نبوت ہیں پس ہر گونہ انتفاء
شرکت اوہیہ و درایۃ و مکاشفۃً ثابت ہو کر واضح ہو گیا خصوص علم شیخ الشیوخ اور
استاذ الاساتذہ کی تقریر و تحریر بھی جیسا کہ ابھی گذرا۔ الحذر الحذر۔

فسطاس دہم خاتمیہ خالصہ بلا وجہ مشترکہ ہوئی جانی ہی کہ جو بنصوص قطعیہ علی الاطلاق
خالص ثابت ہی۔ **قولہ تعالی** ولو شئنا لبعثنا فی کل قریۃ نذیرا فلا تطع الکافرین وجاہدہم

بہ جہاد اکبیر اس باب مین سند مسند ہی اسکی شرح و بسط قسطاس آئندہ مین مفصل مذکور
ہی جانا چاہئی کہ یہ تتبع مشاہد قرانی اور تصفح مواقع فرقانی کلام ربانی اور احادیث خاتم
خاتم النبیین محبوب یزدانی صلعم بہ جسم قید ایجاد خواہش نفسانی مسلک حقانی ہی بر اصل
و مناذل دور ہی مثلاً سورہ علق یعنی سورہ اقرا اور سورہ مدثر اور سورہ فاتحہ کی حق مین
احادیث صحاح وارد ہی اول ما نزل اقرا باسم ربک الذی خلق اور اول ما نزل سورۃ
المدثر اور سورۃ الفاتحہ بظاہر اس سہ پارہ حدیث شریف مین تخالف اور تعارض ہے
مگر تطبیق اسکی مقبول جملہ محدثین یہ ہی کہ سورہ علق یعنی سورہ اقرا اول حقیقی ہے کہ اسکی
نزول سی پہلی کسی آیۃ کا نزول نہین ہوا اور نزول سورہ مدثر کا بعد فترۃ وحی ہوا جو
چھ ماہ تک وحی بند رہی پھر تتابع اور گرم بازاری وحی علی التتالی و التواتر ہوئی تو یہ اول
اضافی ہی یعنی بہ نسبت نزول باقی قرآن مجید کی بعد ایام فترۃ اول یہ وحی نازل
ہوئی اور در باب حکم قرارۃ قرآن فی الصلوۃ اولیت سورہ فاتحہ ہی بہی اول
اضافی ہی پس اب جانا چاہئی کہ منشا ضرورت قید اضافت یہان موجود ہی جو لفظ
اول مذکور سہ پارہ حدیث شریف مذکور منصوص سے جو باعث ہی وقوع التباس اور
اشتباہ کا در بارہ انکشاف مطلب اولیت کی جو اصل فقہ الحدیث ہی بخلاف اثر مذکور کے کہ
وہان لفظ خاتم کا کچھ بہی اثر نہین بخلاف لفظ نبی کی کہ مذکور ہی اثر مذکور مین سو اسکی
تحقیق بحال مزید کا گمان بہ تلبیق اکثر قساطیس مین بخوبی کی گئی بلکہ موضوع اس تحریر کا یہ ہی
فقرہ ہی کوئی قسطاس خالی نہین صراحۃ یا اشارۃ فلتعیہا اذن واعیہ۔ ہان مگر یہ امر آخر
ہی کہ جو کچھ عبارت دافع الوسواس اور من بعد و من وافقہ کو ایک سو سہ صرف معقول حسب
مزعوم خود ہمنگ برہان عرشی پیش آیا کہ جس سے مجبور انہ قید اضافہ خاتمیت کو اضافہ کیا
کردہ خود را در ان چیست چند جا عبارت دافع الوسواس اس مطلب کو صریح مؤدی ہوئی مثلاً
صفحہ نسیم وغیرہ مین ہے کہ اصل مطلب یہ ہی کہ اس اثر مذکور سی اسقدر صاف معلوم ہوتا ہی

کہ جسطرح سلسلہ نبوت اس طبقہ میں واسطی ہدایت سکان ہذا کی تیار ہوا اوسیطرح ہر ہر طبقہ
میں سلسلہ نبوۃ واسطی ہدایت دہان کی سکان کی تیار ہوا اور چونکہ لاتناہی سلسلہ کا
باطل ہی لاجرم ہی کہ ہر طبقہ میں ایک مبدء سلسلہ ہوگا کہ وہ ہماری آدم کی ساتھہ مشابہ
کیا گیا اور ایک آخر سلسلہ ہوگا کہ وہ ہماری خاتم کی ساتھہ تشبیہہ دیا گیا — اور
علی ہذا القیاس مثلاً صفحہ تیرہوین میں دافع الوسواس کے یہ عبارت ہی چونکہ اثر ابن عباس رض
بنی وجود سلاسل نبوت ہر طبقہ میں ثابت ہی اور ہر سلسلہ کی واسطی ایک آخر ضرور
ہی بنا علیہ میں خواتم کا اطلاق کیا یعنی خواتم اضافیہ کی — اول تو جانا چاہئی کہ عبارت
دافع الوسواس خود منصف ہی کہ لفظ تشبیہہ ذکر کیا یعنی وہ شخص جو مشابہہ ہی ساتھہ آدم کی
وہ شریک وصف نبوۃ حضرت آدم نہیں بلکہ مشابہت رکھتا ہی ساتھہ اس وصف مذکور
کی علی ہذا القیاس وہ شخص جو مشابہہ خاتم ہی وہ خاتم نہیں مشابہہ ہی وہ خاتمیہ کی علی ہذا القیاس
حال اوسط مانند انوار وغیرہ مانند مطلب حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل موافق
توجیہہ سلف صالح کہ وہ ہادی غیر نبی ہیں مشابہہ ان انبیاء مذکور اثر مذکور کی اور مراد مشابہت
خاتمیہ سی ہدایت عامہ نامہ سالکہ شاملہ فافہم — اور اگر یہ عذر کیا جاوی کہ لفظ مشابہہ سے
یہہ معنی مراد نہیں بلکہ صرف سلسلہ ترتیبی میں مشابہت ہی جو حاکی ہر لفظ بدایت اور وسط
اور نہایت اور ختم سی پس ایسا لفظ موہم استحال نکرنا چاہئی ماورا اسکی وہ استحالہ جو
قایم کی گئی ہیں وہ تو موجود ہیں — پس ایک صرف نتیجہ فکر معقولی عبارت دافع الوسواس کے
لاخیر کہ جس سے کیا کچھہ قبوح پیش آئیں اور عبارت مذکور کسقدر نشانہ تیر بلیات استحالات
شرعیہ وعقلیہ ہوئی جیسا کہ آیندہ قسطا سو محل مذکور ہی ملاحظہ کرنا چاہئی — اور حالانکہ
صفحہ اکیس دافع الوسواس میں یہ عبارت مذکور ہی کہ تخصیص اوسکی یعنی لغتہ نبوتہ محمد صلعم
کے ساتھہ خلق اور سکان اس طبقہ کی فی نفسہ ممکن ہے لیکن بغیر قیام کسی دلیل قطعی آخر کے
کہ دال ہو خصوصیت دعوت نبوتیہ ساتھہ اس طبقہ کی جرات تخصیص پر نہیں ہو سکتی

پس اب غور ضرور ہی کہ باوجود اعتراف امکان نفس الامری اور امکان عقلی کے اختیار پانیکا
شرعی ہے اور پھر بدون قیام دلیل قطعی کے یعنی دلیل قطعی شرعی کے دربارہ اطلاق خواتم
اضافیہ اور پر اشخاص ستہ کی ساتھ کمال شد و مد کی مانند قطعیہ کی بلکہ بمنزلہ قطعیہ کی جرأت ہی
کرنیکا ساتھ اس دعوی کے کہ لہذا بمعنی الطلاق کیا بمعنی خواتم اضافیہ کی — اور علی ہذا القیاس
ہم مشرب جبارت مذکور کی ایسی ہی عبارتیں مذکور ہیں جو دال ہیں صریح اور پر اس مطلب
کے کہ عدم قطعیہ کے قایل ہیں اور ایسی اعتراضات لفظیہ مشکلہ کی مورد ہیں — اور حالانکہ
صفحہ دوسری ہیں دافع الوسواس کے یہہ مرقوم ہی کہ تعیین مخلوقات طبقات تحتانیہ میں کوئی
حدیث صریح وارد نہیں علما کا اسمیں اختلاف ہی — پس اس سے بھی ظاہر ہی عدم ضرورت
تعیین مکلفین طبقات تحتانیہ اور نیز عدم تیقن وجود انبیاء مذکورین یعنی خواتم ستہ لعلت عدم
ضرورت کی پس ایمان ہی نسبت اونکی ضروری نہوا اگرچہ ضمنًا ذیل میں ایمان اجمالی قیاس
کیا جاوی مزدہ بھی ایمان راست نہیں آتا اسواسطے کہ ایمان اجمالی ہیں اگرچہ بتفصیل تو
متیقن نہیں ہوتی مگر اصل وجود اور نفس وجود میں تو تردد نہیں ہوتا بخلاف خواتم ستہ کی کہ
تردد کی نسبتین کے مستزاد الوجود ہیں اور حالانکہ نسبت کی یعنی خواتم ستہ کہ جنکی موہوم دہام ہی
تفصیل اور تعیین ہو تو وہاں اجمال کا کیا دخل ہے اور اس مطلب کی تحقیق طویل ذیل قیاس
مین مفصل مذکور ہی جو مشتمل ہی اوپر تحقیق آیۃ منہم من قصصنا علیک ومنہم من لم نقصص علیک کی

عطاس یا زدہم حق مبارک ولغ فرماتا ہی — ولو شئنا لبعثنا فی کل قریۃ نذیرا فلا
تطع الکافرین وجاہدہم بہ جہادا کبیرا معلوم کیا جاوی اگرچہ کلیو کا بموجب مذہب مستحسن
ومختار مانند قول ابن حاجب کی موضوع ہی واسطی امتناع شرط کی نسبت امتناع جزا کی
دون العکس بدین نظر کہ ہر کلیہ صادق نہیں آتا بسبب تخلف اسباب کی واسطی ایک سبب
کے اور ہر گاہ انتفا مسبب پایا گیا تو ظاہر ہی کہ جمیع اسباب معدوم ہوی اور مراد اسبات
سے علل موثرہ ہیں کہ جس سے تخلف معلول ناممکن ہے اور بسبب عدم صدق کلی قاعدہ مذکورہ کے

اشیاء قوم پر قول ابن حاجب کو جو اعتراض منقلب ہو جاتی ہے سبب شرط اور جزا لازم
ہوتا تھا اور خواہ مخواہ معتذر ہونا ساتھ خذ علتہ اور معلول کے ہوتا تھا لضرورۃ حفاظت
مذہب ابن حاجب جو مذہب کہ مختار اور مستحسن قوم متاخرین ہی بایں طور کہ یہہ
کلمہ تو موضوع ہے واسطے دلالت کی اوپر انتفاء جزا کی خارج میں بسبب انتفاء شرط
حالانکہ میری نزدیک یہہ قاعدہ ابن حاجب مخدوش ہے اسلئے کہ ہر مسبب ہی شرط ہی اور
ہر حکم وجود مسبب میں ہی تو کوئی سلسلہ ممکنات میں مؤثر ہونا چاہیئے قطع نظر ازین بس
مانحن فیہ بعض آیہ ولو شئنا لبعثنا فی کل قریۃ نذیرا الآیہ اور امثال اسکی سو لو شاء ربکم
لجمعہم سو لو شئنا لرفعناہ بہا سو لو شئنا لاتینا کل نفس ہداہا سو اور آیات قرانی
جو تحت کلمہ لو یا غیرہا واقع ہیں کہ امر مقطوع بہ ہوتا ہی اس قاعدہ کلیہ کی اصلاح سی مستغنی اور
شستہ رفتہ ہیں اسلئے کہ مانحن فیہ میں یعنی بعثت فی کل قریۃ میں کسی نذیر کو کہ صرف
مشیت الہی جلت عظمتہ وکلت قدرتہ حقیقۃ ومجازا حالا ومآلا بجمیع وجوہ ایک ہی سبب
لیا بلکہ علت تامہ موثرہ ہی بخلاف اور بعض مشیات کی جسمیں دخل صنع مخلوق بھی بجا لم اسباب
ی وجود خارجی جس میں بنظر مجاز فراہمی تعدد اسباب عارضی مظنون ہی کہ جنکی واسطے ضرورۃ
عدہ کلیہ مذکورہ مصلحہ کی ہو تو بس یہاں یہ کلمہ موضوع ہی واسطے امتناع جزا کی یعنی بعثت مذکور
سبب امتناع شرط کی یعنی مشیت الہی جلت الاہ پس حکمت بالغہ حکیم علیم دانا بخشنہ کار مفضل
خام کی محض تفضیلا واکراما بلا انضمام داعیہ کسی غرض مشعر عجز والتجاء ودافع قلق وخراش
اش از قسم علل جو باعث ہوتی ہیں رفع امور مذکورہ کو یا فائدہ عائدہ او منتفع بہا مانند اغراض
یہ مشعر امارات عجز اور ذمات حدوث ہیں مثلا رحم ناقص صادر مخلوق سی کہ
علہ اوسکا رفع خلش قلبی ہوتا ہی جو باعث ہوتا ہی مہربانی کا تا وقتیکہ رفع بہوقوف
زمانہ اش عاجزانہ باقی رہی پس ذات پاک جلشانہ پاک ہی ایسی امور سی کیونکہ افعال
باشیرات اوسکی معلول العلل ہیں میں اور نہ عبث اور نہ لغو اور نہ سفہ اور نہ فضول

اور بلا الحاق لیاقت و استعداد ذاتی کسی مخلوق کی کہ جس سے ذات پاک کو کسی طرح کی
مجبوری ہو وہ حکمت بالغہ مقتضی ہوئی عدم مشیت بعثت کسی نذیر کو یعنی نذیر حقیقی کو جو کہ عبارۃ
ہی نبی ہی ہے ہر قریہ کے پس بگاہ کہ تحقیق ضروری نسبت کلیہ بوا قعہ آیتہ موصوفہ سی برآمد
ہوئی تو تحقیق بلفظ کل واقع آیتہ موصوفہ بھی ضرور ہوئی۔ جانا چاہئی کہ کل افرادی یا مجموعی کر
جس سے نحوی اور عربیت والے بخوبی واقف ہین یہان بہر دو نوع سلب کلی ہی نذیر حقیقی
کے بعثت کی نسبت ہر یک قریہ سی بموجب مشیتہ الہی جلشانہ نہ سلب جزئی جو کہ خلاف
مقصود کلام ربانی ہے اور معارض ہے اور ایات والہ کو عموم بعثت بلا شرکت پر دلالت
آیتہ کافیہ وغیرہ کو اسلئی کہ غرض بیان عظمت و رفعت شان وسیع و درجت عالیشان نبی
انس و جان جانجان جہانیان محبوب حضرت رحمان جناب خاتم النبیین ہے صلعم اور بصورت
شرکت نذارہ حقیقی ہین جو معتبر بہ نبوت ہی قطع نظر خاتمیت ہی جو خاصہ نبیا اور خصیصہ
مخصوصہ خاتم النبیین ہے صلعم اور لازمہ ہی اس ہی ذات کمالات سمات کا صریح کسر شان
ہی بس ثابت ہوا سلب نذارہ حقیقی جو عبارت ہی نبوت سی خاص ہین بنظر فعلیتہ قطعاً نسبت
ہر یک قریہ کی افراد باقیہ سی جو مندرج ہین تحت اس مفہوم کلی کے سوای فرد واحد نذیر
حقیقی کے جو احد و صمد و یکتا لاثانی ہی اس باب عدم شرکت اور خاتمیتہ ہین اور اس تحقیق سے
راز مخفی ایراد لفظ نذیر اس آیت با برکت مین کہل گیا کچھ تعمیہ باقی نرہا۔ یعنی جو چاہتی ہم اوپر
کرتا ہم یا یہی ہم ہر ایک بستی کی نذیر حقیقی کو یعنی نبی کو تو البتہ بھیج سکتی تھی اور اوپر اکھڑا
کر سکتی تھی لیکن ہمکو بسبب کمال تفضیل اور انعام ذاتی اپنی کی بلا داعیہ غرض اور احتیاج
و مجبوری وغیرہ امور مذکورہ مشعرہ نقص کمال ذاتی صفاتی سے بموجب اس عنایتہ خاصہ
کے۔ ان فضل اللہ کان علیک کبیرا۔ اور اور اس قسم کی بشارات عالیہ کی جس سے
قرآن و احادیث ممتلی اور مشحون ہین باسداری ہیبت و جلال تیری کی منظور ہوئی ای
حبیب محبوب میری اگرچہ اس صورت مین تخفیف تحمل اعباء رسالت اور مشقت اوسکی کے

تجھکو حاصل تھی اور یہ طریق تجھہ سی مشتبہ امثال تبرکی ساتھہ نسبت بعض انبیا پر تیز
سابقین خصوصی بعض مرسلین کا تھا جس درخواست اونکی مسلوک ہوا مانند حضرت
موسی کلیم اللہ کی ہماری درگاہ عالیجاہ سی عطا ہوا کہ جس سی آیہ رب اشرح لی صدری
ویسر لی امری واحلل عقدہ من لسانی یفقہوا قولی سو اجعل لی وزیرا من اھلی ہارون اخی
اشدد بہ ازری واشرکہ فی امری الآیہ حکایت صریح کرتی ہی علی ہذا القیاس
واخی ہارون ہو افصح منی لسانا فارسلہ معی ردءا یصدقنی انی اخاف ان یکذبون اور
نیز وضیق صدری ولا ینطلق لسانی فارسل الی ہارون اور نیز وجعلنا من بین ایدیہم سدا
ہارون نبیا۔ اور تجکو بلا درخواست تیری الم نشرح لک صدرک تا آخر سورہ عنایت
ہوا اور نتیجہ ان درخواست کا موسوی یہ ہوا کہ ہم ہر دو برادر باہم ہو کر تیری ذکر اور
تسبیح بیں مشغول ہونگی اور نتیجہ اس رجحان عالی کا جو بیدرخواست لایہ ہوا کہ جسوقت تو
فارغ ہو تبلیغ احکام سی پس رنج کھینچ یعنی عبادت بیں مشغول ہو اور ہر ہمہ تیر کمان عیسائی سی ہی ہی آپنے
متخیلہ متبرکہ کو خالی کرنی سی ورزش کا حکم ہوا اور نیز منقطع ہونی کا جانب اپنی بالقطاع کلی
ساتھہ قاعدہ حصر کی راغب ہونی کی رغبت دلائی ارشاد ہوا کہ والی ربک فارغب جو کہ
ہم معنی ہے وتبتل الیہ تبتیلا کا۔ پس تفاوت درہ از کجاست تا بکجا ۔ فسوف تری
اذا انکشف لک الغطاء انت رجلیک فرس اہم حمار مگر تخفیف تحمل اعباء رسالت اور جو
اوسکی اکی اور شاق تبلیغ موعظت کہ فی الجملہ دلالت کرتی تھی اور نیز قدر بی عظم وشان کے
مگر تاہم لوجہی اشرکت منصب فراہم حال تھی لہذا حکمت بالغہ ہماری کہ اکتفاء کنیہ اوسکی سے
عقول قاصر الدرک قاصر ومحاجز بین مقتضی ہوئی کہ فیما بین ان دونوں مراتب کی اسطرح تطبیق فرمائی
گئی کہ نبوت خالصہ ورسالت مخلصہ خصوص خاتمیہ مطلقہ جو معرا اور مبرا ہی جمیع آفات نقص
اور اضافات سی جو رتبہ عالی ہی وہ خزانہ مخزون غیبی اور ذخیرہ مکنون لاریبی سی تجھکو عنایت
ہوا اور صورت تحمل اعباء رسالت بھی بیں تبتل خوشنما باندہی گئی کہ اوسکی حامل اور حافظ

اور خاتمی غیر حقیقی نذیر مجازی خاتم اور امناء رحمانیان ہست مبشر بسمجار اور صدیقین اور شہداء اور
صالحین اور واعظین اور خطباء اور نجباء اور علماء کہ جنکی حق میں بشارت وارد حدیث شریف ہی
علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل عموماً اور نیز لو کان بعدی نبی لکان عمر ولکن لا نبی بعدی خصوصاً
الی غیر ذالک الی یوم یوم القیامہ قرار دی گئی ایات بینات اس پر دلالت کرتی ہیں
ان علینا جمعہ وقرانہ فاذا قرءناہ فاتبع قرءانہ ثم ان علینا بیانہ ۔ ان نحن نزلنا الذکر
وانا لہ لحافظون ۔ ولقد یسرنا القران للذکر قبل متن کر ۔ اور باقی روایات احادیث
اندر ہمارے اور جو کا رروائی وجود حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سی تمہارے عہد سے
میں حاصل ہوئی وہ بمعنی غیر وجود اوسکی کی تمہاری عہد میں ہوئیں جو شامل ہی وقت حیات
تمہاری کو اور نیز بعد وفات تمہاری تا قیام قیامت کفایت مہم مہتم بالشان کو غیر
انبیاء سی یعنی خلفاء اور ملاۃ وغیرہ مذکورین سے کام لیا پیر تیہ عالی ہے یا آنکہ خواتم
ستہ مفروضہ کی شرکت فی النبوۃ قطع نظر خاتمیتہ سی جو کہ ایک امر لاحق ہی کہ جسکی حقیقت
بخوبی معلوم ہو چکی کہ خلاف عقیدہ اہل اسلام ہی پس بعض اقوال بر سبیل تمثیل و تمثال
مثال مندرج بعض تحریرات جو نظر سی گذریں کہ وجود خواتم ستہ اور وجود باجود حضرت
خاتم النبیین صلعم بشابہ بادشاہان اور شاہنشاہ بحوتیز کیا جاوی معطل اور بیکار ہو گئی
اسواسطی کہ حاصل المعنی ما نحن فیہ ہیں یہ ہوا خاتم الخاتمین اور خاتم الخواتم اور حالانکہ
یہ لقب خلاف لقب شرعی نصی القران اور نصی الاخبار والاثار ہی کہ لقب شرعی
نصی مذکور خاتم النبیین ہے نہ خاتم الخاتمین اور نہ خاتم الخواتم بلکہ اگر خواہ مخواہ ضرورت
نظیر ہی تھی تو نظیر دی جاتی تو مضائقہ نہ تھا مثلاً ایک صورۃ جو آزار دہ یعنی سوت
سوکن ہی محفوظ ہی اور دوسری مبتلا رہا بن بلا رہی اور حالانکہ وہ محبوب اور مرغوب شوہر
ہی ہی اور وہ صورۃ اوسکی منحوس اور منفور شوہر ہی ہی پس اب دیکھنا چاہئی کہ بلا غبار
اور صاحب عزت باوقار اور باخاطر جمع بصاحب اعتبار ان دونوں میں سے کون ہے

الحاد اور ایسی مسئلہ قابل ایراد ذیل اس قسم کی تحقیقات کی نہیں سمجھی جسکو کلام اور سخنان بیہودہ
رسم آشنام اور کچھ نہیں نگرنا سم باسم ہیر ابیسخن اور یکسوت کلام میں آئی لہذا ہر کلامی را
مقابل است اور از انجملہ پیدائیدا اسکی تجویز فرمائی ساتھہ ایک نبی اولوالعزم یعنی حضرت
عیسی علیہ السلام کی آخر زمان میں ہمراہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کی ساتھہ اتباع اور
شریعت غرا اور ملت بیضا سمحا سہلہ لیسیرہ کی بجدنسخ شریعت اوسکی ہے بدون نسخ
مرتبہ نبوت سابقہ قدیمہ اوسکی کی ساتھہ القاب رسم واسم مرتبہ نبوت مذکورہ کی یعنی
نبوت من حیث الاتباع والعمل باعتبار ماکان جو سابق میں تھی واسطی اظہار مرتبہ نبوت
اور رسالت اور نیز خاتمیہ بدون نبی اور بغیر استظہار کسی اور شریعت کی اور اور نبوت
کی استعداد مضبوطی اور احکام بدین آب وتاب فرمائی کہ باید وشاید کہ جسکا خود
اعتراف حضرت عیسوی شاہد عدل ہی نسبت انکار کی امامت کرا اسی ہنگام
طلب امامت صلوۃ مسجد اقصی میں وقت عصر بحد رونق افروزی منارہ شرقی بر میں صبح دو فرشتہ
یعنی دو کپڑہ سفید یا زرد علی اختلاف تفسیر اللفظ کہ جس سے جامہ عبارت ہی ایک چادر
اور ایک ازار یعنی تہبند اور بر مونڈہی دو فرشتہ کی اور پہر طلب کرنیکو اسطہ اوتنی کی صحن مسجد
مذکور میں زینہ کو خیر لعد الاتی والاتیا مسلم رکھنا حضرت عیسوی علیہ السلام کا امامت
صغری کو اور پہر مہدی علیہ السلام کی بموجب ارجح روایات فی ہذا الباب ثابت ہے اور
نیز امامت کبری کا بھی مسلم رکھنا نسبت اونکی ثابت ہے بدین لفظ کہ میں تو واسطہ قتل
دجال لعین آیا ہوں بعض تمہارا امام ہی اور بعض کے اور نیز طلب کرنا ساز وسامان
اسی قسم کا سلیف وسنان اور نہ مشغول ہونا اکثر ظرف اتمام اور احکام شرایع کے
امور تعبدی کیا اور امور تسلطی کیا اور امور معاشیہ کیا اور معادیہ کی تا زمانیکہ حضرت
مہدی علیہ السلام اور پہر بعد وفات حضرت مہدی علیہ السلام متکفل ہونا انتظام کا نسبت
پوری شریعت محمدیہ ملت سمحا بیضا احمدیہ کی سبیل الاتباع کہ مرتبہ نیابت ونیابتہ

سی خاص اسی مضمون میں اس حیثیت خاص کو دسی یعنی انتظام امامت صغری و کبری کی
صریح صاف خبر دینا ہی محض واسطی اظہار شان جلالیشان حضرت خاتم النبیین صلعم
کے اور نیز اظہار استعداد افراد احاد علماء امناء خلفاء اس امت عالی رتبت با
عظمت کی یہ امر خود دلیل جلیل ہے کیونکہ اگر بالفرض جیسا مزعوم زاعمین خواتم مفروضہ نے
تو وہ کیا کرتی جبکہ ایسی نبی اولوالعزم انبیاء پیشین سابقین یقینی الثبوت مسلم التسلیم متحقق الوجود منصوص الامر
مقرر الزمان بالاتفاق من حیث الشخص بنص الاحادیث والقرآن کیطرف نسبی لفیض تمام پہنچا تا بہ طرف عمایدا اور اکابرین و
علمائے و سلاطین آئمہ اس ہی امت مجاز الاستہ کی ظہور میں آئی تو خواہ مخواہ کی تو ضرورۃ بطریق
اولی بل بطریق اوجب اور اکد تہیں بالی جانی حالانکہ حضرت عیسی علیہ السلام سی قطع نظر
حضرت موسی علیہ السلام کیواسطی بھی یہ ہی سامان طیار ہی کہ حدیث صحیح ہی۔ لوکان موسی
حیا ما وسعہ الا اتباعی بلکہ خود فرزند دلبند حضرت سیدنا ابراہیم صاحبزادہ جو شکم سی
حضرت ماریہ قبطیہ کی تہی اونکی حق میں ارشاد نبوی صلعم ہوا۔ لو عاش ابراہیم لصدیق لکان
نبیا۔ اور مزید تحقیق اس حدیث شریف کی عنقریب آتی ہی تحت تحقیق آیۃ خاتمیۃ کی یعنی ولکن رسول
اللہ وخاتم النبیین کے اور ہونا کسی نبی کا بعصر خاتم النبیین صلعم کی باعتبار زمان حیات شریف
کی جو عبارت ہی زمان حال سی جیسا کہ بعد وفات شریف عبارۃ ہی زمان استقبال سی بواسطہ
کر دحقیقت از ابتداء البعثۃ تا انقراض زمان و زمانیان آپ ہی کا زمان ہی بسبب عدم
نسخ شریعت چنانچہ اس حدیث سی بھی ثابت ہی لو عاش ابراہیم لصدیق لکان نبیا۔ فی بنا
وفاتی بس عدم ثبوت حدیدہ مستقلہ بعد زمان وفات شریف حضرت خاتم النبیین
سبب ہوا عدم حیات حضرت سیدنا ابراہیم صاحبزادہ عالی صفات کا بموجب قول مختار دہا
کلدیو کی جیسا کہ قول ابن حاجب اسی قسطلانی میں گذرا تو معلوم ہوا کہ بعصر نبی
زمان حیات شریف میں جو عبارت ہی زمان حال سی خیال ہوتا تو صرف قید بعدیت کی ہوا
بعصر تہ کو بھی اس خیال میں دخل ہوتا کیونکہ یہ ہر دو زمان اس باب میں متساوی الاقدام ہیں

اوسکی نسبت بھی کہیئے ایسا ہی شاد ہوتا اور عذر عمر شریف شیخوارگی صاحبزادہ کا در بارہ تجویز
نبوت کی نسبت اونکی بدلیل ثبوت نبوۃ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ایسی ہی عمر میں رفع ہی
قولہ تعالیٰ تا کیف نکلم من کان فی المہد صبیا قال انی عبد اللہ آتانی الکتاب الایۃ پس
ظاہر ہوا کہ نہ کوئی نیا نبی آپ کا معصر ہے یعنی نا جناب شریف میں اور نہ کوئی بعد میں یعنی بعد وفات
شریف کی پس مراد لفظ بعدی حدیث شریف مذکور میں واسطے قطع شدت واہمہ وجود نبوت
جدیدہ مستقلہ غیر مستقلہ کی ہی نسبت زمان بعد وفات کی جو بظاہر زیادہ محل خاتمیہ ہی اگرچہ
وجود نبی مذکور معصر ہو یا بعد عصر ہو کہ وہ ایک عصر ہی دراصل اور یہ تفریق عصر جو باعتبار عبادات
مذکورہ کی ہی بالضرور مستوجب شرکت فی النبوۃ ہی جو کہ قطعاً وقاطبۃً خلاف عقیدہ اسلام ہے
قطع نظر خاتمیہ سی کہ ایک امر لاحق ہی ہی امر شرکت مذکورہ کا فی نہا لیکن ادراک اسکا ایک امر
خفی نہا بخلاف خاتمیہ کی کہ وہ امر جلی ہی کہ نظر انداز ہی اور دیدہ دوزی اوسکی طرف خواص و
عام امت کی بعد وفات شریف حضرت خاتم النبیین صلعم کی زیادہ تر تھی لہذا یعنی لہذا الحیال
الحذکور لفظ بعدی اس حدیث شریف لو کان بعدی نبی لکان عمر میں ارشاد ہوا اور نیز موجب
تفسیر صاحب تفسیر مدارک التنزیل کے لفظ بعدی کو آیۃ رب ہب لی ملکا لا ینبغی لاحد من بعدی
میں ای من سوائی کر تفسیر کیا تب معنی اس حدیث شریف کی یہہ ہیں جو ہوتا سو اسمیں کوئی نبی بنا
میری عہد میں جو عبارت ہی روز بعثت میری سی تا قیام قیامت تو البتہ ہوتا عمر پس اس صورت
میں عام ہی اور شامل ہر دو زمان حیات اور وفات کو اور اگر یہہ قید عہد کی مراد نہو بلکہ عام ہو
جمیع عہود کو یعنی زمان قبل بعثت مذکورہ کو شامل ہو تو خلاف واقع ہی کیونکہ زمان سابق میں بہت
انبیاء علیہم السلام ایکی سوا ہوی ہیں موافق نصوص قطعیہ قولہ تعالیٰ قد خلت من قبلہ الرسل
و قید نبی کی ظاہری کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو قدیم نبی ہیں زمانہ بعد وفات شریف
میں نازل ہونگی وہ آپ ہی کا زمانہ ہوگا پس معنی اس حدیث شریف مذکور کی جانی
چاہیئے کہ عدم نبوت حضرت عمر رضہ سبب ہوا واسطے عدم نبوت کسی نبی کے

سوا ہی ذات بابرکات حضرت خاتم النبیین صلعم کی برابر ہی کہ ہمعصر ہو یعنی زمان حیات
شریف یا بعد عصر ہو یعنی زمان بعد وفات شریف موافق التشقیق زمان اہل اشتباہ کی
اگرچہ لفظ بعدی عام تہا مگر مستثنی شرعی ہے اور وقیعہ اس محذور کا کہ استدلال اس
مطلب پر کہ جمیع رسل پہلی خاتم النبیین صلعم سی گذر چکی ساتھہ اس آیت مذکور کی بذریعہ لام
استغراق کی جو الرسل نہیں ہے صحیح نہیں ہے کیونکہ صریح قول اللہ تعالی ہی ایسا ہی لام
ہی مثل اسی عبارت کی قولہ تعالی ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل
وامہ صدیقہ کانا یاکلان الطعام۔ تا بنظر ہی کہ علم اصول میں مقرر ہی علی حسب قابلیۃ
المقام کما فی نور الانوار وفی الکشف فالمطلق المجرد عن الدلایل یحمل علی الادنی لانہ متیقن
فاذا وجدت الدلایل یحمل علی الکل پس واسطی اسکی تمیز کی میزان ہی قرائن شرعی تا
کوئی محال شرعی لازم نہ آوی اور کبہی قرائن عقلی ہی منضم ہوتی ہیں جہہ امر بون ہی بلا
قرینہ مہمل نہیں پس اس آیت مسیحیہ میں الف لام واسطی عہد کے ہی بخلاف اوس آیت
محمدیہ کی یعنی وما محمد الا رسول الایۃ کہ اوسمیں واسطی استغراق کے ہی نسبت جمیع افراد
باقیہ رسل کے سوای محمد رسول اللہ کی صلعم ورنہ ثبوت خاتمیۃ ہوتا ہی درحقیقت واسطی
حضرت عیسی علیہ السلام کی درصورت گذرجانی حضرت محمد رسول اللہ کی بہی صلعم ذیل میں تمام
رسل کے بصورت لام استغراق کی آیہ مسیحیہ میں اور نیز علی ہذا القیاس بصورت لام عہد
کی ہیچ آیۃ محمدیہ کی لازم آتا ہی نسخ شریعت محمدیہ اور سلب خاتمیۃ اونکی کا باتفاق
فی النبوۃ الخاصۃ بوجہہ آتی اور انبیاء باقیہ کی بوجہہ دین محمدی واجب دایمی کی تا قیام
ساعۃ عرضکہ بہر دو صورت تسویہ ہر دو آیۃ موصوفہ یعنی تسویہ عہدیہ اور تسویہ استغراقیہ
میں بالعکس شکل اصلیت میں یعنی بصورت استغراق آیۃ مسیحیہ میں اور عہد آیۃ محمدیہ میں خال
استحالات عقلیہ اور شرعیہ سی نہیں ہے اور بنظر غور اگر دیکہی تو دراصل اس آیۃ محمدیہ میں لام
استغراق ہی نہیں ہے مثل لام استغراقیہ رب العالمین کے یا لام استغراقیہ الحمد کی اسواسطی

کہ لفظ خاتم النبیین آیۃ خاتمیہ میں اور رسول آیۃ وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل
میں مجالس ہی یعنی خاتم مجالس النبیین ہے اور رسول مجالس الرسل ہے بخلاف لام الحمد اور لام
رب العالمین کے کہ ان میں کل افراد کو بکمال الفہم مگر تتبع کلام تراستغراق اضافی مجازاً کہا جاوے
تو مضایقہ نہیں ہے بخلاف آیۃ مسیحیہ کل کے کہ اوس میں تو لام عہدی ہی ہے و حقیقت اگرچہ عبارت
دافع الوساوس ان ہی جنہیں حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام کو خاتم اضافی نسبت انبیاء بنی اسرائیل کہا
کوئی فایدہ بخشتی نہیں چنانچہ متعدد الزامات شرعی ہم عقلی بسبب اس قول کے مندرج قساطیس
ہیں اور حالانکہ اصطلاح علماء میں استغراق اضافی پایا نہیں گیا سر سری سے یہ بحث ہی بطور استغراق
بیگانہ معلوم ہوتی ہی مگر مجبوری وقوع لفظ استغراق نسبت لام کی کلام میں صاحب عبارت
نصر المومنین وغیرہ اسی عنوان پر ہی تحقیق کی غرض کہ یہ پہلو بھی تفہیم ضروری الامر ہی چنانچہ
دو تین جگہہ اس قسم کی مطلب کو ظاہر کر دیا گیا چنانچہ قسطاس پنجاہ و سوم وغیرہ میں جو دربارہ
ازالہ ترہات عبارت مرغوب المسلمین نصر المومنین سے لیں صاف بلا عبارا اس باب میں یہ تقریر
ہی جو مسلم کل ہی کہ باعتبار ترتیب زمانی ان دونوں آیتوں کی معنی سمجھنی چاہئیں سو وہ یہ
ہیں کہ آیۃ مسیحیہ کی الف لام الرسل سی یہ نہیں سمجھنا چاہئی کہ بس اب کوئی رسول آنے
والا بعد عیسیٰ مسیح علیہ السلام کی باقی نہیں ہا جیسا کہ سمجھنا چاہئی الف لام الرسل
آیۃ محمدیہ سی کہ بس اب کوئی رسول آنیوالا باقی نہیں ہا لہذا یہ خاتم النبیین ہیں لاغیر
بس اب یہ قول قایل کا کہ قرآن شریف میں آیۃ مسیحیہ میں بھی تو الف لام ایسا ہی ہے جیسا
کہ آیۃ محمدیہ میں ہے لغو ہی برابر ہی خواہ نزدیک اس قایل کی الف لام آیۃ مسیحیہ کا بطور استغراق
اضافی مجازاً ہو خواہ بطور دیگر کچھ ہی ہو ہمسنگ اور ہم پلہ الف لام آیۃ محمدیہ ہرگز نہیں
ہو سکتا اگرچہ یہ الف لام آیۃ محمدیہ بطور استغراق اضافی مجازی ہو یا بطور دیگر ہو در صورت
لحاظ ترتیب سلسلہ زمانی جو امر مسلم کل ہی جیسا کہ ہمنی جا بجا تحقیق کیا و اللہ اعلم۔
اور منجملہ دلیل نقلی اور شکل اصلی کی یعنی استغراق مذکور آیۃ محمدیہ میں اور عہد آیۃ مسیحیہ میں

آیتہ بشارت ہی حالکی ہی بشارت دہی ہی حاشیہ حضرت عیسی علیہ السلام سی بھی حضرت محمد
رسول اللہ صلعم قولہ تعالی مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد جو دال سی اوپر
بعد تیہ زمانی کی جو امر اجماعی عام و خاص تمام عالم سی یعنی تاریخ بندی سنوانی جو بدا رکا
اسود رسی و دنیوی مذہبی جملہ اہل مذاہب بالتفصیل ہی مثلا ۹۲۰ھ ہجری جو آج کی دن سے
اور ۱۳۱۰ھ جو آج کی دن ہی بخلاف اسکی عکس کے کہ خلاف ہی تمام عالم کی اور
کوئی حدیث و آیتہ اس آیت تبشیر مذکور کی خلاف پر جو دلیل ہو اور یہ دعوی عکس
مذکور کی یعنی عہدیتہ حضرت عیسی علیہ السلام اور استغراقیہ مذکورہ حضرت محمد رسول اللہ صلعم
اگر دستیاب ہوئی ہو تو ذمہ پر مدعی تسویہ آیتہ محمدیہ اور آیت مسیحیہ کی واجب الاظہار لازم
العرض ہی پس یہ کہنا کسی مدعی مذکور کا کہ آیتہ مسیحیہ پر ہی نظر کرنا چاہیئی اس محل میں مقبول
ہی ہاں البتہ ایک امر خاص ہی جو منصوص مسوق لہ الکلام لاجلہ ہی یہ دونوں آیتاں
آیتہ محمدیہ اور آیتہ مسیحیہ تسویہ رکھتی ہیں وہ یہ امر ہی کہ جس سے قطع و ہمہ اہل کتاب نسبت
الوہیتہ حضرت عیسی علیہ السلام اور نیز قطع و ہمہ ابنیتہ اونکی کی اور قطع و ہمہ جنیتہ
حضرت مریم علیہا السلام کی ہوتا ہی اور نیز قطع و ہمہ بعض مومنین مخلصین بعض اوقات
میں بوجہ شدت غلبہ محبت سانحہ آنحضرت صلعم کی بحالت بی اختیاری جیسا کہ وقت وفات
شریف بعض صحابہ کو پیش آیا اور نیز قطع و ہمہ بعض منکرین نسبت تخلد آنحضرت صلعم پیش آیا ہوتا
ہی یعنی حضرت عیسی علیہ السلام نہ خدا ہیں نہ خدا کی فرزند ہیں اور نہ حضرت مریم خدا تعالی
کی زوجہ ہیں بلکہ عیسی تو رسول خدا ہیں اور مریم مادر عیسی ہیں یہ دونوں وصف خاصہ لازمہ
بشریتہ اور عبدیتہ اور مخلوقیہ ہیں جسپر دلیل ہی سیاق کلام اللہ آیتہ مذکورہ میں و امہ صدیقتہ
کانا یاکلان الطعام۔ مریم فوت ہوگئیں اور عیسی فوت ہونگی علی القیاس کیا تعجب ہے جو اوپر
محمد صلعم کی موت آئی جو منافی ہی تخلد کو جو لازمہ اور خاصتہ الوہیتہ ہی پس یہ دونوں رسول
ہیں جیسی اور رسول گذر گئی انکی واسطی گذر جانا امر لابدی ہی اسواسطی کہ رسول ہونی سے

بشریت نہیں جاتی رہتی اور خدائی نہیں حاصل ہوتی بلکہ رسول ہونا ہی دلیل ہی بشریت کی
اور خدا نہونی کی قولہ تعالیٰ وما جعلنا لبشر من قبلک الخلد افمن مت فہم الخالدون
پس نسبت حضرت محمدیہ صلعم بسیاق کلام فان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم مناسب ہی
قطع نظر اس سے کہ کون خاتم ہی انمیں اور کون متقدم ہی یا متاخر یہ امور اقتضائی نہیں انمیں نسبت یہ
نہیں بلکہ تفرد ہی لام عہد اور لام استغراق کا خلاف اوس امر جامع کی جو قاطع دعوی مذکور
ہی جو ماسبق الکلام لاجلہ ہی کہ ملاحظہ شان نزول آیتہ وما محمد الا رسول الآیتہ سے حاصل ہے
فافہم پس البتہ یہ بھی مطلب استدلال جو مطلب اہل مطلب ہی ہرگز حاصل نہیں الحذر الحذر۔
اور یہہ حدیث شریف مذکور یعنی لو کان بعدی نبی لکان عمر بحق حضرت عمر رضہ لوجہ عدم صحتہ
حصر کی منافی نہیں اسحدیث شریف لو عاش ابراہیم لکان نبیا کو بلکہ یہ دونوں حدیث
موجود ہیں مدعا ۱۲ حد کو اور باہم معاضد ہیں اور بسبب عدم ثبوت نص صریح
در باب استحداد نبوت بحق ثالث اور کسی جزئی تک سرایت نہیں ہو سکتی اگرچہ بحق حضرت
صدیق اکبر ابوبکر رضہ اشارۃ النص اس بارہ میں اصرح ہی نص صریح سے بلحاظ الکنایۃ ابلغ
من الصراحۃ اسلئے کہ یہ امر متلزم استحالجات مذکورہ نہیں بخلاف امر خواتم سے جو اونکی
واسطہ اثبات فضلیتہ ہی جو متلزم استحالجات عدیدہ مذکورہ ہی کہ جسکی سبب سے سلف
صالح نے مفترض التاویل اور مصروف عن الظاہر قطعا وحتما اثر مذکور یعنی اثر متنازع فیہ
کو تجویز کیا پس ہرگاہ یہہ منصب نبوت بالفعلیہ واسطہ حضرت عمر وغیرہ جو ملہمین اور محدثین
من بصیغۃ مفعول باب تفعیل سے اور نیز صدیقین کے نہیں تو پھر خواہ مخواہ دریے ہونا
واسطے خواتم سے مقروضہ مخترعہ کی تو کچھ بڑی ہی رخنہ اندازی ہی اتم مطالب ہیں ہیں
اور تتمہ ہیں فی الاسلام ہی پس ہر دو شق ہمعصریہ اور شق بعدیہ جسکو جداگانہ فرعوم کرتے ہیں
حالانکہ شق واحد ہی امر اعتباری تفصیل زمان حیات شریف و وفات شریف اس باب
میں بے اعتبار ہی لہذا ہی شق ہوگیں شق عصا عقیدہ اہل اسلام لازم آتا ہی چنانچہ یہہ

مطلب اکثر قساطین میں بسیار بیش و کم ہو چکا واللہ اعلم بحقیقۃ الکلام۔ قسطاس دوم از رحیم
اور تفسیر ضیاء التفاسیر میں ہے تالیف ہی حقیقی مولانا محمد مکرم فاروقی تہانوی مرحوم
کی وہ شاگرد ارشد ہیں جناب حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی والد مولانا
شاہ عبد العزیز محدث شاہجہان آبادی قدس سرہما کے یہ حدیث قدسی خود حضرت
عبد اللہ بن عباس رضی سے تحت آیۃ خاتمیۃ سورہ احزاب میں موجود ہی۔ لو لم اختم النبیین
لجعلت لی انبا کیون بعدہ نبیا۔ اور اوس ہی جگہ یہ بھی مروی ہی۔ و مروی عن عطاء ان اللہ
لما حکم ان لا نبی بعدہ لم یعطہ ولدا ذکرا۔ میں کاتب الحروف کہتا ہوں مراد لم یعطہ سی
لم یقضہ ہی فافہم اور ایسا ہی معالم التنزیل میں ہے تحت آیۃ خاتمیۃ اور بعد لفظ لم یعطہ
ولدا ذکرا کی لفظ بھی اضافہ ہی یعیش رجلا اور جبیر بن مطعم سی روایت ہی فرمایا رسول اللہ
ﷺ انا عاقب الذی لا نبی بعدی سا در روایت ہی حضرت ابو ہریرہ رضی سی مثلی و مثل
الانبیاء قبلی کمثل قصر احسن بنیانہ ترک منہ موضع لبنۃ فطاف بہ النظار یتعجبون من حسن بنائہ الا
موضع تلک اللبنۃ لا یعیبون سوا ما کنت انا سددت موضع تلک اللبنۃ ختم بی البنیان
ختم بی الرسل۔ پس ہر گاہ یہ دونوں روایۃ حدیث قدسی اور اثر مذکور کہ جسکا اثر شہر در
شہر گھر در گھر ہی مروی حضرت عبد اللہ بن عباس سی ہیں اور روایت قدسی مذکور میں لفظ
صریح خاتمیۃ موجود ہی اور اثر مذکور میں اسکا کچھ اثر بھی نہیں سوای لفظ نبی لبنۃ کی جو کہ
لفظ اوّل ہی اس مطلب پر اور حالانکہ اسکی تحقیق سی کوئی قسطاس صراحۃ و اشارۃ
خالی نہیں کہ موضوع نزاع ہمدگری ہی پس معلوم ہوا کہ اگر نزدیک حضرت ابن عباس رضی
کچھ وقعت ثبوت خاتمیۃ ہوتی و اسطی خواہم تشتہ کی قطع نظر خاتمیۃ سی جسکا مبنی ثبوت ہی اسکا
ثبوت ہوتا پھر ثبوت خاتمیۃ بھی ہو جاتا تو بلقب خاتم گو اضافی ہی ہی یا اضافی نہ ہی
مطلق ایسا کوئی لفظ فرماتی کہ جس سی دلالت ہوتی اوپر خاتمیۃ اوسکی کی تو مضائقہ نہ تھا۔
بلکہ ایسا لفظ فرمایا کہ جسمیں سے منشا اضافت ہی منقطع ہی یعنی لفظ نبی لبنۃ فرمایا اسواسطی کہ

نبی اضافی کا اطلاق تردیک عیان بھی نہیں ہی فضائل غایتہ التامل پس ہرگاہ ایسا لفظ مذکور ہی نہ پایا گیا جو بھلا عند الضرورت بروقت حاجت بچو عصر مذا کار آمد ہوجاتا اور مسلم اور منظور ہوتا تو اس الزام صریح سی براءۃ ہوتی اور اس روایت حدیث قدسی اور روایۃ اعطاء ہین اشارہ ہی کہ نبوت واسطی کسی عورت کی نہین جیسا لہ سجاح بنت منذر لی جو مسلمہ کذاب بھی دعوی اپنی نبوت کا کیا تھا جانچہ حدیث شریف دار دترمذی وغیرہ ہی۔ سیکون فی آخر الزمان مسیر وکذاب رقیامتہ ہی ادعا خاتم ستہ بھی شبیہ اوسکی ہی خواتم ستہ تو حدوم اللیاقتہ محض بھی اس دعوی ہی مگر لطرز نیابت یہ دعوی ظہور مین آیا اہل عصر اسی **قسطاس سنز وسجم** جاہی غور ہی کہ حضرت امیر المومنین رئیس الصدیقین ابوبکر بن ابی قحافہ رضی صرف دعوی نبوت مسیلمہ کذاب مذکور پر نسبت شرکت فی النبوۃ بدون دعوی ختم نبیہ کی نوجہہ استلزام اس دعوی کی خاتمیتہ کو انجام کار جو صریح مخالف ہی آیتہ خاتمیتہ کو جس پر بنا عقیدہ اسلام ہی اوسکو کافر شدید الکفر باوجود ہونی کافر قطعی اور جہنمی ابدی یقینی کے سمجھا باجماع تمامہ صحابہ اور باتفاق اونکی بلا خلاف وبلا نکیر مقاتلہ اور مقابلہ کیا جس سے عبارت جہاد فی البدر ہی صرف واسطی اعلاء کلمۃ اللہ کی کہ کریمہ وجعل کلمۃ الذین کفروا السفلی وکلمۃ اللہ ہی العلیا حاکی ہین یعنی گردانا اللہ نی بول کافرونکی نیچا اور اللہ ہی کا بول بالا ہی پس خوب معلوم ہوا کہ بعد بعثتہ حضرت خاتم النبیین صلعم کی عقیدہ کسی کے صرف نبوت جدیدہ کا ہی قطع نظر خاتمیتہ کے کہ وہ تو خود بخود لازم آتی ہی اور مضر ہوجاتی ہی خاتمیت خاتم النبیین کو صلعم باتفاق واجماع جمیع صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین باتمرہ بالقطع اجماعا عقیدہ اسلام نہین محض ضلال مین ہی لہذا سلف صالحین اور تمام محققین نے جو اونکی متبعین ہین خصوص شراح بخاری وغیرہ امام زرقانی اس اثر مذکور کی یہی توجیہہ کی ہے کہ مراد لفظ نبی سی ہادی غیر نبی ہے اور منشا اس جہاد مذکور کا بکمال شدت جو ایام خلافت حضرت ابوبکر صدیق رضی واقع ہوا رو بروی الحضرت صلعم ہی ہوا اور اسکا تکملہ سنبدا ہوا ہی جانچہ بخاری وغیرہ مین ہے

مسیلمہ کذاب نے جسوقت آپکی خدمت مین ایلچی بھیجا اور نامہ لکھا کہ فیما بین اسطرح صلح جاری
کہ تقسیم ملک بالتساحلفہ ہو جاوی اوسوقت آپنے بہ مبارکی مین ایک شاخ خرما ہتی فرمایا
اوسکی طرف اشارہ کرکی کہ اگر اوسکا بھی مجھسی طلب کریگا تو ہرگز نہ دونگا اور اگر کسی ایلچی
کو قتل کیا جاتا تو قتل کا حکم دیتا - پس اب بگوش ہوش سنا چاہئی کہ یہہ شدت غضب اور
برہمی مزاج اقدس صلعم صرف اوپر دعوی سلطنت اور حکومت نہتی جو بصورت ظاہر نمایان
ہتی بلکہ اوپر دعوی نبوت تہی جو کہ مستلزم شرکت تہا کہ وہ حقیقتہ واسطی کسی نبی برحق قدیم و
جدید کی بھی دوا نہین رکہی گئی جیسا کہ اس مطلب اصلی سی تمام قساطین بُرہمن یہہ تو مدعی
مبطل کا فرباطل ہی تہا اور ظہور نبوت انحضرت صلعم منظر تکمیل کمال صورۃ شوکت اور دبدبہ
سلاطینی مین تہا چنانچہ واسطی انبیا پیشین بھی مانند باپ بیٹی حضرت داود اور سلیمان کی
کے ظہور ہوا یہہ امر ایک ظاہری عارضی تہا مگر شان زہد و تزہد اور فقر اختیار حضرت خاتم النبیین
کے لاشک اوپر اونکی زہد و فقر کی فایق تہی پس ملک و سلطنت تابع نبوت تہا اسکی تقسیم سی
تقسیم نبوت کا واسمہ تہا جو باعث شرکت نبوت ہوتا چنانچہ وہ کافر خود صریح مدعی نبوت
ہی تہا اور آپ کو تقسیم قطع نظر اس سے تقسیم ملک جائز بھی نہی کیونکہ تابع نبوت تہا لہذا میراث
بھی ہمین جاری نہوی چنانچہ اسی وجہ خفی سی حضرت ابوبکر صدیق رضی حضرت فاطمہ رضہ کو وقت
دعوی میراث نسبت ضلع فدک کہ جسکو غلط العام باغ فدک مشہور کرتی ہین جو مصارف جہاد
کراع و سلاح وغیرہ مین جانب بیت المال سی منتظم اور مصروف تہا منجملہ اوسکی نفقات زوایج
مطہرات بھی بطور قطاع اور مدد معاش تہا صاف جواب دیدیا جو بسشمار غلط فہمی گروہ شیعان
ہی خصوص بعض جاہل سنی نادان ہی اور اس قسم کی میراث حضرت سلیمان علیہ السلام کی
نسبت والا بزرگوار حضرت داؤد علیہ السلام سمجھنی چاہئی قولہ تعم ورث سلیمان داؤد
اگرچہ بحسن بظاہر سلطنت کی بھی مالک ہوی لیکن حقیقت کیونکہ در اصل وراثت نبوت
تہی اور تبعا ضمنا سلطنت بھی کہ اسی شان سی اونکو عطا ہوی تہی جب لیاقت حضرت سلیمان

انتظام سلطنت میں امداد زیدی پائی گئے بموجب قولہ تعالیٰ وداؤد وسلیمان اذ
یحکمان فی الحرث اذ نفشت فیہ غنم القوم وکنا لحکمہم شاہدین ففہمناہا سلیمان وکلا آتینا حکما
وعلما قصہ تفاسیر میں مذکور ہی اور مشہور تو بطریق اولی والسبب رعایت اس سیرابہ
سلطنت کی درباب عطا نبوت نسبت حضرت سلیمان علیہ السلام فرمائی گئی اور کلمہ
ففہمناہا سلیمان سے فوقیت رتبہ فقاہت اور رایتہ علم اور سلطنت کی ثابت ہوگئی فافہم پس
نسبت اس مسئلہ کی فہم وفقاہت درکار ہی صرف تیز تر عقلی بکار ہیں جیانکہ سیاق کلام
مخبر بالتمام وقال یا ایہا الناس علمنا منطق الطیر واوتینا من کل شئی میں دلالت ہی اور برفوقیت
علمی کے اور تقرر ہوتی اسی کی ہی میراث انبیاء علیہم السلام کی جو کہ اصل اصول ہی کہ صریح بلفظ
ورث فرمایا بخلاف فقرہ اوتینا من کل شئی کی کہ بعد میں فرمایا بغیر لفظ وراثت کی کہ انتفائی امر
ہی ضمنا تبعا ولحوقا چنانچہ وراثت کمال علمی ہی کوئی نبی محروم نہیں رہے بخلاف شوکت و
سلطنت ظاہری جو کہ مستفاد ہی کلمہ من کل شئی ہی اور لفظ علمنا منطق الطیر کے دلالت صریح
ہی اور اعجاز کی جو مقرون ہی بدعوی نبوت کی جو ہم معنی ہی اوتینا النبوۃ کی پس معلوم
ہوا کہ وراثت کمال نبوت ہی کوئی نبی محروم نہیں رہا اور سلطنت اور شوکت ظاہری جو
مال عرض انتفائی غیر لازم ہی سایر انبیاء علیہم السلام کو نہیں ہوئی اور اس کمال علمی میں رعایت
وراثت نسبی لازمی اجر نہیں بلکہ رعایت وراثت سببی یعنی علاقہ افادہ واستفادہ علی حسب القابلیت
رہی لہذا کنعان جرد رہا اور حضرت سلیمان کا میاب ہوئی کمال خوش نصیبی تھی جو ہر دو قسم نعمت وراثت سے کامیاب ہوئی اور چونکہ کمال
نبوت اور ذات پاک حضرت رسالتمآب خاتم النبیین کے ختم ہوا لہذا یہہ وراثت علاقہ
افادہ واستفادت وافادہ واستفادت اور برعایت نسبی کی نہوی بلکہ اور برعایت
نسبی کے نہوئی جو عبارت ہی علاقہ مذکور ہی حسب لیاقت واستعداد قرار دی گئی جو معتبر تخلیقات
ہی درجہ اول خلافت رشدہ اور واسطی خلافت کی علم درکار جیانچہ یہہ مطلب قصہ حضرت
آدم علیہ السلام سے ثابت ہی قولہ تعالیٰ وعلم آدم الاسماء الایۃ سو اول نصیبہ

رتبہ عالی علی ترتیب الخلافۃ اس امت میں تجویز فرمایا کیا کہ لقب خلافت ہوا زان بعد
بدیں وصف نام نہاد ہوا کہ علماء حنا بخہ حدیث شریف علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل میں
اسی مطلب کی تصریح ہی کہ جسکی طرف امم سابقہ میں مثل حضرت داود و سلیمان علیہم السلام کی
فقہ میں اسی وجہ سی گذرا کہ اونہوں نے نبوت کو بلحاظ علم تعبیر کیا کہ وعلمنا منطق الطیر ہی پاس
رعایت تعظیم اس امت خاتمیہ کی کہ آخر اوسمیں منصب علمی سے ہوگا نبوت تو منقطع اور ختم ہی
ہوگئی چنا بخہ آنحضرت صلعم نی بھی ایسی ہی رعایت فرمائی کہ فرمایا انما بعثت معلما منسکہ
شریف میں مروی ہی پس بمجاز المطلب بھی برار ہوا کہ ہر گاہ تعبیر نبوت بصیغہ علم بطور تعبیر الشی بوصف
الاکمال فرمائی تو لا کلام بطور اطلاق مجازی ہمگری حسب قرینہ مقام بشرطیکہ معارض عقیدہ
اسلام نہو جائز ہو کہ مجاز امبا نہ بجا بی قیہ ہادو نذیر کتسلیم قیہ نبی کنبیکم فرمایا مثل لفظ تشبیہ
اس حدیث شریف کی علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل اور اس شبہہ کو کہ یہاں حدیث مرفوع میں
مشبہہ اور مشبہہ بہ مغائر ہیں بخلاف اثر مذکور کی قسطاس شانزدہم میں دور کردیا گیا اور قطع نظر اس
سے بوجب اس توجیہہ مذکور کی بھی تغایر فیما بین مشبہہ و مشبہہ بہ ثابت ہوگیا پس اس سے حضرت ابوبکر
صدیق اور نیز خلفاء ثلثہ کی پیروی اس باب میں ہوئی اونکی سبکی صلابت فی الدین اور اتباع
سنت سید المرسلین کی حضرت فاطمہ رضہ کو میراث طلبی سے جواب دیا اور باطنا حق اونکی اطمینان
کردی کی پھر اونہوں نے اس باب میں حضرت ابوبکر صدیق سی کچھ کلام اور تکرار اور نزاع مدت العمر
نکیا اگرچہ گروہ شیعہ اس روایت کی معنی میں تحریف کرتی ہیں یا تکلمت فاطمہ حتی ماتت یعنی کلام
نکری حضرت فاطمہ رضہ نی ساتھہ حضرت ابوبکر رضہ کی مرتے دم تک معاذ اللہ خلطی ہی اور تہمت
ہی اونکو ملحاظ اسحدیث شریف پر تہا لایحل لمومن ان یہجر اخاہ فوق ثلث لیال جسیا کہ نحن معشر
الانبیاء لا نرث ولا نورث ما ترکنا صدقۃ میں غلطی کہائی یعنی ما موصولہ کو مفعول لا نرث ولا نورث
کا قرار دیتی ہیں تو یہہ مراد ہی اونکی کہ گروہ انبیاء علیہم السلام وراثت موروث نہیں ہوتی اوس چیز کے
کہ جسکو صدقہ کرجیوڑ ہیں یہ کیا کمال ہی تو ادنی مومن کی بھی نسبت یہہ ہی حکم ہی اور حالانکہ یہہ

کلام مقام مدح میں اور خصائص میں ہے پس معنی حدیث کی یہ ہی درست ہیں کہ جو اہل تسنن نے سمجھی کہ
مفعول بہ دو فعل محذوف ہی تقدیر عبارت یہ ہی کہ لا نورث ولا نورث شیئاً من الاموال الدنیا
دنیۃ الذی ترکناہ کالفراش والقدح والعصی والازار والقمیص والاداوۃ وغیرہا من الحوائج الضروریۃ
فہو صدقۃ اگرچہ یا موصولہ ہی مگر معتبر ہی او رصدقۃ خبر ہی البتہ اب خاصہ انبیاء علیہم السلام جو ہا
ہی کمال زہد کو جو تجرد محض ہے او ربدرجہ کمال دلالت رکھتا ہی اس تعلق پر کہ ان امور میں بے
واسطہ ورثہ کی خیال فرمایا کمال توکل کو کل عیال کو سپرد خدا کیا وہ ظاہر ہو گیا پس مجوزین خواہ مخواہ کا
کدر خیال ہی کہ یہ عقیدہ باعث زوال ہی کیونکہ شق عصا جاہلیت اسلام سے بحذوا اللہم اہل فضل بیت
کے چارہ نہیں واللہ الہادی۔ **قسطاس چہاردہم** تمہ اللہ ولو شئنا لبعثنا فی کل قریۃ نذیرا
الآیہ اگر یہ کہا جاوی کہ نذیر سے مراد ہادی اور واعظ او رمذکر ہی تو یہ قول غلط ہی اسلئے کہ
بموجب مشیت الہی جلشانہ وجود واعظ او رمذکر او رہادی جو نذیر غیر حقیقی ہی ہر قریہ میں موجود ہے
پس معلوم ہوا کہ سلب مشیت نسبت نذیر حقیقی مراد ہی جو عبارت سے نہی سی اور اگر یہ کہا جاوی
کہ در صورت مراد لفظ نذیر سے نذیر حقیقی اور پھر عدم بعثت او سلی سی ہر قریہ میں لازم آتا ہی کہ بعض قریہ
میں نذیر حقیقی ہو بموجب تقیض سلب کلی کے جو ایجاب جزئی ہی اور حالانکہ یہ بات پائی جاتی نہیں
تو او سکا جواب یہ ہی کہ سلب کلی کا مذکور سے مفہوم ایجاب جزئی تو ضرور ہے لیکن وجود مصداق کا مقتضی نہیں فافہم۔ پھر بھی کہ در
صورت ایجاب کلی ہوا ایجاب جزئی ہو پس ثابت ہوا کہ بعض قریہ میں بشر او رواعظ ہوا و بعض میں نہو پس یہ
اعتراض مسلم نہیں فافہم۔ او رواردحدیث شریف ہی لا یبقی بیت مدر ولا وبر الا ادخلہ اللہ کلمۃ الاسلام
بعز عزیز و ذل ذلیل پس قریہ کیا بلکہ ہر ایک بیت خانہ قایم از قسم عقار شہریان و قری او امصار و نہ
او ان از قسم خیمہ ہای لشکریان و مسافران یا دیہ نشینان و اہل گذران نہ بر دختان و زیر اکنان یا نمد
بدو یان عرب وغیرہ نذیر غیر حقیقی یعنی واعظ او رمذکر سے خالی نہیں رہا جو کہ مقتضای خاتمیہ مطلقہ خالصہ غیر
مشترکہ ہی او رسایر طبقات علوی سفلی کو بلا مشارکت و بغیر مساہمت شامل و اصل ہے او رایسی ہی
طرح علی العموم والشمول بلا تخصص بتخاص و بقاع و بلاد سامعین او رواعظین او رمذکرین نائب او وارث

اوسکی موجود سوی اور قطع نظر اس سے بعض مفسرین نے تفسیر نذیر سوی سفید بھی کی ہی کیونکہ سوی سفید بار
موت سی ہی اور حدیث شریف ہی کفی بالموت واعظا اس سے زیادہ اور کون واعظ ہوگا۔ پس نذیر
غیر حقیقی سے کوئی قریہ کیا بلکہ غالبًا کوئی شہر بھی خالی نہ ہوگا الا ماشاء اللہ ورنہ قریہ اور قوم تقریبًا خالی نہیں
قولہ تعالیٰ وان من امۃ الا خلا فیہا نذیر۔ پس اس آیۃ سے نذیر عام کی حقیقی ہو یا غیر حقیقی یعنی
نبی اور رسول ہو یا غیر نبی اور غیر رسول بخلاف نذیر آیۃ ولقد بعثنا فی کل قریۃ الآیۃ کہ وہ نذیر
ہی فقد یر۔ ہر گاہ کہ ظہور نذارت حقیقی یعنی رسالت بعض افراد کثیر وہی تو نسبت ہر امۃ کی ظہور متکثر
ہوا اور جبکہ ظہور مذکور منحصر فرد واحد میں یعنی حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلعم میں ہوا تو لاجرم ظہور
منفرد ہوا اسی طبقہ ارض علیا پر اور وہ بھی نسبت ہر طبقہ سافلہ کی بذریعہ نذیر غیر حقیقی جو ہادی ہیں
پہونچا علی ہذا القیاس حال مضمون لفظ فی امہا اس آیۃ میں و ما کان ربک مہلک القری حتی یبعث فی امہا
رسولا الآیۃ جاننا چاہئے نسبت ظہور مذکور کی یعنی ہر گاہ کہ ظہور نذارت حقیقی یعنی افراد کثیر وہی تو ام القری
بھی بہ اعتبار متکثر ہونے کے اور جبکہ قرار دیا گیا کہ ظہور اوسکا منفرد ہوا یعنی منحصر ہوا فرد واحد میں تو ام القری بھی
منفرد ہوا پس بصورت متکثر اوسکی کی ام القری سے مراد ہر قریہ کلان تھا اور بصورت دیگر ام القری
سے مکہ معظمہ متعین المراد ہوا جو دراصل ام القری قدیم ہی اور بدین تقدیر ام القری یعنی مکہ معظمہ اوپر
اسی طبقہ ارض علیا کی ہونا چاہئے جیسا کہ ظہور میں آیا تا کہ یہ طبقہ سمع مثانی سبع الطبقات ہو بمقابلہ لفظ سبع
السموات کی جو واقع روایت ترمذی شریف ہی پس امر واضح ہوا کہ اسی طبقہ ارض علیا کی نسبت طبقہ
کلا منہا ہی اور منفرد اوس فرد واحد نذیر حقیقی ہے کہ جسکی نذارت عرش سی فرش تک ہی اور اور
طبقات سافلہ کی ہادی نذیر غیر حقیقی ہیں فافہم بلکہ بموجب تفسیر امام فخر الدین رازی رح صاحب تفسیر
کبیر کی کوئی عہد خاص و نقطہ نذیر سے خالی نہیں کہ جس جگہ پہونچا رسول کا مانند سکان جابان شامیہ
اور قلال غایرہ کی متعذر اور متعسر ہو تجویز کیا ہی بموجب اس کریمہ کی و ما کنا معذبین حتی نبعث رسولا
اور کریمہ الا بلسان قومہ تا کہ بذریعہ نور عقل ادراک طلب توحید اور وحدہ لا شریک لہ جو کہ باعث
ہی خوز مراد کو کامیاب ہوں نہ ادراک جزئیات شرعیات جو کہ محتاج ہیں طرف بیان عقل

کل کے جو مراد ہی بنی ہی اس سے یہ بات بھی ثابت ہو گئی کہ امام فخر الدین رازی رحمانی واسطی ہدایت ضروری کے جس سے مطلب نجات حاصل ہو جو اصل فوز المراد ہی ایسی محل میں بغیر عقل کو ادی تجویز کیا نہ خواتم سنہ کو بنظر رسمی دین کے باوجود قبیلہ اور شرکت فی النبوت کی اور سبب اتفاق سلف و خلف ہو کر مسئلہ اجماعی ہو گیا انکار اجماع اور خلاف اوسکا ناروا ہی فضائل اور ایک بات اور کہتا ہوں کہ یہہ قیاس و اقتباس نہایت بجا ہی اسکا ماخذ اس قبیل کی آیات ہیں افلا تعقلون۔ افلا تذکرون۔ و نیز افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فہو علی نور من ربہ و نیز و ما یذکر الا اولوا الالباب یعنی مطلب اسکا یہ ہی کہ جب کفار نے قول خاتم الانبیاء صلعم کو قبول نکیا جو عقل کل تھے تو واسطی ہدایت ضروری کی جو موجب نجات ہو جا حوالہ اونکی عقل کے جو عقل جزوی ہی کر دیا تا مرتبہ اور ہابت عقل کل کو بذریعہ اپنی عقل جزوی کی ادراک کریں اور حق اور باطل میں امتیاز کریں معلوم ہوا کہ باوجود عقل کل عقل جزوی بھی کار آمد ہی کہ محل معاون ہی نہ مستقل پس وقت عدم عقل کل کے تو بطریق اولی و اخری کار آمد ہی بالاستقلال مگر صرف اصول دین میں یعنی امر توحید اور معاد میں نہ فروعیات میں کہ وہ بدون عقل کل جو انبیاء میں حاصل نہیں ہو سکتی پس نفس استدلال و اقتباس نفس ان آیات سے درست ہوا اس باب خاص میں فتامل کنہ المقام۔ فسطاس پائے شرد ہم نتمہ آیہ و لو شئنا لبعثنا فی کل قریۃ نذیرا الایۃ دعوی کا نہو اس امر کا کہ تفسیر نذیر ساتھ لفظ نبی کے دلیل نہیں ہو سکتی تو اب لغو رسنا چاہئے کہ نذارت حقیقی خاصہ لازمہ ہی نبوت کا مانند بشارت حقیقی کے جیسا کہ ارشاد ہوا بدون لفظ نبوت و رسالت کی لفظ بشیر و نذیر اس آیہ شریفہ میں و ما ارسلناک الا کافۃ للناس بشیرا و نذیرا کیونکہ یہاں متعین المراد ہی مبشارت اور نذارت حقیقی بدلالت سیاق کلام جو لفظ ارسلناک ہی مبنی القیاس اس آیہ شریفہ و لو شئنا لبعثنا فی کل قریۃ نذیرا کے مین دلالت سیاق کلام موجود ہی ساتھ لفظ بعثنا کی اور ظاہر ہی کہ مراد رسالت اور بعثت ہی رسالت اور بعثت مصطلح شرعی ہے نہ عرفی نہ لغوی۔ اور اگر کہا جاوی کہ اس رسالت اور بعثت میں فرق ہی ساتھ لفظ کاف خطاب کی کہ جائز ہی بعثت غیر حقیقی غیر مصطلح شرعی مراد ہو تو جوا

جواب اسکا یہ ہی کہ اول تو قرینہ صارفہ قصد معنی غیر مصطلح سی غیر حقیقی ہی واسطی فساد معنی اول لازم
کذب وخلاف واقع کی موجود ہی جیسا کہ عنقریب اسی قسطاس میں گذرا اور ما وراء اسکی آیۃ رسالت
کافۃ بحق خاتم النبیین صلعم ہی اور آیۃ لبعثت فی کل قریۃ بحق اور انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام ہی
جو ظاہر اغائب کیا بلکہ بمساخت وجود میں یعنی ساحت فعلیۃ میں جز لیطہ امکان سی نہیں آئی جو بحسب
قدرت الہی جلشانہ ہی ساتھہ امتناع غیر ذاتی کی ملکہ خانہ علم الہی جلشانہ میں بطور اعیان ثابتہ بھی غائب
اور حاضر میں کیا ہوا موجود اور غیر موجود میں یعنی اس عالم مخلوق میں کیا کچھہ فرق ہی علاوہ برین ہی اور
خود انوار التنزیل میں تفسیر بیضاوی اور تفسیر مدارک التنزیل اور خلاصۃ التفاسیر وغیرہ میں تفسیر لفظ نبی
ساتھہ لفظ نبی اور رسول کے تحت اس آیۃ لبعثت موصوفہ کی کی ہی یہ کافی نہی مگر اسقدر تحقیق تفسیر لفظ
نذیر میں جو مبالغہ کیا گیا تو غیر از اثبات بعض مطلب ضروریہ مناسبات مبحث ہوا اور نیز بنظر استشہاد
عبارت دافع الوسواس وغیرہ دیگر رسالجات اندرین باب چونکہ بعض فضلاء ہین دربارہ عدم صحت
صریح اقاویل اکابر سلف صالح کو مانند امام قسطلانی وزرقانی وسیوطی وغیرہ کی بہین الفاظ کہ یہہ
امر قابل تسلیم نہین ضرور نہین کہ ہر کلام سلف قابل قبول ہو کبھی چوکتے بھی کلام درست ہوجاتے
ہی جیسا کہ ساتھہ کمال مبالغہ کی نسبت توجیہات شروح بخاری شریف وغیرہ متعلق مانزل کو
جو اصل خبر یہ فراغ ہی قابل ہوی اور اوسکی خدمتگذاری کیو اسطی یہ قسطاس برپا ہو موجود ہین
ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ۔ **قسطاس پانزدہم** تتمہ آیۃ ولو شئنا لبعثنا فی کل قریۃ نذیرا الآیۃ
اب جانا چاہی لفظ لبعث بروی لغت بچند معنی مستعمل ہے بمعنی برانگیختن وبمعنی فرستادن وبمعنی
لشکر وبمعنی روز قیامت گویا کہ یہہ از قبیل اعلام بھی ہو گیا اور در اصل اصطلاح شرع شریف ہو گیا
اور لفظ لبعث ہمو زن جلسۃ القاری اور فتلۃ عادۃ بالکسر لغو اصطلاح شرعی بوقت استعمال ہمراہ
لفظ رسالت اور نبوت کے اتحاد مصداقی اور اختلاف مفہومی رکھتا ہی گو لفظ رسالت از نبوت
بین فی الجملہ علی الاختلاف نسبت عموم وخصوص مطلق ہی وہ امر آخر ہی اور بعد تتبع موارد استعمال
قرآن نسبت اس لفظ کی واضح ہوا کہ اگر یہ لفظ نسبت رسل اور انبیاء صراحۃ جیسا کہ آیۃ

ہو الذی بعث فی الامیین رسولا منہم - اور آیۃ وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا - اور آیۃ انا
ارسلنٰک شاہدا ورسولا - اور آیۃ وبعث اللہ النبیین مبشرین ومنذرین - یا کنایۃ مثل وبعثنا منہم اثنی
عشر نقیبا وغیرہ مانند ارسلنا نوحا وغیرہ صادر ہوا تو بمعنی اصطلاح شرعی ہوگا اسیواسطے تفسیر بیضاوی
اور تفسیر مدارک التنزیل اور خلاصۃ التفاسیر میں تفسیر لفظ نذیر کی تحت اس آیۃ کی لفظ نبی مذکور ہی
اور جس جگہہ ایسا نہوگا وہاں بمعنی لغوی ہوگا یا از قبیل اعلام مثلاً وارد احادیث نبوی صلعم ثم لیبعث
بعثای سریۃ یعنی لشکر جیسا کہ بعد نماز عید مصلی میں آنحضرت صلعم کا معمول شریف تہا اگر لشکر بہیجنا
کہیں مدنظر ہوتا تو حکم دیتے اور جیسا کہ یاجوج ماجوج کی حق میں لفظ لبعث الخ وارد احادیث شریف ہی
یعنی لشکر دوزخ اور مانند انہ والبعث فی الملائکۃ الخ مراد حاشر میں ہی ملازم وغیرہ معتمد فرعون
ہیں جمع کرکے لانے والے تہے ساحروں کو ہر گاہ کہ اسقدر بطور مقدمہ ممہد ہوا تو واضح ہوا کہ اس آیۃ میں کہ
ولقد بعثنا فی کل قریۃ نذیرا میں بموجب اس تحقیق کی نذیر حقیقی یعنی نبی متعین المراد ہیں لاغیر اگرچہ
اسقدر تحقیق ضروری ہی جو زیر دامان اس آیۃ پر کرامت کی قہم قاصر الدرک میں سر دست گذری
ظاہر کی گئی مگر ہنوز سرائر اور جنایا اس کلام معجز نظام کی بحکم لا شیع منہ العلماء ولا تقضی عجائبہ
وغرائبہ بموجب قول حضرت مرتضی علی رضی بہایت تا قیام قیامت باقی ہیں سو جاننا چاہیے
کہ خلاصہ مطلب اس آیۃ پر ہدایت کا یہہ ہی اگرچہ ہم چاہتی البتہ بہیجتی ہر بستی میں نبی تو بہیج سکتی
مگر ہمنی بانخاطر شریف ای محمد صلعم حسب وعدہ اپنی کی محض فضل وکرم سے ہی ہدوں کسی ایسی شفاعت
کی جس سے ہمکو مجبوری ہوتی جو ہماری خطائی اور نیازی ہی دور ہی کوئی نبی بہیجنا نہ چاہا کہ واسطی
اوسکی بعثت جدیدہ مستقلاً غیر مستقلاً ہو خواہ شریعت قدیمہ جدیدہ مشترکہ غیر مشترکہ ہو خواہ تیسرا ہمعصر ہو
باعتبار زمان حیات شریف روز بعثت سے خواہ تیسری بعد میں ہو باعتبار زمان وفات شریف ورنہ
روز بعثت سے تا قیام قیامت بوجہ عدم نسخ اس شریعت کی ایک ہی زمان ہی خواہ تیسری بیسری
کی تبعیت میں وہ نبی ہو کر کسی طبقہ میں طبقات ارضی سبعہ ہو غرضکہ از عرش تا فرش تمامی
صور محتملہ حقیقۃ وفرضا قطعا وقاطبۃ بہیجنا نہ چاہا بخلاف عیسی کے کہ وہ انبیاء جدیدہ سے نہا

بلکہ اس حیثیت مذکورہ موجودہ کے مستثنی تھا سوائے اسم آخر نبوت سابقہ کے اور کچھ باقی نہیں رہا بعد وفات
تیری کی نہ آویگا اور نہ تابع تیری شریعت کی ہوگا بدون لحاظ حیثیت نبوت سابقہ قدیمہ یعنی
منسوخ الشریعت بانی النبوۃ ہو کر بعجائب دول کی آمد سی رہیگا علی ہذا القیاس حال الیاس لیس اب
تجھکو لازم ہی کہ نہ الحاعت کری تو کافر نکلی اور شکدل مست ہو کیونکہ مرتبہ بشرح صدر
اور فراخی حوصلہ ساتھ کمال الوالعزمی کی تجکو عنایت ہوا اور جہاد کراونکی ساتھ ساتھ اس
قرآن کی بالسبب اس مرتبہ عالی ہی کی جہاد بڑا اللہ الحمد للہ علی ذلک فسطاس منتقدم
جانا چاہئی کہ عمدہ بنشار اشتباہ اس قول کا یعنی انبیاء خاتمیۃ اضافیہ کا نسبت خواتم سنہ کی
حسب مزعوم شتین لفظ بنی ہی واقع انرید کو فقرہ فیہ بنی کنیکم میں کہ جسکو کہتی ہیں صریح لفظ کو کسطرح
پر باؤں اور معروف عن الظاہر کردین قطع نظر اور حوابات سکی کہ لفظ خاتم کا تو اس آیت میں
کچھ اثر بھی نہیں جو قساطیس میں بس و بیش اسکی تحقیق بخوبی مذکور ہی بڑا تعجب ہی کہ تسلیم اس امر کی
یعنی تاویل او توجیہ اور صرف عن الظاہر کی خود مجبور ہیں اور کا رہندکہ عبدون اسکی گذارہ نہیں ہوتا
مثلاً وارد صحاح ستہ وغیرہ حدیث الوضوء مما مست النار او لفظ فما اکلت النار و مما لفظت النار
او لفظ غیرت النار او عبارت دافع الوسواس و من مجہ و من تجہ غالباً حنفی ہیں مقلد قائل تاویل
و صنوصنیر جو عبارت ہی بانہہ دہولی اور کلی کرنی سی حالانکہ صریح لفظ وضو اسی معنی متبادر
معنی معہود معروف ہی جو مسیح و مجوز صلوۃ ہی جو شرط اوسکی سی ہی جسکو وضو کبیر کہتی ہیں
علی ہذا القیاس قابل غسل یا کسال او تحوط بلین اور حالانکہ صریح لفظ الماء من الماء ہی وارد حدیث
صحیح ہے جیسا کہ قبطے اور ہی لیکن توجیہ الماء من الماء ربہکرتی ہیں کہ حدیث دربارہ احتلام ہے
باوجودیکہ خلاف قاعدہ اصولیہ ہی المعرفۃ اذا اعیدت معرفۃ ہو تعین الاولی حالانکہ یا اوسکی
آب جنس مراد ہی اور یا زنانی سی منی اور منی ہی احتلامی کہ غیر الاولی ہی اور نیز اطلاق لفظ ماء
اور بنی کی اس آیت شریفہ میں ماء مہین جو عبارت سی منی سی خود ارقبیل الصرف عن الظاہر ہی
اور اگر یہ کہا جاوی کہ یہ قاعدہ کلیہ نہیں اکثریہ ہی کیونکہ لفظ اذا ہی تو جواب اسکا یہ ہی کہ اذا

ہی مجاز اجسکی شان کلیہ ہی خصوص البتہ مع فرق بیان قواعد ہیں بموجب للاکثر حکم الکل و نیز الغالب
العام کالمتحقق فی ادارۃ الاحکام علی حسب القواعد الاصولیۃ اور اگر یہہ عذر کیا جاوی کہ ہمارا
ہر دو حدیث مذکور نہیں بلکہ حدیث النار مما مست النار منسوخ ہی مانند نسخ حدیث الوضوء مما مست
النار کی ساتھہ حدیث تناول لحم بخبیثہ کی او رمانند نسخ وضوء مس ذکر کی ساتھہ حدیث ہل ہو
الا بضعۃ کے ہی جیسا کہ یہ قول ہی محدثین ہی کا ہی باقاعدہ ترجیح عند التعارض جو متعارف ہی
باعتبار قوت سند اور متانت اوسکی کے او رقباہت اور ضبط او رعدالت رواۃ کی تو رفع
عذر ہی کیونکر اصل ان ہی ہر دو حدیث مذکور کی توجیہ مذکور میں اختلاف ہی او رقطع نظر اس باب
تاویل او رصرف عن الظاہر عند الضرورۃ مفتوح ہی سلفاً و خلفاً بالاتفاق پس اب بعد تمہید مذکور
اور استشہاد قرآن او راحادیث نبوی او رلعض اشعار عربیہ فصیح غریب و غیرہ امثلہ نحو عربیہ بیان کیے جاتے
ہیں جو بوجہ بیان کرنا چاہیے اصل حقیقت یہی کہ یہہ فقرہ فیہ نبی کبنیکم از قبیل قاعدہ مشاکلہ
و ازدواج ہے جو عبارۃ ہی ذکر الشیٔ بلفظ غیرہ لوقوعہ فی صحبتہ تحقیقاً او تقدیراً ہی مانند قول شاعر
کی الطبخوالی جبتہ و قمیصاً واقع اس شعر مندرجہ مختصر معانی وغیرہ کی قالوا اقترح شیئاً نجد لک طبخہ
قلت اطبخوالی جبتہ و قمیصاً یعنی کہا قوم منقاد ہیں نے فرمائش کر او رطلب کر تو کسی طعام کو ہنوز ہم
ہم اچھی طرح طیار کریں او رجبہ کریں ہم واسطے تیری بخشگی اوسکی کہا میں نے پکاؤ تم واسطے میرے
جبہ او رقمیص یعنی سیو تم واسطے میرے جبہ او رقمیص پس تعبیر خیاطت ساتھہ لفظ طبخ کی بسبب
وقوع خیاطت کی ہمراہ طعام کی ہوئی پس صرف الصریح عن الظاہرہ ظاہر ہو گیا او رمانند
قولہ تعالیٰ و جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا میں کافی تہا لفظ مثلہا کا جیسا کہ دوسری جگہہ کلام ہی
میں و جزاء سیئۃ مثلہا ہی معلوم ہوا کہ تکرار سیئۃ ثانیہ بسبیل مشاکلہ ہی علی ہذا القیاس مکروا و مکر
اللہ خیر الماکرین۔ یعنی جزا دی اللہ تعالیٰ نے بابا مراد مکر ہی نسبت حضرت حق تعالیٰ کی
یہی کہ ایصال التضرر بحیثیت لا یدری صاحبہ جیسا کہ صاحب تفسیر کبیر نے تفسیر کی ہی جاہل
قبیل صرف السنی الصریح عن الظاہرہ ہی او رمثل اوسکی انہم یکیدون کیدا و اکید کیدا اتی

احازی کسیدیم اور ایسا ہی قولہ تعالیٰ ان احسنتم احسنتم لانفسکم وان اسانتم فلہا حق عبارت
فعلیہا تہا جو مفید ہوتا ضرر کو مگر یہان باوجود ذکر لام کی جو مفیدی نفع کو صریح مذکور ہوا لام
اور مراد ہوئی اوس سے ضرر کی بمعنی قلی کی حسب قاعدہ مشاکلہ لیس علی ہذا القیاس وقوع لفظ
نی اس فقرہ اثر مذکور میں جو مشتبہ ہی واقع ہوا سبیل مشاکلہ یہ لفظ نی مشبہہ کی اور مراد اوس
سی ہادی غیر نبی ہی اور کبھی لفظ زاید ہوتا ہی بطور اقحام کی مانند سیئۃ مثلہا آیۃ مذکورہ میں
اور اقحام اسی ہوتا ہی مانند سیئۃ مذکور کی اور مانند لفظ ذات کی فاصلحوا ذات بینکم کلام اللہ
تعالیٰ میں اور حدیث شریف میں ہیا نحن جمیعا رسول اللہ صلعم ذات یوم اذ طلع علینا رجل شدید
بیاض الثیاب اور اقحام حرفی ہی ہونا ہی مانند قولہ تعالیٰ سورہ ص میں فما ذلات حین مناص حرف
ما شناۃ فوقانی زاید ہی اور منشا اسکا بموجب لغۃ عرب بحاز ہی کہ جسکی مطابق
قرآن مجید نازل ہوا ہی خواہ صدور اوسکا لغت عرب میں عمدا یا بطور سبقت لسانی
ہو یہ امر آخری کلام اللہ میں اسکو بوجہ زیادہ فصاحت کی قبول فرمایا گیا اور کلام اللہ
واسعہ سبقت لسانی سے پاک ہی فافہم۔ جائی غور ہی کہ اقحام بوجہ فصاحت و بلاغت
مزید کی نسبت غیر اقحام کی کلام اللہ میں شایع وایع ہی باوجود صریح بالنفائی کی لفظ
صریح مذکور ہی کیا بلکہ لفظ مذکور نی معنی نظم قرانی میں تجویز فرمایا گیا حتی کہ بطور اضافہ اور
بیشی کی ساتھہ تجویز اسحال لفظ مذکور کی رعایت فصاحت بلاغت تجویز فرمائی گئی جنانچہ
لفظا ما شناۃ فوقانی گذرا پس اگر اقوال و آثار صحابہ کرام میں اس قسم کی قاعدہ مستعمل ہوا تو
کیا مضائقہ ہی اور کیا کلام ہی کہ جسہ سنیا دہنیں پس تقدیر اثر عبارت مذکور یوں تقدیر
فیہ بکم ہی لاغیر خانکہ ہوا اس سند کی اور سند مستحکم عنقریب آتی ہی تحقیق مثلک لا
یخفی میں بلکہ خود محمد حسن بھی حرف آتا ہی نا واقفیت کا محاورات قرانی کی اور عربانی کا فرق مجاز
سی یا کچھہ اور منشا خفی ہوگا واللہ اعلم کیا منشا ایسی اشتباہ اور غلطی کا عبارت واقع ہوا اس
وسایر مذہبین اس مذہب کو باوجود فضل و کمال کی نہیں آیا پس ظاہر ہوا کہ مراد لفظ نبی مشتبہ واقع

اثر مذکور ہی اوی غیر ہی جیسا کہ امام قسطلانی وغیرونی توجیہ وجیہ کی ہی اور اوسکی قبول ہی
عبارت وافع الاوہام وغیرہ وعبارات ابن حجر وتبعہ وعاضدہ کو وسواس سمجھا اور درصورت
مشاکلت اگرچہ الفاظ نبی مشبہ ہمشکل جزا وسیئہ سیئہ امثالہا لفظ زاید بطور اقحام ہی مگر آخر
وجود لفظ تشبیہ مقتضی ہی وجود طرفین اور رمایہ التشبیہ یعنی علاقہ تشبیہ کو اس فقرہ اثر مذکور میں
کیونکر ہم پس از الہ اوہام کا اسطرح ہی جیسا کہ مشاکلا یخل ہین مضر ہی یعنی کچھ نقصان طرف مشبہ اور علاقہ
تشبیہ اور حرف تشبیہ کی اصلا نہین ہے سوا ہی مشبہ بہ کی یعنی متکلم مشبہ بہ مخاطب کو کہتا ہی کہ تو
بخیل نہین جیسا کہ محاورہ اردو ہی کہ تجھ جیسا شخص یہہ کام کرے اور مشبہ کا خیال ہی نہین ہوتا
ہی بلکہ مراد یہ ہوتی ہی کہ تو یہہ کام مت کر فلہذا القیاس مطلب اثر مذکور کا یہ ہی کہ کوئی
طبقات ستہ مین نہین ہے خاتم النبیین صلعم کی سوا ہی جو کہ مخصر ہین بستہ خاتمیت مطلقہ
کی بلا تفصیل لاغیر علی ہذا القیاس ہی توجیہ متمشی ہی نسبت آدمیت اور نبوت اور ابراہیمیہ
اور عیسائیہ کی اور کچھ ضرر نہین کہ مصداق اوصاف یعنی الفاظ مذکورہ من حیث النبوۃ بلا شرکت
سوا ہی بنایہ وصف محمدیہ محققہ بحیثیہ مذکورہ یعنی نبوت اسلئی کہ ثبوت ہر شی کا اپنی اپنی
خصائص اور لوازم کی ساتھہ ہوتا ہی نقص تشبیہ کو اسمین کچھ دخل نہین جیانکہ نبوت حضرت لوط
عہد حضرت ابراہیم علیہما السلام ثابت ہوئی اور کسی کی نبوت عہد خاتمیہ مین ثابت نہوی
بخلاف اوس صورت کی کہ ہی اوصاف یعنی الفاظ مذکورہ من حیث العلمیہ ہون اور وصف خاتمیہ
سی تو کچھ لگاؤ ہی نہین کہ اس لفظ کا تو اثر مذکور مین اثر ہی نہین اور شرکت علمی اور اسمی سی خاتمیہ کو
کچھ ضرر ہی نہین فافہم بالفہم التام اور اگر کہا جاوے کہ یہ فقرہ اثر مذکور کا باب مشاکلت سی نہین
بلکہ از باب تشبیہ ہی بوجہ الفاظ تشبیہ کے تو جواب اوسکا یہ ہی کہ منشا اس اعتراض کا ملحوظ ہونا
لفظ تشبیہ کا ہی فقرات مذکورہ مین مانند لفظ کاف اور لفظ مثل وغیرہ سو یہ امر قریب واضح ہو چکا کہ
بطور اقحام واسطی تحسین کلام لفظ زاید ہی مانند کاف قولہ لیس کمثلہ شئی وہو السمیع العلیم کے
اور استعمال تشبیہ مین لفظ کاف وغیرہ ملحوظ ہونا ضرور نہین ہی مانند زید اسد وفلان خاتم

پس معلوم ہوا کہ کبھی الفاظ زائد بھی ہوتی ہیں اور کبھی متقدم بھی آتی ہیں اور معہذا نسخہ ہو
اور بعض بھی کی کل ارض نخ اور اسم یہ بھی تو صحیح الفاظ مستعملہ باب تشبیہ ہی نہیں اگر یہ
مطلب تشبیہ ہو سکتا ہی پس جانیں کہ باب مشاکلت سی ہو اور علاوہ بریں ہی کہ مشاکلت
اور تشبیہ قریب بہم فی المعنی ہیں اور قطع نظر اس سے بسبب تجانس کی صاحب کشاف نی اس قسم کو
معنوی کے نام مطابقت و مقابلت نامزد کیا ہی بسبب مطابقت جواب کی ساتھ سوال کے
مانند قولہ تعالیٰ ان الابرار لفی نعیم و ان الفجار لفی جحیم یصلونہا یوم الدین الخ مقابلت و مطابق جواب
سوال کی اور حالانکہ یہاں تک کرہ لفظی میں لفظ لا یتجی کا مکرر نہیں اور علی ہذا القیاس سوالی لم ترک
کیدی متین اور مانند کذالک کدنا لیوسف اگرچہ آیۃ سابقہ میں کو واسطہ ہم معنی ہوں
کی ہی کہ املاء و کیدنا بہم مناسب ہیں جو مشابہ تکرار ہی تکرار صریح تو نہیں مگر کذالک کدنا
لیوسف اور لا یتجی میں تو یہ امر بھی نہیں پایا جاتا یعنی تعلیم کیا ہمنی یوسف کو واسطہ
رکھنے ہی بھائی کے بن یامین کے پس یہ تعلیم صاحب شرع خود شریعت ہی اور تعبیر تعلیم
کید آیۃ کذالک کدنا لیوسف میں اور تفسیر استدراج اور املاء بلفظ کید جو کہ متحقق ہی الا
دونوں یعنی استدراج اور املاء کی مضمون کا آیۃ ستدرجہم من حیث لا یعلمون و املی لہم
متین میں بسبب واقع ہونے تعلیم مذکور کی اور استدراج اور املاء کی صورت کید میں اور استدراج اور املاء
آیۃ مذکورہ میں از قبیل عطف تفسیری ہی اور مفید تاکیدی مناسب ہی لفظ متین کو پس
ہی اعتبار لفظ نذیر و ہادی واقع ہوئی ساتھ لفظ نبی کی اس اثر مذکور میں بسبب کمال
کی واسطہ مبالغہ بوجہ ہونے نذیر و ہادی کے صورت نبی میں جیسا کہ اشارہ ہی طرف اس
کی حدیث نبوی میں صلحاء علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل در باب ہدایۃ کی یا در باب
اور حدیث دوسری میں من صلی خلف عالم تقی فکانما صلی خلف نبی پہلی حدیث میں مشابہ
صورت علماء امت کی ساتھ انبیاء بنی اسرائیل کے در باب تکثیر و تعدد املاء اور اندراج کی
دوسری میں ساتھ نفس نفیس نبی کی صلحاء بوجہ مزیت ایک اور مجردہ وصف کی سر تقوی

ہمراہ علم کی گویا کہ وہ یکتا ہی اگر ہی سی مراد مطلق نبی ہی اسحدیث دوسری مین ہی تو مثال واحدی
اور تعبیر مذکور مین جو کسی روایت مین سابقہ لفظ محمد کم کم اور ادم کا دکم جو واقع ہی تو تشارک اسمی
بعد تشارک وصفی صوری مذکور کے علاوہ مرین ہی پس ثابت مذکور بالضرور واجب التاویل مصروف
الظاہر ہی تاکہ مخالف نہو نصوص قطعیہ کی مانند آیہ خاتمیہ اور آیہ ولو شئنا لبعثنا فی کل قریۃ الایۃ
کی جیسا کہ قسطاسون مین مذکور ہی فافہم ولا تو تم پس اگر کہا جاوی کہ معلوم ہوا الفاظ مذکور غیر
مذکور کو دخل نہین درمبارہ اثبات معانی اور مطالب کی تو پھر اثبات مطلب خاتمیہ خواتمہ سے اثر مذکور
کو کیا مانع ہی تو جواب اوسکا یہ ہی کہ امین شرط یہ ہی کہ مخالف نہو کسی اصل دین کی جو نصوص قطعیہ سے
ثابت ہی مانند خاتمیہ کی اور قطع نظر خاتمیہ سی اثبات مطلب مذکور کو نوبت دور ہی جو کہ اوسکا موقوف
علیہ ہی یعنی نفس نبوت وہ ہی بوجہ استحالہ لزوم شرکت وقسمت مذکورہ کی مفترض التاویل ہے
نسبت مخالفت نصوص قطعیہ کی جیسا کہ گذرا اور سراپا تمام قسطاس کا یہ ہی مطلب ہی اور
لہذا امر علی حسب المقام واقعین معلوم ہوسکتا ہی فقط واللہ اعلم اور علی ہذا القیاس قولہ تعالی فتبارک
اللہ احسن الخالقین مجازی احسن المصورین ہی چنانچہ درمبارہ وعید تعذیب مصورین وارد حدیث
صحیح بخاری وغیرہ صحاح ہی آحیوا ما خلقتم اسی ما صورتم روز حشر مصورین کو تکلیف دیجاویگی کہ
انکو زندہ کرو اور حسن تصویر سازی بدون جان اندازی غیر متصور ہی سوای صرف ادعا کی اور کیا
ہی اور نکتہ اس مجاز یعنی صرف الظاہر کا یہ ہی کہ نسبت مصورین کو یا درپردہ دعوی خدائی
کا واہمہ تھا اور شرایع سابقہ کو اجازۃ تھی مگر اس شریعت غرا مطہرہ کی اس واہمہ کی بیخ
کنی بطریق تقدیر فرمائی گئی کہ اجازت ہوئی علی ہذا القیاس اولم یکفہم الذین آمنوا لو یشاء اللہ
لہدی الناس جمیعا مین مجاز یعنی صرف الظاہر ہی کیونکہ تفسیر مدارک التنزیل مین اسکی تفسیر
اولم یعلم الذین آمنوا ہی بعلاقہ اس امر کی مناسبت کی کہ یاس اور نا امیدی واقع ہوئی ہی
جسوقت علم ہوتا ہی مراد ہی کا علی ہذا القیاس لفظ نبی کا اور اور اسماء انبیاء کی مذکورین
علی اختلاف الروایات مجازا صریح بطور صرف الظاہر کی بسبب کمال مناسبت کی فیما بین

انبیاء اور رسالۃ کی براہ مبالغہ دافع ہوا اور لفظ تشبیہ کا اس میں دلیل صریح ہی مجاز مذکور اور
مبالغہ مذکور ہونے واسطے صرف اثبات نبوۃ کی صرف لفظ ہی بدون لفظ تشبیہ کافی تہا
اور اثبات خاتمیہ منظور ہوتا تو صرف لفظ فیہ خاتم کہا تکمل ہوتا تا کہ نبوت بہی اس میں داخل ہیں
خود بخود دلی بکلف ثابت ہوجاتی کہ ظاہری بدلیل دخول عام فی ضمن خاص اور قولہ تعالی
واسئل القریۃ التی کنا فیہا والعیر التی اقبلنا فیہا اور وکم قصمنا من قریۃ ان میں بنون بمعانات
میں لفظ اہل مقدر ہی علی ہذا القیاس وکاین من قریۃ عتت عن امر ربہا فحاسبناہا حسابا
شدیدا الایۃ میں اسناد مجازی ہی مانند اسناد مجازی ان رسولکم الذی ارسل الیکم لمجنون کے
اسواسطے کہ حضرت موسی علیہ السلام رسول مخاطبین فرعون نہی بلکہ درحقیقت رسول اللہ تعالی
کی تہی اور بحری من تحتہا الانہار اور امثال اسکی الحاصل یہ سب قواعد موارد استعمالات قرآنی
میں جو مبنی ہیں صرف الشیء عن الظاہر پر اور موارد استعمالات اخبار نبوی میں اور آثار صحابہ کرام
میں اور عامہ فصحاء قبح عرب کی نظم و نثر کلام میں علی حسب قرائن المقام مستعمل ہیں پس اس اثر مذکور
میں استعمال اسکی کیا مستبعد ہی اور نیز قاعدہ تغلیب اور قاعدہ تکمیل اور احتراس بہی اس اثر
مذکور میں جاری ہوسکتا ہی مانند قالوا نشہد انک لرسول اللہ واللہ یعلم انک لرسولہ واللہ یشہد ان
المنافقین لکاذبون۔ قول منافقین کا یہ کہ ہم شاہد ہیں تحقیق تو البتہ رسول اللہ کا ہی اسمیں اشارہ
ہوتا تہا کہ منافقین ہم میں ہوگئی حالانکہ یہ بفصان تہا اور اللہ تعالی تو جانتا ہی کہ تحقیق تو رسول
ہی اللہ کا اللہ تعالی ان اس بفصان کے جو واسمہ ہوتا تہا کہ منافقین درحقیقت مومنین ہوگئی بدیطور
تکمیل فرمائی واللہ یشہد ان المنافقین لکاذبون جس سے یہ واسمہ رفع ہوگیا کہ منافقین ایمان نہیں
لائی ظاہر داری میں کہتی ہیں انک لرسول اللہ علی ہذا القیاس وقالت نملۃ یا ایہا النمل ادخلوا
مساکنکم لا یحطمنکم سلیمان وجنودہ وہم لا یشعرون اسمیں بفصان یہ تہا جو کہ واسمہ تہا ظلم یا برائی حماعت
نمل کا طرف سی حضرت سلیمان کی اور اوسکی لشکر کی جو بنظر خیر خواہی سردار گروہ نمل نے کہ نام اوسکا
منذر تہا خیر خواہی اوسکی فہمبرد اجب تہی اپنی قوم کو خبردار کردیا تو اس واسمہ ظلم کو ماتہہ لفظ

وسم لایشعرون کے دفع کردیا کہ وہی ظالم ہونگی اونکو تمہاری ہی ہر چوخبر نہیں کہ نکو ظالم کہو یا ہی
اور وہ غافل ہین تم اپنی اپنی ہو بھین کہیں جاؤ حضرت سلیمان علیہ السلام جو زبان ہر یک مخلوق
کی فہم کرتی تہی کہ یہہ اونکا معجزہ تہا متنبہ ہوی اور واسطے اپنی ایک نتیجہ نیک اس کلام موجہ مذکور
سے نکال لیا کہ خیر خواہی رعایا کی فرمہ بر سردار کی لازم ہی سخ متاعی نیک از ہر دو کار کہ باشد
پس جب اس قاعدہ کلیہ کو احتراس کے جو حراست اور تکمیل کرتا ہی کلام کی نعمان ہی
تقدیر عبارت یہ ہی کہ بنی کنیکم اور فی کل ارض بنی کنیکم اور فیہ محمد کمحمد کم یہی فیہ ہادو نذیر کنیکم
وغیرہ الفاظ وارد اس اثر مذکور کی اسواسطے کہ ہرگاہ یہ کلام فیہ نبی حضرت عبداللہ ابن عباس رض
سے صادر ہوی نظر بکمال مبالغہ وصف آن مذبردن اور ہادیون طبقات سافلہ کی کہ جو لفظ
صریح دلالت کرتا ہی اوپر اونکی نبوت کی اور کلام ہی تمام ہوگئی تو خیال وہم نبوت کا نسبت
اونکی ہوا جو موجب شرکت فی النبوت وقسمت ہی تو آپ ہی فورًا اوسکی تکمیل اور احتراس اور
حفاظت کی اور بلا فی کلام مذکور بدیطور کی کہ یہ لفظ فرمایا کہ بنی کنیکم یعنی لفظ نبی مذکور جو صادر
سوا تمہارکی اور اصل مطلب ہی توضیح کی کہ وہ نبی نہین ہین مگر ہادی تمہاری کی ہین
وصف ہدایت ہین اور قدم بقدم ہین اونکی علی قیاس اونبیاء مذکورین مذکور کی پس مطلب مانند اس مثل
کے ہوگیا کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل اور نیز اس حدیث کی من سبقنی خلف عالم تقی وکانوا اصلح
خلفا بنی جو شان ہی مبالغہ کی جو ایک عمدہ مطلب ہی باب فصاحت و بلاغت مین فافہم
اور حال قاعدہ تغلیب کو یہہ ہی اعطاء الشیء حکم غیرہ یا ترجیح احد المغلوبین علی الآخر اجراء المختلفین
مجری المتفقین مانند قولہ تعالی وکانت من القانتین جو عبارت من القانتات تہا معدود عورت
عورت جماعت مردون مین سی تغلیبا یعنی واسطے غلبہ دینی کی مردونکو اور عورتونکی شرافتا
اور نیز لوجہ قوت وقدرہ مردونکی اور عورتونکی بروی عبادت وعقل وعلم وغیرہ بحکم الرجال
قوامون علی النساء اور بحکم حدیث شریف کانت رطبت الرای حق مین حضرت عائشہ صدیقہ رض
یعنی اتہین مرد انہ رای تغلیبا اور ما تدبل انتم قوم تجہلون جو عبارت تجہلون بصیغہ غائب تہا

لم تغلیبا بصیغۃ مخاطب فرمایا واسطی رعایت مبتدر کی کہ لفظ انتم ہی اور قولہ تعم ولتسجد با
فی السموات ومافی الارض لفظ ما موصولہ کو ترجیح دی اور یہ لفظ من کی تغلیبا غیر عقلا کو اور
عقلاء کی بسبب کثرت عدد اونکی کی وقسجد الملائکۃ کلہم اجمعون الا ابلیس بذریعہ استثناء معدود
ہوا ابلیس گروہ ملائکہ ہی سے بسبب ہونی اوسکی کی معمور ومتواری اونمین اور متسترتی ساتھہ زمی
اونکی کی درحالانکہ نہا گروہ جنات سی ہو جب کہ کان من الجن ففسق عن امر ربہ مگر یہ امر
بصورۃ استثناء متصل ہی ورنہ بصورۃ استثناء منقطع از قبیل تغلیب نہین اور یا لیت بینی وبینک
بعد المشرقین فغلب القمرین تغلیبا مشرق کو اور مغرب کی غلبہ یا بجہۃ نورانیۃ اوسکی کی اور
اشہر بتہ اوسکی کی جنانچہ رب المشرقین ورب المغربین اگر بہ باول ہو سکتا ہی ساتھہ مشرقین
جمعی اور رشتوی کی ان سب مثالونمین صریح لفظ ملحوظ ہوا اور مستعمل ہوا معنی غیر موضوع
لہ مین مجازا باتفاق والا بر ہمی مراد بر بنا ہر نہی پس غور درکار ہی اس شرند کورمین کہ بر وے
تغلیب وصف بدایتہ نبوت اور بدایتہ صرفہ یعنی غیر نبوت کی بوجہ شرافت مبالغۃ مجازا مذکور
ہوا یہ نبی کنیکم اور کلی ایتہ مین جو لفظ محمد کم ہی تو بوجہ اشرفیتہ آنحضرت صلعم کے اور حضرات
انبیاء علیہم السلام ہی کہ آپ کا نام مبارک بہی منضم توصف کردیا پس مراد اذ مذکورمین نامی
غیر نبی ہی فافہم والا بر ہمی منحی نصوص قطعیہ ہی جیسا کہ جابجا فسا طبس مین مذکور ہی اسیقدر
صریف الاقلام کافی ہی بشرط انصاف نکتہ نادرہ معہذا ارشاد حضرت استاذ مولانا محمد قاسم
محدث دہلوی قدس سرہ ایسا کار آمد مانند سیلاب ہے یا ہی اعتراضات سی فرماتی ہی
کلام حضرت سید انام اگرچہ حسن خداداد رکہتی ہی علی ہذا القیاس حسب آیۃ کلام صحابہ کرام بہی
نکر چونکہ روزمرہ کلامی مین تشبیہ وفراز براہ راست تکلفی گاہی ہی ہیدا ہو جاتا ہی مگر پہر بہی بنظر غایر
دایرہ فصاحت سی بیگانہ نہین اور بحکم وما انا من المتکلفین برعایت صحیح اور قوانین ہی عمدا
اس وجہہ سی نا پسند ہتی کیونکہ اس قسم کا اہتمام دیرہ اہل معقول اور ارباب شعر ہی مثلا از
قبیل خلاف قیاس جمع قاعدہ اہل صرف مسلم ہی اور افصح فصاحت ہی کلام حضرت سید انام

ہین واقع ہی اور کلام ملک علام ہین مانند لفظ بئر کہ جمع اوسکی آبار خلاف قیاس ہی قولہ النقا
وبئر معطلۃ وقصر مشید اور آبار سبعہ متبر کہ کتب احادیث ہین مانند بئر بضاعہ وبئر بصبہ اور بئر
جمل اور بئر حاء اور بئر اریس اور بئر رومہ قولہ صلعم من تشتری بئر رومۃ فلہ الجنۃ اور لفظ بئر حاء اگر
لفظ مرکب علم ہی تو بفتح باء موحدہ ہے اور اگر یکسر باء موحدہ ہی تو ترکیب اضافی ہی منسوب ہی
لفظ بئر طرف حاء کی کہ نام ہی شخص کا پس اسقدر تکلف وکاوش اور اصرار بعد اصرار اسقدر دلائل
جلائل کو اہل شواہد بیکار ہی آیندہ اختیار ہی ہاں ازالۂ کاروبیکار وتکرار خاطر آزار برقرار
ہی پھر آدمی لاچار ہی فقط قسط اس شعار نزد ہم اور جانا چاہئی کہ اکثر روایات مروی حضرت
عبداللہ ابن عباس رض اور حضرت عبداللہ بن عمر رض باوجود مرفوع حقیقی کے نہ مانند اس اثر کی کہ جسکو
بہتر از خرابی دو شواری بکمال زور آوری عبارت دافع الوسواس وغیرہ مرفوع حکمی کرتی ہین
متروک العمل ہین اور حالانکہ مروی صحاح ستہ وغیرہ ہین اور از قسم نفس اعمال ہین نہ از قسم فضایل
اعمال ہین اور نہ از قسم عقاید تفاصیل حشر یہ کہ حسین ادنی درجہ کی روایۃ از قبیل احاد وغیرہ
یعنی شاذہ بھی معتبر ہین بخلاف نفس اعمال خصوص فرایض نماز کہ ادنی قوی روایۃ درکار ہی
اور کتاب معتبر بخلاف اثر مذکور کی جو کہ منشا رہی ثبوت اصل اصول عقیدہ کا کہ جسکی
ثبوت کی نصوص قطعیۃ متکفل ہین اور بالاتر رتبہ ہین نفس اعمال فریضہ سی بھی از قبیل آیات
محکمات اور اخبار متواترات بلکہ علی الاشہر باجماع اخبار مشہورات بھی اس سی قاصر ہی اور دست بردار
مثلاً حدیث عبداللہ بن عمر رض مروی سنن ابی داؤد وغیرہ صحاح ستہ ہین سی در باب جمع بین الصلوتین
ظہر اور عصر اور مغرب اور عشاء جسکی حالت بکمال مالک اوی خوف مطر ہی حالت حضر ہین مدینہ
منورہ ہین اور نیز اور ابواب سنن ابی داؤد ہین حدیث عبداللہ بن عباس رض بھی ایسی ہی ہے اور اوسپر
آج اسلفاً خلفاً فقہا وشراح ہین ہے متروک العمل ہے اور نیز ابن القیم حدیث حی علی خیر العمل کہ بجای اذان مانند کلمہ الصلوٰۃ
خیر من النوم آپ حدیث موجود ہے اور بالکل اہل السنت ہے متروک العمل ہی اور اسپر اجماع ہوگیا حالانکہ یہ اصحین زد مخرب عقیدہ
اسلام بریدہ ہی بخلاف اوس معنی کے کہ جو مفہوم شتمین خاتم ستہ ہی کہ خلاف نصوص

قطعیہ ہی اور خصوص مشترکت فی النبوۃ جیسا کہ قسطاس میں مذکور ہے اور پھر عبارت دافع الوسواس
اثر مذکور کو از قبیل قصص و اخبار تجویز کر کے مقبول کرنا چاہتے ہی سو یہ التباس رفع ہو گیا پس
لہذا اثر مذکور کو قول عبداللہ ابن عباس رض سمجھ کر سلف صالح نے جو توجیہ کی جیسا کہ ہمنے انواع
و انحاء پر ان کے بکثرت عبارات مختلفہ متنوعہ میں واسطے تسہیل اور تفہیم کے مخلص بنظر حفاظت عقیدہ
اسلاف قسطاس میں درج کر دیا کہ کوئی قسطاس بھی خالی نہو گا کیونکہ موضوع رسالہ مذکور یہی ہے
واللہ اعلم قسطاس صفحہ ۲۴ مستمار بتحقیق حدیث لو عاش ابراہیم لصدیق لکان نبیا اور نیز
لا نبی بعدی اور نیز آیہ خاتمیہ ماکان محمد ابا احد من رجالکم الایہ صفحہ بارہ میں دافع الوسواس
میں مندرج جو ایسا قال السعد یہ عبارت مرقوم ہی کہ چنانچہ ملا علی قاری رسالہ موضوعات میں
ذیل حدیث لو عاش ابراہیم لصدیقا نبیا لکھتے ہیں ای لو عاش لکان من اتباعہ کعیسی و خضر و
الیاس فلا ینافی قولہ ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین او المعنی انہ لا یاتی بعدہ نبی ینسخ
ملتہ انتہی پس معلوم کیا چاہیئے کہ ہرگاہ معنی نبیا کی من اتباعہ ہوی مانند حضرت عیسیٰ
و الیاس کے یعنی نبی جو بعد میں آدمی وہ مستقل الشرع نہو جو باعث منسوخ ملت خاتمیہ
کا فقط پس ہر حیات صاحبزادہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خاتمیہ مطلقہ کو کیا مضرت ہی
حالانکہ زندگانی اونکی جو باعث شادمانی اور کامرانی دو جہانی ہماری حضرت خاتم النبیین ص
کی تھی بطریق اولیٰ بہتر اور اولیٰ ہونی نسبت حضرت عیسیٰ و الیاس کے اگرچہ حیات صاحبزادہ
و الا تبار کی اونکی ساتھ بطور مشارکت ہوتی اور وہ پہونچتی بسلغ زوال کو اور پھر نہ
کچھ ضرورت ہوتی اس پارہ ماکان محمد ابا احد من رجالکم آیہ خاتمیہ کی اور نہ پارہ ولکن
رسول اللہ و خاتم النبیین کے جو بذیل پارہ سابق مذکور ہوا بہ پیرایہ لفظ لکن حاطفہ مخففہ یا
لفظ استدراک مشددہ علی اختلاف القراءۃ بلکہ بجائی خود بالاستقلال باسلوب عبارت دیگر
اثبات خاتمیہ نازل فرمایا جاتا اور دفعیہ طعن منافقین کا دربارہ نکاح حضرت زینب رض کہ زوجہ
بیٹی سی جو بہو تھی نکاح کر لیا وہ کچھ اور صورت سی فرمایا جاتا بلکہ واسطی دفعیہ اس امر کی ہے

ہی آیتہ وما جعل ادعیاءکم ابناءکم الآیہ واقع اس سورہ احزاب میں کافی ہی اور معہذا مسلمانوں
صورت ہوئی صاحبزادہ ممدوح کی منجملہ اتباع کی بطور اتباع کی بطور مذکور یعنی مانند حضرت
عیسیٰ والیاس علیہما السلام کی کہ اوسوقت صاحب شریعت مستقلہ ہونگی اور رسولی معنی خاتم
النبیین کے چکہ نہ آوی بعد اوسکی کوئی نبی ناسخ اوسکی ملت کا نوبہ قول خود از قبیل تکلیف
ہی ما لا یطاق قولا بالموجب ہی اور دعوی اجماع خاتمیۃ خواتم ستہ مفروضہ کی اسلئے کہ یہ معنی
خاتمیۃ کی اوسپر صادق نہیں آتی اسلئے کہ وی صاحب ملت نہیں ہیں یعنی تابع شریعت
محمدیہ ہیں جیساکہ اعتراف اس امر کا جو عبارت دافع اوسواس نے کیا ہی تبصیر بعض قسطاس میں
مذکور ہوچکا اور یہہ عذر کہ ملت محمدیہ حنیفیہ جسکی خواتم ستہ تابع ہیں وہ ان ہی کی ملت ہی ایسی
مقام میں فضول ہی کہ ظاہر ہی تعاریف اور حدود اور اقوال شارحہ حنفیہ میں اس قسم کی اعتبار
غیر معتبر اور ساقط الاعتبار ہیں ورنہ اظہر بادنی ملابسۃ تو ادنی امتی بھی مجازاً اپنی طرف
نسبت کرسکتا ہی کہ ہم صاحب ملت ہیں جیساکہ اہل کتاب کا لفظ نسبت یہود و نصاریٰ
اطلاق شرعی ہی قرآن شریف میں جابجا موجود ہی اور اگر یہ کہا جاوی کہ یہہ قید
تعریف خاتم حقیقی کی ہی کہ اضافی کی اول تو یہ دعوی بی دلیل ہی والاعین مقصود ہی اسواسطے
پھر یہ امر بطور دلیل خلف لازم آتا ہی کہ بعد خاتم اضافی کی اور نبی ناسخ اوسکی ملت
سکتا ہی گو اوسکی ملت اضافی ہی ہی مگر اسپر استحالہ نسخ ملت حقیقیہ یعنی ملت خاتم
بقی کا لازم آتا ہی اگرچہ بطور اضافت ہی ہو کہ جسکا عدم نسخ سرگونہ حقیقۃً و اضافۃً
لا و مالا مسلمات شرعیہ سے ہی پس یہ امر باطل ہے پس درحقیقت یہہ نسخ متوجہ ہی طرف ملت
میکی اگرچہ بصورت متوجہ ہی جانب ملت اضافیہ کی اسواسطے کہ اضافہ ایک امر
بداری انتزاعی تابع اعتبار معتبر اور انتزاع منتزع اور فرض فارض کی ہی بنظر
امر عدمی ہی پس خاتم اضافی جیساکہ اپنی طبقہ کی نسبت خاتم تھا ویسا ہی منسوخ
شریعت الحقیقیۃ المطلقۃ والخاتمیۃ المطلقۃ بالاضافۃ ہوا کیونکہ کل ذخیرہ خاتم اضافی

اس باب میں اضافت ہی تہا جسکی بنیاد اور اضافت ہی مراد بنیاد ثبات پر ہی بہر دو صورت
بصورت مامور بہ و ہم بصورت منسوخیہ لاغیر خدا بناہ وہی ایسی اضافت ہی ہی کہ جسکی
بدولت استعداد استحالۂ جدیدہ حاصل ہوئی نسبت شریعۃ مطلقہ اور خاتمیہ مطلقہ کی
جو بوجوہ ہر قسم کی آسیب سی سالم رہی اس ہی لئی بناہ طلبی وارد ہی کہ نعوذ باللہ من الجبار
السوء، لیس اب تصریح جو ہمین عبارت فلانیا نفس۔ ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین منیا ریح
عبارت دافع الوسواس نحوالہ عبارت مذکور علی فارہی سی بکار ہو گئی کیونکہ صریح تناقض پایا
گیا اور نیز حلف عبارت دافع الوسواس رائگان گئی اور قطع نظر اس سی علاوہ برین یہ
کہ یہ تشبیہ بہی جو فقرہ لکان من اتباعہ کعیسی و خضر والیاس مین ہی متغایر الجہۃ ہی جو
مایہ التشبیہ ہوتا ہی سو اسطی کہ حضرت عیسی و حضرت الیاس انبیاء سابقین مین سی ہین اور
سیدنا حضرت ابراہیم صاحبزادہ عالی تبار انبیاء منشئین مین سی یعنی نئی انبیاء مین سی
ہوتی اگر زندہ رہتی جیسا کہ اہی صفحہ بارہوین دافع الوسواس ملکہ ایکہی سطر مین یہ عبارت
اصابہ فی احوال الصحابہ مولفہ حافظ ابن حجر شہاب الدین احمد مکی مرقومہ سری
استدل بعضہم علی موت الخضر بقولہ علیہ السلام لابنی لعدم بسط وجیہ القول فی ذالک ہو
متعقب بعیسی فانہ نبی قطعا وثبت انہ ینزل الی الارض فی آخر الزمان و یحکم بشریعۃ النبی
صلعم وجب حمل النفی علی انشاء النبوۃ لکل احد من الناس لا علی وجود نبی قد نبی قبل ذالک انتہی
کہنا ہونگا کہ اگر بجای لو استدل بعضہم علی موت الخضر علی موت الیاس ہوتا تو البتہ استدلال
بلا خلاف ہوتا کیونکہ بموت الیاس بلا خلاف ہی بخلاف بموت خضر فافہم ۱۲ سر کار کا یہ
خواتمیت اگرچہ بالجملہ شریعت محمدیہ صلعم ہوی لیکن نبی تو ہوی مانند صاحبزادہ والا تبار
حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بالفعل ولیس واجب التوقی والوفات قبل از موت ہوتی بالفعل
بوجہ مذکور والا ختم موت خاتم النبیین صلعم جو واسطہ لسلسلہ ترتیب زمانی ہی اور یہ امر
ثابت بثبوت اجماعی بالاتفاق ہی اور منصوص التنصیص بالاجماع باخبار و آثار ہی ساد ق ہیں

آتا ہی اور خلاف اسکی تفسیر تفسیر بالرائی ہی بالکل غیر مسلمی بالقبول ہے اور زوم استعمال کثیر
فی النبوت ہو کہ امر مسلم الثبوت بالاتفاق والاجماع ہی اور برارۃ اس سے دامن خاتمیۃ کی واجب
الاذعان بمقتضی الایمان والایقان ہی تو ہر صورت اس عقیدہ کی پیرو جان ہی اور میں
کہتا ہوں معنی لا نبی بعدی یعنی سوا ارکان زمان الحیات اور زمان الوفات
بلا تہامہ زمان واحد لعدم نسخ تلک النبوۃ اور علی ہذا القیاس وجود خواتم ستہ قبل زمان بعثۃ حضرت
نبی آخر الزمان صلعم بوجہ مذکور متحیل ہے فاسئلوا فی التقریر الا ربعۃ الثالث فافہم

قسطاس مستقیم ہم جانا چاہئے کہ بموجب مضمون اس عبارت دافع الوساوس واقع صفحہ ۱۸۰ کے
کہ در صورت قبلیۃ وجود آدم سلسلہ تحتانیہ بہ نسبت وجود خاتم حقیقی صلعم کے
جو دعوی ہے تو تعین دعوی خاتمیۃ اونکی کے صرف دعوی نبوت مستقلہ اور شریعت مستقلہ اونکی
میں مانند انبیاء گذشتہ کی بشرط ثبوت وجود اونکی کے تو کچھ کلام نہیں کیونکہ تمام انبیاء
سابقین گذری ہی میں خواہ مستقل الشریعۃ ہوی یا تابع شریعت دوسرے کی ہوی انبیاء
سابقین میں سے الا بشرط تابعیۃ شریعت محمدیہ علیہ السلام کلام ہی جو کچھ استحالہ قساطیس
سالفہ میں گذری موجود ہیں خصوص خاتمیۃ وجود اسکے سلسلہ ترتب زمانی ہی اور مجمع علیہا ہے وہ قاطع
اونکی کما فاتہم واحفظ ۔ جاننا چاہئے کہ مراد شرط تابعیۃ شریعت محمدیہ سے در بارہ شریعت
مذکورہ قساطیس بابتہ حیثیت العمل ہی پوری شریعت بدون اشتراک بعض جزئیات اعمال تو اکثر
تکالیف میں ہونا ہی کردہ باعث الفرانہ اور استقلال نہیں نہ مراد میں بحیثیت العقیدہ ہے بدون حیثیت
العقیدہ میں تو کچھ کلام ہی نہیں جیسا کہ قول امام مفسرین صدر جہ تفسیر حسینی تحت آیۃ وان من شیعتہ لابراہیم شاہد
اس تحقیق کا ہی در تفسیر لباب از امام مفسرین نقل کیا ہے کہ ضمیر عائد بحضرت رسالت پناہ صلعم کنایۃ غیر مذکور در
ابراہیم علیہ السلام اگرچہ بصورت سابق بود اما بمعنی متابع او بتاویل آنکہ چون پیروان افضل وے معتبر گشتہ
دین او را ستودہ و برای او دعا کردہ کہ ربنا واجعلنا مسلمین لک ومن ذریتنا امۃ مسلمۃ لک پس از آنجا مذکر شد انبیاء و تو
گفت آخر آمدی ہم را بشیوہ آنہا خوان خلیل است نگفت ان نوحا کفر آخر آمدی ہم را بشیوہ آنہا بپیر

ظاہری کہ اتباع شریعت من حیث العمل المذکور مراد نہیں بلکہ بمقتضائے فضل و علو تر بھی متمسک۔
قسطاس نمبر ۲ دہم اور ظاہری کہ بنا بر امتناع حیات صاحبزادہ سیدنا حضرت ابراہیمؑ
کے اور بتا بتہ اوس کے اس جناب سے السلام والد بزرگوار اوس کی صلعم نہیں بنا حضرت عیسیٰؑ و الیاسؑ کی جو ناسخ
ملت نہیں ہو سکتی اور ہو سکو یعنی تابعیہ مذکورہ کو کچھ دخل نہیں امتناع حیات مذکور میں تا کہ دسیر یہ امر متفرع ہو
کہ مناقض نہیں قول اللہ تعالیٰ یعنی و خاتم النبیین کو جو خلاصہ ہی تقریر عبارت دافع الوسواس کا اس معلوم ہوا
کہ بتفسیر مندرجہ عبارت مذکور ہرگز رجا نہیں ہے بلکہ بنا بر حیات مذکور ہی اوپر انشاء نبوت کی جو ناسخ ہو سکے
ہی بلکہ اوفاق ہوتی ہی خاتمیت کو اور شرکت فی النبوت کا مضمون تو بہر صورت نسبت اس علیہ کی ہو ند
جان ہی ہے و بجیب الاعتقاد بانہ ما کان لاحد شرکۃ فی النبوۃ محمد صلعم بخلاف ما قالت الروافض ان علیا
کرم اللہ وجہہ کان شریکا لمحمد صلعم فی النبوۃ و ند امنہم کفر انتہی پس بخوبی ہویدا ہوا کہ بموجب اس تحقیق تمہید یا
ابو شکور سالمی رح کی وجود نفس نبوت و احداث برابری کہ مستقل الشریعۃ ہو یا نہ خود ہی بوجہ شرکت فی النبوۃ نادرا
ہی رہو جیسا کہ ہی زبیر دردہ حقیقت مستلزم ہی ثبوت خاتمیت شریکی درحقیقت مضر ہی خاتمیت حضرت خاتم النبیین
کو عالم اس سے کہ ثبوت خاتمیت شریکی حقیقۃً یا اضافۃً ہر دو صلعم طل ہی جانچہ اکثر قسطاس بلکہ کل غالباً مشحون
ہیں دلایل عقلی و نقلی ہی کی موضوع کتاب ہذا یہی ہے فافہم پس بتفسیر اس حدیث لو عاش ابراہیم لبعدی لکان نبیا کی بوجہ عبارۃ
اسماء فی احوال الصحابہ کی جا اسماء ہی یعنی لو عاش ابراہیم لبعدی لکان منتفی النبوۃ پس ظاہر ہوا کہ عبارت
دافع الوسواس بلکہ حاطب اللیل ہی بلا تنقیح رطب یابس بلا دریافت مبنی و معنی جمع کر دی ہی پس کہا کہ انشاء نبوت
واسطی صاحبزادہ والا تبار صلعم کی نسبت جو فاتح خاتمیۃ تباہ و انکر کیا گیا تو بہر خواتم ستہ تو مستحق اس منصب عالی
کی بطریق اولی نہیں بر صورت قابلیۃ زمان کی اور استقلال شریعت اوسکی کی اوس زمان سابق میں اور بغیر
انشاء نبوت موجود ہونی اوسکی کی بعد بعثت آنحضرتؐ کی تمامیات منسوخ الشریعۃ اور معزول الشریعۃ
ہو کر نہ منسوخ النبوۃ و الرسالۃ مانند حضرت عیسیٰؑ و حضرت الیاسؑ کی کہ ذیابع اس شریعت محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والتحیہ
کی بالفرض اگر ایسا ہو تو کچھ کلام نہیں مگر نبوت اسکا واسطی خواتم کی مانند حضرت عیسیٰؑ و الیاسؑ کے ہرگز نہیں
جیسا کہ آخر قسطاس نہم میں اور دیگا کامل قسطاس ہفتم میں بتحقیق گذر چکی اور صورت قابلیۃ اوسکی عدم

استقلال شریعت کی دلیل ہوتی اس شریعت کی قبول اور قبول اسکی جو کچھ استحالجات قساطیس مین مذکور
ہین وہ موجود ہین پس جانا چاہئی کہ جس حالت مین خاتمیت علی الاطلاق واسطے آنحضرت صلعم کی
نسبت جمیع طبقات کی عبارت دافع الوسواس ہو اور وسواس ثابت کر چکی ہو اور اثر مذکور مین اپنی خاتمیت
اضافیہ کا بھی شریک ہونا ثبوت خاتمیت اضافیہ کی جو باعث ہی ایسی استحالجات شدیدہ مذکورہ
کا ہو تو برخلاف رای ہی اپنی کی کہ مبنی اطلاق خواتم کا کیا پس سوای اثر وسواس اور کیا تعبیر کیا جاوے
پس معلوم ہوا کہ یہ الفاظ یعنی خواتم ایجادی ہین شرعی جو امر توقیفی ہی قطع نظر اس صفحہ
سیر عین دافع الوسواس مین نسبت حضرت حق تعالی وتبارک کی ابھی خطاب شتی عبارت مذکور نے
خوف نہ کیا مگر استفسار رجحان کی کہ بدلالت عقل مستثنی کیا حالانکہ بموجب مذہب محققین واضح وارجح
یہی اور متداول ہے اور شی مختص ہے ساتھ ممکن بالمعنی الاخص کے نہ کہ بالمعنی الاعم کی تاکہ شامل ہو ذات
حضرت حق تعالی کو بطور امور عامہ کی بلحاظ اصطلاح متکلمین وحکماء کی یعنی وہ سری ہی سی برطرف ہے
حاجت رجحان استثناء کی نہین ہے خصوص اصطلاح متکلمین پر فی الجملہ اجماع مسلمین ہو کر لقب شرعی
کے ہونے کی لیاقت تو حاصل ہے بخلاف اطلاق خواتم کی کہ سلف وخلف سے یا نہین گیا پس معنی

والله علی کل شی قدیر یہ ہی ای علی کل شی من شانہ ان یکون مقدورا اور معنی واللہ خالق کل شی
اور معنی ہو علی کل شی وکیل ای من شانہ انہ ان یکون مخلوقا ومن شانہ انہ یکون موکولا ای یدخل
فی وکالتہ پس بموجب حدیث شریف سنن ابی داود وغیرہ کی نہانا عن الاغلوطات ایسی قسم کی مغالطے
وہی کے کلام جس سے اسلام مین صعوبہ واقع ہوا اہل اسلام کو زیبا نہین کچھ اور نظیر دی چاہئی ہی
توضیحا بموجب اس قسم تفسیرات مذکورہ کی فساد اور بطلان قول بعدم تدافع الوسواس مندرجہ صفحہ
تمام وجواب قال البعض جو یہ ہی کہ قول صورۃ ثالث کی یعنی صورت قبلیہ بخواتم کی خصوص خاتم النبیین
سے بطلان کی کوئی وجہ نہین اور داخل ہونا افراد النبیین مین مقتضی اونکی خاتمیت کی نہین ہوا اسطے
کہ خواتم ہر طبقہ کا خاتم اضافی ہی بنسبت انبیاء اپنی طبقہ کی اور وجود اوسکا جب ہمارے خاتم پر
ختم ہوگا تو اوسکی خاتمیت اضافیہ مین کچھ فساد نہوگا انتہی وہ فساد مذکور ظاہر ہو گیا اسواسطے کہ

ہیں مذہب سے اگر وہ دار ہوں اس کی کہ خاتمیت حقیقیہ میں کچھ سر رہیں ہو سکتا اگرچہ لاکھ دو کچھ
اسد مطلب ہیں کسی آیت اور حدیث کا تعارض نہ ہوگا تو زیبا فی تصرف ہا کہ اللھم احفظنا من زلۃ
الاقدام ہرگاہ لعبتہ عامہ کا نسبت حضرت خاتم حقیقی کے سلم عبارت دافع الوسواس و من زلۃ کو قرار ہی نسبت
جمیع طبقات ارض کے بہر صورت ثلثہ معتبرہ و غیرہ پھر کیا وجہ ہے کہ لعبتہ مذکورہ خاتمیہ اضافیہ کو نسبت حضرت
عیسیٰ علیہ السلام طبقہ ارض علیا کی نزدیک میں مانع ہو قبل از رفع آسمان ہم بعد نزول ان میں مختلف ہیں کہ عبارت
دافع الوسواس نے تو یہ لقب دیا مگر الزام خلاف مفروض لیا کہ شہ سی سنہ ہوئی اور تشہ سی جمعی ہے اور
صدق تعریف خاتم اضافی کی اور حضرت عیسیٰ کی قطع نظر اور استحالہ مذکورہ قسطنطنیہ سکی طرف
متوجہ ہیں اور نہ کوئی الزام نہ حائل کہ نیکا ایک فرد کو لیا بخلاف نسبت جو اتم سنہ خواتم سنہ ارانی سافلہ کی وہ کی
اضافیہ کو مانع نہو اور عذر اور ونکی جانب سے سوائے عبارت دافع الوسواس کے یہ کہ فرق فیما بین اونکی ظہور خاتمیہ حقیقیہ کا
طبقہ ارض علیا پر حشا اور طبقات سافلہ میں جگہ تو یہ عذر نا مقبول ہی جبکہ تسلیم شدہ بین خواتم سنہ خاتمیہ مطلقہ
حقیقیہ کو متساوی الاقدام نسبت جمیع طبقات کی بالتفصیل حشر اور حکم کی اور ظاہر ہی کہ ظہور حکام سوا ظاہر
و غیر اس ہر حشا کسی مکان نہیں ہوتا ہی اور حکما عموم اور شمول اوسکا سب جگہ ہیر ابر ہوتا ہی جہانتک اوسکا اثر
تجویز کیا جاوے ہی قرار دیا جاوے جبکہ مفقود ہوتا ہی لہذا معلوم ہوا کہ مشتبین خواتم کی نزدیک امر فارق حضرت
تسقل طبقات ہی درباره اثبات خاتمیہ اضافیہ کی جس پر استحالہ مذکورہ لازم آئی واللہ اعلم قسطنطنیہ
اور حالانکہ سلفا و خلفا اطلاق لفظ خاتم جو بشر نخبۃ قوت ملکیہ ہی اور یہ عبارت دافع الوسواس و من معہ ہی جسکا
اعتراف خود عبارت دافع الوسواس مذکور تحریر ۱۲ صفحہ میں کرتی ہی ہیں بالقطع کہ بنا بر علیہ یعنی اطلاق خواتم کا کیا قطع
بس جانا جائیگی یہ امر کہ از اختراع و ابتداع سخت ہیں ہے ہمام ہی اس سے کہ خاتمیہ و فضل اضافیہ ہو اور نسبت حقیقت
مقرر ایکا امر معقول ہونا فی نفسہ اور حسب سے اور شروع ہو یا اور شی ہی حال ہے اطلاق خلاف شرع نہیں قسطنطنیہ
اور خلاف تیسیر و رویہ شرعیہ جمیع صیغہ کے مثلاً لقب خلیل واسطے حضرت ابراہیم خلیل الرحمان کے خوا لغہ و انخذ اللہ
ابراہیم خلیلا ۴ اور لقب مسیح اور روح اللہ واسطے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قولہ تعالیٰ
انما المسیح ابن مریم الا رسول ۶ کلمۃ القاہا الی مریم و روح منہ اور واسطے حضرت آدم علیہ السلام کے

پس لقب خلیفہ قولہ تعالیٰ انی جاعل فی الارض خلیفۃ علی ہذا القیاس واسطی حضرت داود کے یا داود
انا جعلناک خلیفۃ فی الارض اور واسطی حضرت یعقوب علیہ السلام کی لقب اسرائیل۔ کل الطعام کان
حلا لبنی اسرائیل الا ما حرم اسرائیل علی نفسہ۔ واسرائیل ومن بنیا واجتبینا وغیرہا خواہ ثبوت
القاب احادیث واخبار و آثار سے ہو خواہ متوارث سلف کیا رسی جو بلا نکیر مسلق یا بالقبول
ہو کر متوارث ہو کر ثابت الاصل بالاجماع ہو گیا سو یہ لقب بھی سر دست اجازت شرعی سے اس
طرح پر یہی لقب خاتم النبیین خاتم نہیں پایا گیا جانا چاہئے کہ جیسی اسماء الٰہی جلشانہ توقیفی ہیں ایسی ہی
اسماء اور القاب انبیاء علیہ السلام بھی توقیفی ہیں مثلاً اسماء حضرت خاتم النبیین صلعم عاقب جیسا
کہ روایتہ ہی جبیر بن مطعم سے انا العاقب الذی لیس بعدہ نبی اور حاشر اور مقفی بلسان حدیث شریف
واخبار و آثار ثابت ہیں اور الفاظ مرادف اونکی داخل القاب ہونگی اور یہ لقب خاتم النبیین ہے
کہ متبادر کیا اور متعارف اور متناوب کیا وقت بلفظ یا بتحریر خیال کے خطرہ کسی اور طرف
سوائے خاتم النبیین حقیقی کی جاتا ہی نہیں گویا کہ اعلام مخصوصہ کیا بلکہ مخصوصہ سی ہے مانند محمد کی بلکہ اوس
سے بھی اشہر کیونکہ علم اور کنیت کی واسطی اور دونکی اجازت ہی شرعاً بخلاف لقب خاتم النبیین کے
نہ حقیقتہ نہ اضافتہ نہ حالاً نہ مآلاً اور لفظ پیغمبر اور رسول بھی معنی قاصد اور ایلچی دنیا کی مستعمل ہے
بخلاف لفظ خاتم النبیین کے فافہم والا یوں تو لفظ جوہر کہ جسکا مفہوم قائم بالذات ہی باعتبار مفہوم
کی مصداق عقلی اوسکا ذات حضرت حق مطلق جلشانہ ہو سکتی ہی مگر شرعاً ناروا ہی اگرچہ
عقلاً عمل صحیح ہے نہ کہ شرعاً اور ظاہری کہ الفاظ القاب یا معقول تو ہوتی ہی نہیں بلکہ اور با
معنی ہوتی ہیں اکثر مگر واسطی القاب شرعیہ کی نقل و رکاری دلالت علی صحۃ الاطلاق من الاذن
الشرعی عند الاشاعرۃ کما فی کتب الکلام والاصول جنانچہ گذرا قسطاس نہم میں اسواسطی
متکلمین نے اس قول کو یعنی اطلاق لفظ جوہر کو اوپر ذات حقتعالی کی مزلف کیا۔ جانا چاہئے کہ القاب
خوش کی حقتعالی جلشانہ نی منع فرمایا۔ ولا تنابزوا بالالقاب بئس الاسم الفسوق بعد الایمان
نی مستلزم کار و تحم ساتھ لقب ناخوش کی ہر ایسی نام فسق کا بعد ایمان کے مثلاً بعد مسلمان ہونے کی

کیسی یہود و نصاریٰ سنہود وغیرہ کو ای یہودی وغیرہ مت کہو کیونکہ یہ اوسکی حق میں باب لقب ناخوش
ہی یعنی اوسکی خلاف مرتبہ اور خلاف آبرو کے ہی اگرچہ بظاہر وہ کسی اعتبار کر فی نفسہ پسندیدہ ہو
یا نہا مگر اب اوسکی انداز کی خلاف ہی بمنزلہ صریح لقب ناخوش کے ہی مثلاً کسی کے وقت اوسی
کو نواب یا بادشاہ یا شہنشاہ کر پکارہی تو وہ لقب ناخوش کے قبیل سی ہوگا بادشاہ نواب کو
بھی اور وزرا معین کو بھی ناخوش آویگا علی ہذا القیاس لقب خاتم النبیین بھی حق مین غیر
خاتم النبیین کے ہر ایک کو ناخوش معلوم ہوگا تاوقتیکہ کوئی حجت قوی صحیح اطلاق پائی جاوے
بخلاف اوس صورت کی کہ کوئی غرض صحیح صرف لطور ملاطفت بالسان کے ہو کہ اوسپر کوئی نفع
ضرر متصور ہو وہ موجب ناخوشی مذکور نہیں خواہ مصطلح ہو جاوے یا ہو جاوے وہ داخل تحت قاعدہ کو
کی نہوگا مثلاً آیتہ وما محمد الا رسول کو آیتہ محمد پر کہنا اور آیتہ انما المسیح بن مریم الا رسول کو آیتہ مسیحیہ اور اگر
یہ بھی بالقصد ہو کہ لقب مشہور ہو جاوے تو الیت اور صلاحیت رکھتا ہی کسی فی نفسہ ناخوش
نہیں کیا بلکہ مناسبت رکھتا ہی فافہم اور کیا بلاضرورۃ ہی عبارت دافع الوسواس کو کہ اس مطلب
کو بکثرت کلامی مین یہہ پیرایہ بھی ہذیا کہ لفظ خاتم کا نسبت ان خواتم کی صادق آتا ہی
بلکہ یہ کہا کہ لہذا مین اطلاق خواتم کا کیا کو یا دیرہ دعوی شارعیت کا متصور ہوتا ہے
ظاہر ہے کہ صادق آنا ایک امر معقول ہے اور اطلاق ایک امر مشروع ہی مخفی نہیں
اور بذاق اہل اصطلاح کی اور یہ ضرور نہیں کہ جس جگہہ کا خذ پایا جاوی وہان مشتق کا بھی اطلاق
مشروع ہو اگرچہ مشتق کے حکم کی علت کا خذ ہی لیکن وہ بھی شرعاً بعد حکم کی معتبر ہوتی ہے
قولہ لتم السارق والسارقۃ فاقطعوا امدیہما یعنی قطع ید کی علت سرقہ ہی نہ کہ وجود وصف
وجود کا خذ علت ہی اطلاق مشتق کے ماخذ اون شرعی کے ماننہ سخاوت کی ہو کہ مراد
ہی لفظ جود کا حالانکہ وصف سخاوت ذات حقتعالی جلشانہ مین پایا جاتا ہی مگر اطلاق جواد
نامشروع ہی کیونکہ اذن شرعی نہین پایا گیا بخلاف جواد کی اور مانند لفظ عبقر کے کہ جسکی
معنی قدیم اور نفیس اور حر کے ہین باعتبار اختلاف وضع لفظی کے حالانکہ اطلاق نفیس اور حر

کا بھی مانند عیسیٰ کے نام مشروع ہی اور مانند لفظ اول کے بخلاف لفظ سابق کے جو مرادف
ہی لفظ اول کا اور مانند لفظ آخر کی جو مرادف ہی لفظ لاحق کے اور مانند لفظ طیب کی جو
مروج ہی اوسپر اطلاق لفظ حکیم کا مگر حقتعالی کی نسبت اطلاق طبیب نامشروع ہی بخلاف
لفظ حکیم کے بموجب روایات کی جیسا کہ مشہور ہی مگر حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی
قدس سرہ نے حجۃ البالغہ میں یہ روایت نقل کی ہے **فسطاس لیست دوم** جانا چاہیے
حضرت خاتم النبیین صلعم نے اپنی خصالص میں کسکو شامل نہیں فرمایا اور دوسرا کونسا کسکو
نبیوں نہیں بلکہ شامل فرمایا جیسا کہ ارشاد کیا سموا باسمی اسواسطی کہ اسمار اور اعلام انبیاء
علیہم السلام میں سے نہیں ہیں سوائے خصوصیۃ وضع خاص علمی کے کہ اوس وضع خاص میں
شرکت نہیں ہوئی ہے بلکہ کمال خصالص اوصاف سی تعلق رکھتی ہیں نہ اسمار سی حتی کہ نبوت
کا قرآن مجید سی ہی اسورہ مریم علیہا السلام میں لم نجعل لہ من قبل سمیا کیا معنی کہ پیشتر
یحییٰ علیہ السلام سی کوئی اس نام کا نہیں گذرا بلکہ بعد میں بہت ہوئی اور چونکہ کنیت میں
مجازی وصف پائی جاتی ہے لہذا ابتدا اسلام میں واسطی رفع ابہام ابہام شرکت
کے امتناع رہا بعد چندی بنظر غایر اعد رفع التباس کے جو یہود کی طرف سی صادر
تھا کہ اواز دیتی ہی ساتھ لفظ ابو القاسم کی جیسا کہ جناب رسول اللہ صلعم متوجہ ہوتے
کہ آپکو نہیں آواز دی بلکہ اور شخص کو پکارا تھا اجازۃ کنیت کی بھی ہوگئی اسلئی کہ مدرج
اور اعلام ہوگئی بلکہ اجازت ہر دو امر نسبت ایک شخص کے بعد محمد ابو القاسم نام رکھنی
کی اور جو امر کہ بعد نہی ہوتا ہی آکد ہوتا ہی پھر جو کہ اصل وصف آنحضرت صلعم تھا رسول اللہ
علاوہ نبی داخل خصیصہ رہا مگر چونکہ خاتم میں اور رسل انبیاء علیہم السلام بھی شامل
تھے خصیصہ مخصوصہ خاتم النبیین کی ملقب اور موصوف اور مخطوب ہوئی کہ اور کو رسالت نہیں
ہوئی اور آیۃ شریفہ خاتمیہ میں بھی شرکت لفظی اور آیات بینات مشترکات کو جو کل
شابہ لگنی کا ہوتا نہیں ہی یہ آیۃ خاتمیہ بھی مکرر ہوئی جو کہ لقب خاتم النبیین کا

حوکہ اعلیٰ رتبہ کا ممیز اور باعث امتیاز ہی اسمین سی نبی اور رسول کو حقیقۃً و اضافۃً جانا
و مآلاً بالبتہ وجوباً و عادۃً بھی شریک نفی پایا جسکا کوئی بھی منکر نہین ہو سکتا تعجب ہے کہ عبارت
رافع الوسواس وغیرہ عبارات کو عمداً کر سواس نے ایسا کہا ہے کہ کچھ بیان نہین بخلاف لفظ
رسول اور نبی کے اور نیز خاتم بلا اضافت کی اسکی کچھ جماعت نہین سنر غا کیونکہ اسمین
کوئی قسم کا التباس نہین حتی کہ انگشتری تک کو خاتم کہا جاتا ہی خواہ بکسر تا رستاد و قوانے
سو بمعنی ختم کنندہ خواہ بفتح او سکی ہو بمعنی ما یختم بہ کالعالم بمعنی ما یعلم بہ اور حالانکہ عبارت مذکور
نے صفحہ نہم مین در جواب قول قال البعض خود اعتراف کیا کہ الف لام النبیین فقرہ خاتم النبیین
مین بوجہ استغراق کے شامل ہی جمیع افراد النبیین کو کہ اوسمین خود آنحضرت بھی داخل ہین
سو باعث تسلیم قبلیۃ زمان خود آنحضرت کو بدلیل ذمرہ سایر انبیا رسالقین زمان حضرت خاتم النبیین
سی مسلم اور بسبب انکار انحاد زمان اور نیز معیت زمان سی کیونکہ قبلیۃ بعدیۃ زمانی مین ترتب
سلسلہ شرط ہی اور اضافہ مذکورہ مرجوعہ عبارت مذکورہ کو خاتمیۃ مطلقہ کی ساتھ ہرگز کچھ لگاؤ
اور اضافت اور نسبت نہین بدون منشار شرعی کے جیسا کہ قسا طیس مین جا بجا معلوم
و مذکور ہی مگر کیا بلا زور آوری ہے کہ توڑ انی نہین ٹوٹ سکتی گویا سد سکندری ہے
یا خوج ماجوج درکار ہین ایک امر مرجوع موہوم کو ایسا امر محتوم بالشان کر دیا کہ گویا ارسال
رسل اور انزال کتب کا مطلب اسیو اسطی ہوا تھا اس بحث کی کوئی ضرورت شرعی نہین
تھی کوئی ارکان عقاید اسلامیہ اس پر مقرر نہ تھا صدہا آثار اس قسم کی اذیال کتب مین ہین
سلف و خلف نی کچھ بھی اس قسم کی توجیہ نہین کی بلکہ توجیہات اونکی خصوص نسبت اس امر
کی بلحاظ اسکی کہ قول امام المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس رض ہی جنکی شان مین حضرت صلعم
نی دعا اللھم علمہ الکتاب والحکمۃ اور آخر ہر کلام موضوع کی ایک معنی ہونی ضرور جانکین
اور یہ کلام تو اکابر دین مین کی ہے سلف صالح نے باتفاق شراح بخاری قسطلانی وغیرہ
ایام زرقانی وغیرہ یہ توجیہ کی کہ لفظ نبی سی مراد ہادی ہی اور سکو عبارت مذکور نے

اور سن ۹ھ میں تبوک سے واپس آنے کے بعد ۱۰ھ میں حجۃ الوداع کیا اور اسی سال ۱۱ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔
اور فتنہ و فساد عرب کے بعض قبیلوں میں برپا ہو گیا خفیہ بسیط ہو تو اصلاح پذیر ہو سکتی ہے مگر جب
ہو تو سخت دشواری ہے بلکہ صرف ضروری معنی اس آیۃ خاتمیۃ طبیعۃ کی یہ بیان کرنے
چاہئیں جو بذکور ہوئے ہیں جیسا کہ صاف معنی اس امر مذکور کی سلف صالح مذکورنے
بیان کئے کہ جس سے مطلب ضروری اصلی واضح ہو جاوے اور موافق تفاسیر اور تراجم
سلف کی ہو جاوے تاکہ خلف کو بھی اوسمیں جای کلام نہ ہو وے جیسا نی تکلف محالت
آنحضرت صلعم کا انکار کیا تھا ویسا ہی خاتمیۃ مطلقہ کو بھی بلا اضافت مان لینا تھا
اور اب بھی کیا گیا ہے وبہ صحابہ رض متابعت حق تھا چنانچہ شان میں حضرت عمر فاروق رض
کی ہے وقائع عند کتاب اللہ ترجمہ آیۃ خاتمیۃ یعنی نہیں ہے محمد صلعم باپ کسی کا مردوں تمہارے
میں سے لیکن وہ رسول ہے اللہ کا اور خاتم النبیین ہے جانا چاہئے بظاہر مضمون جملہ
اول یعنی ما کان محمد ابا احد من رجالکم تک غیر ملایم معلوم ہوتا ہے ساتھ جملہ ثانی کی یعنی ولکن رسول
اللہ وخاتم النبیین کے مگر بعد دریافت اس شان نزول کے نہایت حسبان معلوم ہوتا
ہے اور مناسب جو کہ خاصہ ہے کلام حضرت ملک علام جلشانہ کا پس جب کہ زید بن حارثہ رض
متبنی آنحضرت صلعم کے ساتھ حضرت زینب رض کی نکاح کیا اور باہم تنافر پیدا ہوا اور
ناچاقی سخت ہوئی آخر تکرار بسیار رہنے لگا تو خیال مبارک آنحضرت صلعم پر ہوا کہ اگر زید
طلاق دیدیگا تو میں اپنی حبالہ نکاح میں لاؤنگا مگر بخوف عرف یہ خطرہ بھی محظور ہوا کہ منافقین
طاعن ہونگے کہ متبنی کی زوجہ سے یعنی بہو سے نکاح کر لیا تو یہ آیۃ خاتمیۃ نازل ہوئی وتخفی
فی نفسک ما اللہ مبدیہ وتخشی الناس یعنی چھپاتا تھا اپنے جی میں اوس چیز کو کہ جسکو اللہ ظاہر
کرنیوالا تھا اور ڈرتا تھا تو آدمیوں سے اور اللہ سزاوار تر ہے کہ ڈرے تو اوس سے فلما
قضی زید منہا وطرا زوجناکہا یعنی جبکہ پورا کیا زید نے اوس سے حاجت کو یعنی
طلاق دیچکا تو خاوند بنایا ہمنے تجھکو اوسکا لکیلا یکون علی المومنین حرج فی ازواج ادعیائہم

تاکہ نہو موجب تنگی بیچ بیبیون کے پھر بولی بیٹیون کی الحاصل زبان طعن منافقین دراز
ہوئی کہ بہو کی سانہہ نکاح کرلیا تب یہ آیہ خاتمیہ نازل ہوئی کہ تم خوب جانتی ہو
کہ نہین ہی محمد صلعم باپ کسی کا مردون مین بالغ تمہارے اس لئے مین زید کو بھی داخل
ہی لیعنی بالضرور زید کو رسول مقبول باپ نہین ہے اور اس قید سے جا نکلے کسی نسل
کیا باپ ہوا حضرت حسنین رض کا بھی اگرچہ مجازاً انکو حضرت نے بیٹا فرمایا لعل ابنی ہذا
جو اکثر روایات احادیث مین وارد ہی اسلئے کہ حضرت حسنین رض مردون مین تھا رہی مین
سے نہین ہوئے بلکہ مردون آنحضرت صلعم مین سے ہین انکو ایسی جرءۃ نہ چاہئے کمال
اسمائت ادب ہی کچھہ خیال بھی ہی کہ وہ کون ہی وہ تو رسول ہے اللہ کا اور اس سے
بھی ایک رتبہ بڑھہ کر کہتا ہی کہ خاتمہ مختصہ اوسکا ہی ہی منصب عالی لیکانہ کسیکو نصیب
ہین سی نصیب نہین ہوا کسی طرح پر حالاً و مآلاً حقیقۃً و مجازاً انضافاً و اعتباراً و بھاً و فرضاً
کہ وہ خاتم النبیین ہے کوئی نبی اور رسول ملقب بھی نہین ہوا ساتھہ اس لقب کی جیسا کہ
اسکا رتبہ بڑا ہی ویسا ہی اسکی بی ادبی کا گناہ بھی بڑا ہی مثلاً لتعظیم حرم محترم مکہ معظمہ کے
حق مین آیہ نازل ہے ومن یرد فیہ بالحاد بظلم نذقہ من عذاب الیم یعنی ارادہ گناہ پر بھی عبد کو
ہی عذاب الیم کی کہ اس امر خاص مین کوئی بقعہ سوای اسکی مانند بیت المقدس مسجد اقصی
اور مسجد نبوی صلعم بھی شریک نہین ایسا ہی مرتبہ کبریٰ اور درجہ قصوی و خاتمیہ بھی ہر طرح پر
مخصوص ہے ساتھہ اس ایک ہی ذات عالی صفات کی لاغیر اور مغایرۃ عطف بالواو
فیما بین لفظ رسول اللہ اور لفظ خاتم النبیین کے محض واسطی قطع واسطہ شرکت کی ہی اس مرتبہ
خاصہ مختصہ اور خصیصہ مخصوصہ سے ظاہر و باہر ہی اور واسطی صحیحہ عطف کی اسقدر تغایر عموم
خصوص مطلق کا جو کہ فیما بین رسول اللہ و خاتم النبیین کے ہی کافی ہی پس بہر گونہ یہہ مرتبہ
خاتم المراتب ہی اور لفظ نبی عام اور شامل ہے رسول کو بھی تاکہ خاتمیہ آیہ خاتمیہ مین
شامل ہو رسول کو بھی اور نبی کو بھی بخلاف خاتم المرسلین کہ اوسمین ایک قسم کا احتمال

ہوتا ہتا کہ شاید خاتمیۃ نسبت انبیار کی ہو تو لفظ عام ہی مناسب ہوا گو مرسل ہی
بغیر نبوت کی نہیں ہوتا مگر بنظر اصطلاح شرع ما بین نبی اور مرسل جو فرق کہا گیا ہی کہ
مرسل صاحب شریعت ہی اور نبی غیر صاحب شریعت لفظ النبیین مناسب ہوا تا کہ شامل
ہو کل افراد کو پس یہ رسول مقبول اور نبی برجمت مشمول خود صاحب شریعت ماخوذ بحیثیۃ
خاتمیۃ رسالت و نبوت ہر گونہ ہی لاغیر پس بمثابرۃ عطف مذکور خصوصیۃ لفظ استدراک
علی قرارۃ التشدید و ضم لام رسول علی کونہ جزا الاسم لکن المحذوف و ہو الضمیر والا بذریعہ
صرف عطف ایا احد لفتح لام رسول علی قرارۃ التخفیف معلوم ہوا کہ ہر رسول خاتم النبیین نہیں
ہی کسیطرح پر سوای اس فرد کامل خاص کے جو لیگانہ زمین و زمان اور کون و مکان بموجب
حکم کن فکان ہی کہ یہی ملقب ہی ساتھ اس لقب عالی خاص باختصاص کے لاغیر اور اور
اس آیۃ خاتمیۃ سی من حیث المجموع معلوم ہوا کہ واسطی منصب خاتمیۃ کی منصب رسالت ہی
شرط ہی لہذا لفظ رسول اسدا اول فرمایا اور نبوت جو کہ ایک امر عام ہی ذیل میں رسالت
کی جو امر خاص ہی پایا جاتا ہی کیونکہ رسول بغیر نبوت نہیں ہو سکتا لیکن واسطی رفع اس اشتباہ
کی کہ شاید خاتم اوس ہی نبوت کا ہو جو بذیل رسالت ہی تو لفظ النبیین جملہ خاتم النبیین
ساتھ لام استغراق کی ارشاد ہوا کہ یوں نہیں کہ بطور عہد خارجی کی ہی جو لام معہود کا
تقاضا ہی بلکہ خاتم ہی بطور استغراق ہر دو قسم نبوت کا خواہ مقید بذیل رسالت ہو یا
نہو چنانچہ اس قسم کا اسلوب یہ آیۃ بھی ہی وکان رسولا نبیا پس بموجب قید عبارت
دافع الوسواس و ابن سبعہ وغیرہ کی کہ خواتم ستہ تابع شریعت محمدیہ صلعم ہیں ہرگز ہرگز خاتم النبیین
نہیں ہو سکتی اسلئی کہ وہ صاحب شریعت نہیں جو کہ شان ہی رسول کی اور خاتمیۃ بے
رسالت تا محکم شرعی ہی اور رہیگا کہ یہ مطلب آیۃ خاتمیۃ سی دستیاب ہوا کہ خاتم بی رسالت
نہیں ہوتا تو الضرور اس حدیث میں لو عاش ابراہیم لکان نبیا مراد نبوت کسی
نبوت با رسالت ہی لہذا یہ سب قیاس و اقتباس ان سب صاحبوں متعلق ہیں

اثبات خواتم سته اضافیہ کیا اور حقیقت کیا جو منشار دسکا صرف ایکامر عقلی ہے محض بیکار اور
فضول ہے شر غا اور تحریف دین متین ہے اور بدعت اور ایجاد زبون فافہم بالفہم الاتم پس
اپنی طرف سی حسب رویہ اہل معقول ایک امر فضول گھڑ ہمڑہ لینا اور اس قسم کی باتین بنا لینی
مانند مجوزین خواتم سته جو اس باب مین عبارت دافع الوسواس مین ہے اور بات ہی کیا اور علمار
کو سپرایہ معمول سے عریانی ہی بایہ ہی فخر معقول ہے کہ خلاف اکابر علماء سلف وخلف
لکھا پڑھا کرین مانند عبارت دافع الوسواس کی کہ لہذا ہمنے اطلاق خواتم سته اضافیہ
کیا پس کمال اسارة اوسته الی العاقل یکفیه الاشارة والا وفتر بی زاوافی ہی لہذا بکمال
سرزنش یہ آیہ خاتمیہ بحسن خباثت نازل ہوئی کہ خلاصہ اسکا یہ ہی کہ زید نے ایک شخص زاید
ہی ہی بنی تو اوسکی اس مرتبہ خاص مین اوسکی صلبی پسر کو بھی شریک نہ کیا اور اس پر
لئی اوسکی حیات کو اوسکی بعد وفات کی بھی منظور نفرمایا کیونکہ اگر وہ منصب پدری کو
پہونچا تو یہ خرقہ غیر محل پر بموقع فرود لایا نہین تو کسر شان پدر لازم آئی کہ اس مطلب کو زبان
وحی افشان ہدایت ترجمان حضرت خاتم النبیین صلعم سی صادر کرایا لانبی بعدی سے حدیث
میں لو عاش ابراہیم لصدیقا ولکن لانبی بعدی جاہی غور ہی کیجئے تبا کہ خواتم سته کو یہ
مرتبہ ملتا اور صاحبزادہ محروم رہتی بلکہ اوسکی صورت یہ ہی کہ قبل از بعثت ہمارہی خاتم النبیین صلعم
جو بعمر چالیس سال مین ہوی ولادہ صاحبزادہ لایق المرتبہ المذکورہ کی جو منشار السیر بالنصوص
المذکورہ ہین یعنی حضرت سیدنا ابراہیم صاحبزادہ ظہور پاکر ساتھ مرتبہ خاتمیہ اضافی مذکور کے
نسبت کسی طبقہ زمین سافلہ مین منجملہ طبقات باقیہ کی مبعوث ہوتی کیونکہ ضرور نہین جو نبی
ہو اوسی طبقہ کا ہو جیسا کہ بعثت خاتم حقیقی حضرت خاتم النبیین صلعم کی تو وصول بعثت
تا طبقات سافلہ ممکن ہوا اور ضرور نہین کہ اوس نبی اقلیم یا اوس ہی قوم کا ہو اکثر انبیاء
علیہم الصلوٰة والسلام مبعوث ہوی طرف غیر قوم کے بھی جنانچہ قولہ تعالیٰ کذبت اصحاب
الایکة المرسلین اور والی مدین اخاہم شعیبا اسواسطی کہ اہل مدین قوم حضرت شعیب علیہ السلام

والی عاد اخاھم ھودا والی ثمود اخاھم صالحا کہ یہ قاعدہ کلیہ
تفسیر قرانی ہی اور نسبت اصحاب ایکہ کی جو ایک بیشہ تھا وہ غیر قوم حضرت شعیب علیہ السلام
تھی لفظ اخاھم نفرمایا کذا قال سچی واوستادی مولانا محمد اسحاق المحدث قدس سرہ اور نیز خود
بموجب تحقیق عبارت واضح الوسواس مرسل ہونا ملائکہ ارجن کا طبقات سافلین میں ثابت اگرچہ
نزد یک جماہیر علماء حق نہیں ہے رسول الملک کی طرف سی کما فی فتح المبین شرح الاربعین للنووی
ولیس من الجن رسول عن البعض عند جماہیر العلماء حالانکہ ملائکہ سماوی ہیں اور اونزنا اونکا زمین میں
واسطی حصول خصوصات بشری کے بشکل رجل ہوکر ثابت تحت تفسیر ہابل ہاروت وماروت اور
کرامات اولیاء امم سابقہ جیسی مانند آصف بن برخیا وزیر حضرت سلیمان علیہ السلام ایک پل جھپکنے
میں حاضر لانا تخت بلقیس کا بزاہ تحت ارض قال الذی عندہ علم من الکتاب انا اتیک بہ قبل
ان یرتد الیک طرفک خصوص کرامات اولیاء امت محمدیہ کا تو کما وکیفا کچھ حساب اور بیان
ہی نہیں سب کو معلوم ہی چنانچہ درمختار میں مسئلہ موجود ہی کہ اگر شوہر کسی عورت کا فاصلہ مسافت
ششماہ پر ہو اور عرصہ دراز سی ظاہر ہیں نہ ملا ہو اور اوسکی عورت کو حمل رہ گیا ہو تو
منسوب بزنا نکرنا چاہئی اور نہ بچہ کو ولد الزنا کہا جاویگا بوجہ جواز وامکان طی ارض
براہ کرامت یہ مذکور بصورت تعین صاحبزادہ حضرت ابراہیم تھا اور بصورت عدم تعین
صاحبزادہ موصوف بصورت شیوع اس مرتبہ کی نسبت جمیع صاحبزادگان عالیشان حضرت
ابراہیم حضرت طیب حضرت طاہر حضرت قاسم حضرت امام حسن حضرت امام حسین
اور بصورت ایک ہونی طیب طاہر کی علی اختلاف الروایات بافضا وہ حضرت محسن صاحبزادہ
کی عدد ستہ کی تکمیل ہوسکتی ہی ترجمہ حسن حسین محسن بزبان مسربانی شبیر شبر ومشبر کچھ
ضرورت تالاش خواہ مخواہ کی ہوتی اور بوجہ امر حسی کے آحاد موجودہ طبقہ عالیہ اوسوقت
کو استعداد ہی ہونا بخلاف کنعان پسر حضرت نوح علیہ السلام کی کہ وہ لیاقت اور استعداد
فطری نبوت سی تو کیا بلکہ نفس ایمان سی ہی محروم تھا بموجب آیۃ انہ لیس من اہلک انہ

عمل خیر صالح الایہ جنانچہ موافق اسکی ظہور مین آیا اور ان حضرات صاحبزادگان کے حق مین کیا
کچھ بشارات دربارہ استعداد مراتب عالیہ بالاتر مرتبہ نفس انکان ہی اور اسلام سی وارد ہین
کتب احادیث اور سیر مین مذکور ہین واللہ اعلم **فتطاس لست وسویم** اوجس حالت
مین بنا بالقب خاتم کی حقیقی ہو یا اضافی بموجب قرارداد عبارت دافع الوسواس مقرر ہوئی
اور پس بنا برتیاری سلسلہ نبوت کی ہر طبقہ مین اور اوسمین ضرور ہوا عقلاً ہونا ایک مسیر کا اور ایک
مقطع مختم کا اور مشابہ ہونا مسیر کا ساتھ ہماری آدم کی اور مقطع کا ساتھ ہماری خاتم
کی فقط پس امر آخری کہ اسکا نتیجہ عنقریب ظاہر ہوگا تو پھر کچھ ضرورۃ نہ تھی نزول لفظ خاتم النبیین کے
واسطی خاتم حقیقی کے قرآن شریف مین اسلئی کہ یہ مطلب ثبوت خاتمیہ واسطی خاتم حقیقی
کی توضیح و ثابت تھا عقلاً جیسا کہ اس اثر مین ہی معنی خاتمیہ کی واسطی خواتم ستہ کی عقلاً
لکالی یا ضرور رہا کہ اثر مذکور مین بھی بھیجہ لفظ خاتم النبیین مذکور ہوتا اور تفاوت افراد باعتبار
اولیت یا اولویت بلا اتحاد نوعیہ امر آخری واسطی صرف حصول استعداد مطلب مذکور کی سب
خواتم طبقات سبعہ متساوی الاقدام ہین پس اخذ مطلب تشابہ ہماری یعنی مشابہ دنی خاتم
ستہ کو ساتھ خاتم حقیقی کے جو خاتم طبقہ ارض علیا مین صالح لوجیہ مذکور از قبیل ترجیح بلا مرجح ہے
نظر صرف استدلال عقلی کے کیونکہ صرف لحاظ عقل مین تطرا بحیثیہ تیاری سلسلہ مذکور برابر
ہین وہ نتیجہ مذکور ہوا وہ ہی پس جب دیکھا کہ لفظ مذکور صرف قران مجید ہی مین ہی مختص واسطی
خاتم طبقہ ارض علیا کی جو خاتم حقیقی ہے اور اثر مذکور مین کچھ اسکا اثر بھی نہین تو بالضرور معلوم
ہوا کہ بنا بالقب امر شرعی ہی اور وہ موقوف نہی اوپر لسان شرع شریف کی توقیف
مقتصر ہوا اپنی مورد پر اور نہائی حدیث قدسی مروی حضرت عیاض میں ہی لولم اختم بالنبیین
لجعلت ابنا یکون بعدہ نبیا علاوہ برین ہی جو تفسیر ہی آیہ خاتمیہ کی اور مخالف ہی اوسکی
وہ معنی اثر مذکور جو مزعوم مشبتین خواتم ستہ ہی جسکو تفسیر آیہ خاتمیہ سمجھتی ہین اور اوسکی مقابل
ہین توجیہہ سلف کو غلط جانتی ہین اور موجبین کو منکر اثر بحوز کرتی ہین حالانکہ یہ توجیہہ سلف

موافق حدیث قدسی مذکور ہی جسکی راوی خود صاحب اثر ہین کہ یہ مطلب لبعض قسطاس
مین گذرا پس کوئی قید عقلاً بدون لگاؤ شرعی زیادہ علی النص ہے خواہ بطور اضافت
ہو یا بطور حقیقت بہرحال ناجایز ہی شرعاً کیونکہ کمتر از تحریف نہین بلکہ یہ ہوسکتا تہا کہ اگر یہ
لقب خاتمیۃ کلام اللہ شریف مین نہوتا اور حدیث قدسی نہوتی اور اثر ابن عباس رض مین اسکی
ہی صاف مذکور نہوتا جیسا کہ کلام اللہ شریف مین مذکور ہی تو بوجہ تفسیر نبوی کلام اللہ شریف
قابل قبول ہوتا کیونکہ آخر کلام امام المفسرین حضرت ابن عباس رض حجت ہوتی اور منسلک ہوتا
سلک القاب شرعیہ مین اور بوسیلہ اس ہی ذریعہ شرعیہ کے حسب حیثیت مراتب حقیقت و اضافت
خود بخود ہر ایک خاتم کو پہونچ جاتا کیونکہ منشار شرعی پایا جاتا پہر گنجایش اضافت تکمل ہی
پس اب ضرور ہوئی وہ تفسیر اور توجیہ اثر مذکور جو سلف کبار سے ہوئی جس سے توفیق درمیان
آیۃ خاتمیۃ اور اثر مذکور حاصل ہوئی اور اوسکی قبول سے عبارت دافع الوسواس وغیرہ
کی سزاوار کی پس جای غور ہی کہ کون منکر ہی اثر مذکور کا بلکہ ذا عین خاتم کا یہ مطلب ہی کہ ہمارے
معنی کا اور ہماری تفسیر کا انکار نکرنا چاہیے اس سے انکار اثر لازم نہین آتا پس ظاہر ہو گیا
کہ یہ لقب شرعی تمام طبقات ارض و سماوات مین سوای خاتم النبیین کے ہرگز ہرگز حالاً و مآلاً
حقیقۃً و اضافۃً و سماعاً و فرضاً ثابت نہین اور اضافت اور اعتبار جو ایک امر عدمی کے
قبیل سے ہی کہ تابع اعتبار معتبر ہی بدون اذن شرعی ناروا ہی فتامل و یقظ۔

قسطاس بست و چہارم مشتمل بر تحقیق آیۃ حمیدہ وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ
الرسل الایۃ یعنی نہین محمد صلعم مگر رسول تحقیق گذر چکے پہلی اس سے تمام رسول اسلیے کہ لام استغراق
کا ہی الرسل مین باستثنا خاتم النبیین جانا چاہیے کہ اس آیۃ حمیدہ سے واضح ہی کہ سوای
ہمارے خاتم النبیین کے صلعم اور کوئی خاتم نہین اسلیے کہ جس حالت مین بیشتر اون سے سب
رسول گذر چکے اور اونکو حق تعالی نے رسول کر تعبیر فرمایا اور خاتم کر تعبیر نفرمایا تو معلوم
ہوا کہ اگر کوئی اور بہی خاتم کسی قسم کا حقیقی یا اضافی ہوتا تو یون ارشاد ہوتا وما محمد

قسطاس بست و چہارم

الا الخاتم قد خلت من قبلہ الخواتم اور ظاہر ہنا کہ جب خاتم ہی گذر گئی اور باقی نہ رہی تو غیر خاتم تو بطریق اولی گذر جانی چاہئیں تبھی اگر شبہ کیا جاوی کہ بہر بجائی وما محمد الا رسول فرمانا جائی تہا وما محمد الا خاتم قد خلت من قبل الرسل تو جواب اوسکا یہ ہی کہ آیۃ مقام استدلال میں نازل ہی اور گذر جانی اور وفات پانی تمام رسل کے جس سے استدلال کیا اوپر وفات آنحضرت صلعم کی لہذا وصف مشارک کی ساتھہ تعبیر فرمایا یعنی وصف رسالت کی ساتھہ بہر اگر شبہ کیا جاوی کہ آنحضرت صلعم کی بھی خاتمیۃ ثابت ہووے یہ بھی مثل سائر رسل کے صرف رسول ہی ہوں تو جواب دے سکا یہ ہی کہ خاتمیۃ آپ کی آیۃ خاتمیت ہی یعنی ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین سے بجائی خود ثابت ہی پھر شبہ ہوتا ہی کہ خاتمیۃ مانع ہو گذر جانی ہمارے حضرت صلعم کو یعنی آپکی وفات شریف کو تو اوسکا رفع اس طور پر ہی کہ عموم نصوص واردہ دربارہ وفات وممات عام وخاص کے علی الاطلاق خاتمیۃ مزاحم نہیں ہو سکتی وفات شریف کو **قولہ تعالی** کل شی ہالک الا وجہہ - کل من علیہا فان ویبقی وجہہ ربک ذو الجلال والاکرام - وما جعلنا لبشر من قبلک الخلد افان مت فہم الخالدون - کل نفس ذائقۃ الموت - ونبلوکم بالشر والخیر فتنۃ والینا ترجعون - مگر یہاں سوق الکلام بالنظر بہ ہی مطلب ہنا کہ اگر وفات ہوئی تو کیا تعجب ہے جتنی رسول ہی سب گذر چکی اور اونکی شریعتیں منسوخ ہو چکیں مگر شریعت اس رسول مقبول خاتم النبیین کے تو صلعم تا قیام قیامت قائم رہی گی اگرچہ وہ وفات پا گئی اب بعد اس رسول خاتم النبیین کے صلعم کے کوئی رسول صاحب شریعت جاوے نیا رسول ہو یا قدیم ہو نہیں آنی والا یہ ہی رسول خاتم النبیین ہر طرح خیر خاتم ہی اور اوسکی وجود باجود سی یہ ہی مطلوب تہا افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم - پس اگر وفات پاوی اور پرورش کی باشہید ہو جاوی کہ جہاد پیشہ ہی تو پھر جاوگی تم اپنی ایڈیوں کے بل پر پھر اگر شبہ کیا جاوی پھر کہا کہ عموم نصوص واردہ فی ذالباب کا لحاظ تہا تو نزول اس آیۃ وما محمد الا رسول الآیۃ کا کیا ضرور تہا تو رفع اسکا یہ ہی کہ واسطی فی

کرنی حالت واراہ نسبت صحابہ کرام کی بسبب شدت محبیہ محبت کی ساتھہ رسول مقبول کے
صلعم تقاضا نہای بشری تسلیہ نزول اسکا ہوا جسوقت کہ احد مین شیطان نی آوازہ شہادت
آنحضرت صلعم غلط کردیا تہا اور صحابہ کو کمال انتشار ہوا پس واضح ہوکہ کوئی رسول ہمعصر
یا بعد عصر یا بعنبار زمان حیات اور وفات کی ہر حیثیت الشریعت المنصوبہ الماموره الجاریہ
القدیمہ والجدیدہ باقی نہین رہا جبکہ خاتم ہونا درکنار کہ امر لاحق ہی اس تقریر سی دفع
دخل ہوگیا بطور جواب وسوال مقدر کی نزول حضرت عیسی علیہ السلام کا بعد آنحضرت
صلعم کے علی ہذا القیاس وجود حضرت الیاس اسلئی کہ یہ سب منجملہ رسل خالیہ سی یعنی
گذشتہ سی ہین اور خلو عام ہی اس سے کہ حقیقی ہو مانند موت حقیقی سوا اونکی یا موت حکمی
کی مانند رفع الی السماء نسبت حضرت عیسی علیہ السلام اور غیبوبہ بقطری نسبت حضرت الیاس
علیہ السلام لہذا لفظ وخلت اس آیہ مین نازل ہوا بخلاف للفظ اتا اولوفی وغیرہ فافہم اور
صرف اس ہی موت حکمی پر جو یہان واسطی ایک غرض خاص مذکور کی ظہور مین آیا یعنی نسخ شرایع
سابقہ کی اکتفا نہ کیا جاویگا نسبت حضرت عیسی اور حضرت الیاس کے علیہم السلام بلکہ موت
حقیقی قطعا نسبت اونکی امر ایوالی ہے کہ ہر آفریدہ کی ملکوگیر اور دست نگر یہان ہی امر ناگزیری
اور جانا چاہئی کہ یہ سب اقسام خلو مذکور خالی نہ ہو عزل ونسخ شریعت اونکی سی اور اتباع
شریعت حضرت خاتم النبیین سے صلعم کیونکہ یہان ہی مطلب ہی خلو مذکور سی اور خلا بصیغہ
ماضی موکد بلفظ قد ساتھہ ظرف قبلیہ کی زیادہ تر دلالت رکہتا ہی اور بقطع واہمہ وجود کسی
نبی کے بطرز مذکور اور جب کہ وفات شریف ہوئی اور صحابہ کرام غلبہ محبت مین بیجواس
ہوہی رہا تک اس بیحواسی مین خطرات دلی زبان پر بعض صحابہ کی آنی لگی حتی کہ اوس
ہی حالت مین حضرت عثمان رضی حضرت عمر رضہ کو السلام علیک کا جواب ندیا نوبت
بنکایت حضرت صدیق اکبر پہونچی عذر لاعلمی ولی شعوری جانب سی اونکی پیش ہوا الحاصل
حضرت ابوبکر صدیق رضی ممبر پر خطبہ پڑہا اوسمین یہ آیہ تلاوت کی وما محمد الا رسول الایہ

تب لوگون کی آنکھ کھلین اور وہ حالت فرو ہوئی سبحان اللہ کیا رتبہ صدیقیت ہی کہ تمامہ صحابہ
موجود تھی یہہ استقلال اور یہ فہم اگرچہ صاف وصریح مطلب دین ہتا خیال مین نہین لیکن کہ لوگون کو
مذکور مستور و مخمور ہو گیا تہا لہذا اعظم نفع اسلام پر نظر رکہنی چاہیئی دہارہ فضیلت حضرت ابوبکرؓ
اور ترتیب خلافت وغیرہ مین جو عقیدہ اہل سنت وجماعت ہی فافہم اور تحقیق اس آیتہ وما محمد
الا رسول الآیتہ اور نیز آیتہ وما المسیح ابن مریم الا رسول الآیتہ بخوبی گذری قسطاس سیزدہم مین جس سے
رفع شبہہ آیتہ مسیحیہ کا ہو گیا **قسطاس بست پنجم** متعلق بہ عبارت دافع الوسواس واقع صفحہ
چہارم حکم وجود انبیاء کا طبقات تحتانیہ مین بشہادت اثر مذکور کی بطور قطع ویقین کی نہین کیا
جاتا یہانتک کہ منکر اوسکا کافر ہو جاوی بلکہ بطور ظن کے ہی اور سکو ایمان اجمالی جمیع انبیاء کے
ساتہہ ضرور ہی تفصیل انبیاء مین ضرور نہین اس باب مین ظن کافی ہی قسطاس جائی غور ہے
کہ اس مرسی تع عبارت دافع الوسواس ومن جملہ ومن تبعہ بی خود اطمینان کامل کر دی کہ وجود
انبیاء طبقات تحتانیہ قطعی اور یقینی نہین تاکہ منکر اوسکا کافر ہو بلکہ ظنی ہی کہ اوسکا منکر کافر
نہین اور نیز معلوم ہوا کہ وجود اونکی خاتمیتہ کا تو کہان کہ جسکا اثر مذکور مین اثر بہی نہین اور اگر
ہوتا بہی تو ایسا ہی ظنی الثبوت ہوتا۔ ان الظن لا یغنی من الحق شیئا۔ پس باوجود اسکی پہر
اس مسئلہ مین غلو و افراط مجتہدی مانند قطعی کے اور حالانکہ منکر نفس طبقات کو بہی ہم مقصر ہی اونکا
یعنی انبیاء مذکور کا کافر نہین کہا جیسا کہ اوس ہی صفحہ چہارم دافع الوسواس مین یہ عبارت موجود
ہی کہ منکر نفس طبقات بہی کافر نہین مگر بڑا تعجب تو یہ ہی کہ اس ساری وجود انبیاء طبقات تحتانیہ
کو بعد بیکار کر دینی اثر مذکور کی اثر کو بوجہہ عدم کفایتہ اثر مذکور کی قطعیتہ کو اور ضروریتہ کو اور
قائم مقام کر دینی ظن کی بوجہہ کفایت ظن کی اس محل مین حالانکہ اصل بنا بحث مذکور ہی ہی اور
بہیسا کفایتہ ظن بجائی خود مستقل ہے کچہہ موقوف نہین اوپر بحث اثر کی اور بالفرض جو کچہہ ہائیتہ
کا بحث ظن مذکور ہی وہ بہی واضح ہو جاویگی وہ بحث عام ہی کچہہ خصوصیتہ خواتم سے نہین رکہتی
حالانکہ گذرا دلیل عام اوپر دعوی خاص کے بعید ہی تحت قاعدہ ایمان اجمالی جو ضرور

ہی داخل کیا قطع نظر اس سے حالانکہ ایمان متعلق بجو اتم ستہ مفروضہ ایمان مفصل معین یا جاتا ہی
جیسا کہ یہہ اثر لعین بالاسحار کرتی ہی فیہ آدم کا وکلم الخ اسلئے کہ اثر مذکور مین ایمان بالاجمال
نہین بلکہ یہہ از قبیل ایمان بالتفصیلی والتعینی سمجھا جاتا ہی نہ اجمالی کیونکہ ایمان اجمالی وہ ہی کہ
مؤمن بہ کا علم سربستہ ہو شامل جمیع افراد کو جیسا کہ مجموعًا مجملًا اس کریمہ مین ہر دو صنف مذکور
ہین قولہ ومنہم من قصصنا علیک ومنہم من لم نقصص علیک پس یہ خواتم ستہ منجملہ انبیاء
مقصوص علیک متعین الاسماء متعین الذکر بالاستقلال سے ہوئی چاہئین مانند حضرت آدم
وحضرت نوح وحضرت ابراہیم وغیرہ علیہم السلام طبقہ ارض علیا کی جو ممتاز ہین کہ جنکی اوپر
ایمان بالتفصیلی ہی بجای خود مستقل ہے نہ مانند اون انبیاء علیہم السلام کی کہ جنکا کچھہ ذکر
قرآن وحدیث مین نہین سوای اس قسم کی الفاظ کی مانند حتی نوحی الیک مثل ما اوحی الی رسل الله
مجموعًا مجملًا مطابق مضمون آمنت بالله ورسلہ کی مجموعًا مجملًا ذیل وجیل مین زمرہ جمیع انبیاء
کی بلا تفصیل او جانا چاہئی کہ ایمان اجمالی عبارت ہی ایمان بالتفصیل سی نسبت جمیع انبیاء
قطعی الثبوت کی نہ ظنی الثبوت کی تاکہ غیر نبی کو شامل نہو اور وہ غیر نبی داخل نہو اور
کوئی رہ نہ جاوی حالانکہ یہ خواتم ستہ غیر قطعی الثبوت ہین نزد زاعمین ہی بلکہ ظنی الثبوت ہین
چنانچہ عنقریب گذرا اور یہ کفایت ظن ایمان اجمالی ہین نزد یک زاعمین جو بدرجہ یقین معتبر
ہی تو نسبت فرد ظنی الثبوت کی متصور نہین ورنہ یہہ ایمان اجمالی غیر نبی کو نبی کر سکتا ہی
اسلئے کہ اعتبار ایمان اجمالی محض واسطے رفع ایسی اشتباہ کی ہی کہ تفصیل مین خصوص تعداد تفصیلی
مین نام بنام لقب بلقب مانند خواتم ستہ کی ہو سکتا ہی کہ شاید غیر نبی نبی ہو جاوی یا عکس اسکا
لہذا کتب عقاید مین عدم تعداد انبیاء دربارہ ایمان کی اولی اور احوط کیا بلکہ اوجب اور اکد
سمجھی گئے پس خواتم ستہ اگر انبیاء قطعیہ کی زمرہ مین داخل ہین تو ایمان اجمالی مین داخل ہین
والا فلا ثابت ہوا کہ منشار اسکا افراد قطعیہ ہین نہ ظنیہ فافہم اور جانا چاہئی کہ مراد منہم من
قصصنا علیک سی عام ہی اس سی کہ انبیاء مقصوص الاسم یا مقصوص اللقب ہون یا مذکور

رقمشہ والبیان بالطویل او البیان بالقصیر ہو اور حالانکہ ثبوت اس ایمان اجمالی کا نص قرآنی یعنی
قطعی الثبوت سی اور احادیث متواترات المعنی سی اور نیز مشاہیر سی بطور مزید موئیدات ایسا
ہی ہے کہ جیسا ایمان تفصیلی نسبت انبیاء مقصوص - قطعی الثبوت یقینی سی جو ثابت ہی
نص قرآنی وغیرہ سی اور اس اثر مذکور کا اسمین کچھہ اثر نہین اور نہ کچھہ دخل کیونکہ شہادت اس
اثر مذکور کی بطور راجح قطع اور یقین مسلم طرفین ہی بس موجب اس تحقیق کے معلوم ہوا کہ انبیاء
معلوم التسمیہ والانقاب معدود و باقی العلوم کہ جنکو خواتم سنہ کر تعبیر کیا جاتا ہی متعلق بایمان
تفصیلی ہونی چاہئین نہ اجمالی موافق زعم زاعمین اسواسطی کہ زمرہ مقصوص علیک سی ہین بس
استدلال صحیح نہین تقریب تام نہین دعوی پر غلط رہا اور نیز خوب روشن ہو گیا کہ واسطی
ایمان اجمالی کے ہرگز دلیل ظنی کافی نہین اور جو ایسی دلیل اور غیر قطعی الثبوت ہین اگرچہ زمرہ
مقصوص علیک سی ہون نہ کہ سابقہ وصف نبوت کی مانند حکمت اور احسان وغیرہ کی

قولہ تعم ولقد اتینا لقمان الحکمۃ الایۃ - و مریم ابنۃ عمران الخ حضرت فرجہا - و ضرب لکم
مثلا من الذین امنوا امرۃ فرعون الایۃ - ولیکونن من ذی القرنین الایۃ الخ اذکی حق مین
واسطی ثبوت نبوت ظنی کے جو منشا واختلاف کا ہی کہ وہ مفید نہین سو اپنی ظن کے کوئی
دلیل ظنی کافی ہو سکتی ہی مگر صحیح یہ ہی کہ ہرگاہ اقوال مشہورہ معتبرہ راجحہ رزینہ عدم ثبوت
انکی نبوت مین قرار پا چکی وہ سی مذہب قرار پا گیا گو نفس وجود اونکا سابقہ اور صاف
دانہ ولایت اور کرامت کی بحیثیت کذائی نص قرآنی مین بدون لحاظ وصف نبوت کی
پایا گیا اسکا انکار کنندہ صریح ہی کہ یہہ امر قطعی الثبوت ہی بس حال خواتم سنہ تو ایسا بھی نہین
اور بالفرض اگر ایسا ہی تو ہو المراد کہ بموجب قول صحیح غیر نبی ہوئی مگر ولی کامل ہادی جیسا کہ
سلف صالح کا قول ہی بشرط الطیہ یعنی بشرط وجود مکلفین طبقات سابقہ مگر باوجود یکہ عبارت
دافع الوسواس وغیرہ منتبین بخواتم سنہ خود اعتراف عدم قطعیہ ثبوت نبوۃ اونکی کا کرتی ہے
و بحکم دیتی ہی کہ نہ منکر اونکا کافر سی نہ بتکفیر بھی عقیدہ کی نہ اسپر اجماع منعقد ہی ثبوت

نصوص قرآنی سے نہ روایات احاد متواترات سے اور نہ دلیل ظنی کو جو خبر آحاد سے بطور مذکور
کافی سمجھتی ہے بلکہ صرف ظن کو اس باب میں کافی سمجھتی ہے جانکہ مذکور ہو چکا اور جو کچھ اوسکی حالت
ہتی دیکھی پھر اس پر بھی شاکر و صابر نہیں بلکہ دلیل اثبات نبوۃ کی ساتھ قطعیت کی بلا دلیل
ہوتی ہی سلئی کہ دلیل ہی اثبات نبوۃ بالاجمال کے جو منصوص قرآنی از قبیل امور مقطوع ہیں ہی
دربارہ اون انبیاء کی جو واقعی النبوت ہیں جیسا کہ ہمنی عنقریب تحقیق عقیدہ اسلام کی کی ہے
پس کمال جرات ہی یا کمال غفلت ع مثنوی مولانا روم ع دیدہ اسی کی کرہ خرد بہ جانا چاہیے
کیا بلکہ یوچھا چاہئی کہ ہرگاہ اعتبار ایمان اجمالی مذکور میں بشرط صالحیۃ افراد واسطی کفایۃ
قطعیۃ کی معلوم ہوئی تو پھر دخل افراد غیر صالحہ للقطعیۃ یعنی خواتم شہ مفروضہ مرتبہ ایمان اجمالی
میں محال ہوا اور نیز مستلزم ہوا دو حکم متغایرین کو یعنی من حیث الاجمال قطعی الثبوت کو اور
من حیث الانفراد غیر قطعی الثبوت کو باوصف اعتبار شرط صالحیۃ مذکورہ اور پھر وہ مفقود مثلاً
ترکیب رسن باجنبہ میں جو اجزاء صالحہ غیر متناوفہ سی ہی بسبب امتزاج کی فوت قید کرنے
اسپ و پیل کے یقینی ہی بخلاف کسی ایک جزء کی بالانفراد یا چند جزء کی بالاجتماع جو کمتر از نصاب
ترکیب و امتزاج ہوں یا بالاجتماع بالاجزاء المتناوفۃ بالتناوف لذلک پس ظاہر ہوا کہ ہمنہ تا یلفی
کا اثر ہی مشروط ہی واسطی القاع حکم مطلوب کی ساتھ صالحیۃ مذکورہ کی واسطی ہمہ اجزاء مذکورہ
کی منتہا وی اقدام پس منہا اس دعوی کا بطور قیاس شبہی کے یعنی معقول بر یک محسوس کے
ظاہر ہو گیا مثلاً اجزاء کسی نسخہ مرکبہ کی نا وقتیکہ صالحیۃ توالف و توانس ہمدگری سی محروم
ہونگی کیفیۃ مزاج مطلوب ہرگز حاصل نہوگی اور نسخہ مفید نہوگا قطعاً بلکہ اگر ستم قاتل ہی
ہو جاوی تو کیا بعید ہی پس بدون وجود کسی منشاء قطعی الثبوت اور صالحیۃ کی کسطرح حیرقوت
درجہ قطعیۃ یا لحن فیہ میں بصورت اجمال مذکور حاصل ہو سکتی ہی ہاں البتہ ایمان اجمالی ضرور ہے
یدین بعنوان کہ جو افراد انبیاء علیہم السلام متحقق النبوۃ ہیں علم الٰہی جلشانہ میں ہمارا اونکی ساتھ
ایمان قطعی ہے موافق مضمون آمنت باللہ و رسلہ کی کہ قطعی الوجود اور قطعی النبوۃ ہیں

برابر ہی کہ انبیاء سعدہ واد مقصوص علیک کی قبیل ہی ہون بروقت ظہور علم الہی جلشانہ
کی بذریعہ وحی کے کہ نبوۃ اونکی بالتفصیل ہے ساتھہ ذکر طویل کے یا ذکر قصیر کے اولی امر مذکور
ہے ہی کہ مقصوص بالاسم ہون یا باللقب یا بالحکایات واقصص بالفتح القاف اور بکسرہا کہ
اسپر ایمان فرادی فرادی بھی قطعی ہی اگرچہ ذیل اجمال ہین اونکی ساتھہ ایمان قطعی حاصل
ہی یا اس قبیل مذکور سی ہون یعنی غیر مقصوص علیک ہون موافق اس کے کہ فمنہم من
قصصنا علیک ومنہم من لم نقصص علیک پس پس بالوحظ اجمالا کا ملائکہ والکتب والرسل
کی الایمان بہ اجمالا وبالوحظ تفصیلا کجبریل وموسی والانجیل اشترط الایمان بہ تفصیلا
فمن لم یصدق بمعین من ذالک فہو کافر فالنبی لیس بکاف فی الایمان ۱۲ من کشاف فی
اصطلاحات الفنون للجد ی قاضی محمد اعلی المحقق التہانوی قدس سرہ نقلا من العینی شرح البخاری
والفتح المبین شرح الاربعین وشرح المواقف ۱۲ اور جانا جاہئی جو افراد غیر مقصوص
علیک ہین اگرچہ غیر مقصوص علیک ہین لیکن بموجب اس آیۃ شریفہ مذکورہ کی اسقدر تو
معلوم ہی بمقابلہ مقصوص علیک کی کہ وہ متحقق النبوۃ ہین گو سکو تفصیل وتعیین مذکور
اونکی معلوم نہین یہی فی الجملہ شبیہ بتفصص وتمیز ہین یہ بہ اعلام الہی ساتھہ تحقیق نبوۃ کے
جیسا کہ مفاد فقرہ کریمہ ومنہم من لم نقصص علیک ہی اور اعلام عام ہی کہ بالتفصیل ہو یا
بالاجمال کہ ظاہر ہی پس امر فاصل درمیان من لم نقصص علیک کی اور درمیان من نقوم
اور مظنون کی اعلام الہی ہے حلبسانہ پس معلوم ہوا کہ اجمال اس باب ایمان مین یعنی
رکھنا اسکی عدل النظر ہوا اس تقابل مذکور سی بھی یعنی بلالحاظ مقصوص علیک اور غیر مقصوص
علیک کی مضمون سی گول اسقدر امر کی طرف لحاظ ہو کہ افراد متحقق النبوۃ خواہ مقصوص
علیک ہون یا ہمون اونکی ساتھہ ہمارا ایمان قطعی ہی پس خوف اتہم سے اس قبیل سے ہرگز نہین
اور نہ اوس قبیل شبیہ مذکور سی کیونکہ تحقق نبوت تو اونکا خود مظنون ہی نزدیک
مشتبہین اونکی کی بھی جیسا کہ عنقریب گذرا اور اوسناطیس مین بھی مذکور ہوا اور

عنوان بیان مثبتین مذکورین حاکی ہے مقصود اس علیک ہونی انکی ہے کہ نام بنام اثر
مذکورین مذکور ہی کہ جواز قبیل تفصیل ہے نہ از قبیل اجمال لیس دعوی اجمال ہی غلط
کیا اور قولہ ان الظن لا یغنی من الحق شیئا۔ ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا علاوہ
برین ہے اور یہ خواتم ستہ ماتند حضرت خضر اور ذوالقرنین بھی تو نہیں اگرچہ یہ دونوں
بھی مقطوع النبوۃ نہیں مگر وجود اونکا ساتھ خصوصیت کرامت کی بالاتر مرتبہ عالم مثیل
سے تو قطعی الثبوت تو ہی کہ سورہ کہف میں ہے۔ فوجدا عبدا من عبادنا استنباہ من لدنا
علما۔ حق خضر میں۔ اور یسئلونک عن ذی القرنین الایۃ یہ مقام مدح میں ہے اور ایسا مدح
الہی اولیاء اور صاحب کرامات سوتا ہی بخلاف خواتم ستہ کی کہ افراد مقدرہ محققہ
اور مظنونہ میں سی ہیں یہ مطلب ہی عقیدہ اسلاف کا ایمان بالانبیاء والرسل بالاجمال
ضروری ساتھ افراد متحقق النبوۃ متیقن النبوۃ کی نہ کہ ساتھ افراد مظنونہ محققہ
مقدرہ مفروضہ مزعومہ کی ماتند خواتم ستہ یا مشکوک النبوۃ مرجوح النبوۃ کی مانند
خضر و ذوالقرنین جو غیر راجح ہیں مثلاً قول حر عاقل مکلف کا کل من کان عبدی فہو
حر واقع ہوگا اور یہ اوسکی جو اوسکا غلام خالص ہوگا نہ کسی حر پر بلکہ نہ اوسکی کسی ناقص
الرق پر نہ غیر کی غلام پر پس معلوم ہوا کہ یہ عقیدہ متعلق ہے بانبیاء اور رسل حقہ متحققہ
نہ مظنونہ محققہ مفروضہ اور نہ مرجوحہ مآلہ سبادیل صحیحہ راجحہ زینہ کہ مراد اوسی ہادی
غیر نبی ہیں۔ قتل الخراصون الذین ہم فی غمرۃ ساہون فافہم کنہ المقام والمرام پس
خوب ہوگیا قول عبارت دافع الوساوس کا جو صفحہ چہارم میں مذکور ہی کہ اگر دلایل ظنیہ
مطلقاً مفید بابہ نبوۃ میں ہوتی علماء مقررین کیوں اپنی ادعا پر دلایل ظنیہ پیش
کرتی فقط اسوا سکی کہ مذہب جمہور انکی ثبوت پر ہی نہ لقمان اور ذوالقرنین اور خضر
غیرہ کی پیمبر گرتی ہیں بلکہ صحیح یہی ہے کہ یہ غیر انبیاء ہیں کیونکہ ظن کافی نہیں ہے
ان الظن لا یغنی من الحق شیئا۔ ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا۔ پس واضح ہوگیا

کہ ظن باب اجمال ایمان بالانبیا رہین کافی ہے نہ باب تفصیل ایمان بالانبیا رہین کافی
ہی بلکہ یقین ہے کافی ہے بشرطیکہ مذکور کہ جسکا منکر کافر ہوجاوے اور نسبت ایمان
لانی کی اوسپر تکلیف شرعی ہو اور بوقت اطلاق لفظ انبیا رواقع ہوگا اونہین افراد
محققہ پر نہ افراد منظونہ مخمنہ مخصصہ پر خواہ ہمکو معلوم ہون یا نہ ہون بطریق اسباب علم کی
جو شارع کی طرف سی مقرر ہوئی مانند نصوص قرآنی اور احادیث متواترہ بالاتفاق
ورنہ علی القول احادیث مشاہیر تو ہون جو سرحد یقین کو پہونچی ہین اور وصمہ کذب سی دور
ہوگئی ہین اور گو نہ احتمال کی گنجایش رکھتی ہین کہ جس سے عین یقین کو نہین پہونچی ہین ورنہ
پھر تو متواتر ہی ہوجائین گی جیسا کہ اصول مین مقرر ہی خصوص بحسب سنۃ تلویح مین ہے
نہ احاد کافی ہین ایسی باب مین اگرچہ باب تفاصیل حشر یہ مین علمارنی احاد کو قبول کیا
ہی یہ بھی کتب اصول مین موجود ہی خصوص تلویح وغیرہ مین یہ امر آخری مگر ما نحن فیہ
مین اگر احاد فائدہ بخش بھی ہونگی تو سوای ظن کی ہونگی پس یہ فائدہ کیا فائدہ ہوا
پس بیفائدہ ہوگئی عبارت مذکور دافع الوسواس کی واللہ اعلم ۔ ظاہر احاصل عبارت مذکور
دافع الوسواس یہ ہی کہ ہم نسبت ایمان اجمالی کی ساتھہ جمیع انبیا رکی تو مکلف ہین اسلئی
کہ مفاد لفظ ضرور سوای تکلیف اور کچھہ نہین اور تکلیف بدون دلیل قطعی غیر متصور تو معلوم
ہوا کہ یقین ضرور ہی بخلاف نسبت ایمان تفصیلی کے ساتھہ اونکی یعنی جمیع انبیا رکی مکلف
نہین کیونکہ اوسمین یقین ضرور نہین تو دلیل قطعی بھی نہین پس مکلف بھی نہین پس یہ
حاصل اوسکا کہ اس باب مین ظن کافی ہی مسائل اور مخالف ہی کیونکہ مراد کفایۃ ظن سے
یہ ہی کہ جو فائدہ یقین سے متصور ہوتا وہ اس ظن سے متصور ہو یعنی ظن قائم مقام
یقین کے تو بمنزلہ دلیل قطعی ہی تو اوسمین یقین ضرور ہوا پس معلوم ہوا کہ ایمان اجمالی
اور ایمان تفصیلی ہر دو لونمین یقین ضرور ہی اور قطعیہ ضرور ہی پس منکر ہر دو موسم
بہ کا یعنی انبیا رمجملین کا اور انبیا رمفصلین کا کافر قطعی ہے پس جو دو انبیا رطبقا تحانہ

کا مجملاً اور نیز مفصلاً قطعی الثبوت ہوا اور انکار انکا کفر ہوا پس صریح تخالف ظاہر ہوا
اور اثر مذکور کا کہ منکر انکا کافر نہین اور کوئی مکلف بالاعتقاد نہین زائل ہوگیا
اور شہادت اوسکی منعکس ہوگئی واہ کیا خوب تحقیق ہے کہ نکمس دلیل ہی اور کہان
تک تفتیش عبارت مذکور اور من بعد وتبعہ کیجاوی فقط اور دہوکا نہوکہ کبھی اطلاق ظن
اور یقین کے بھی ہوتا ہی جیسا کہ قولہ تعالیٰ یظنون انہم ملاقوا ربہم اور وارد بعض احادیث
شریفہ فما ظنک بالبدر اور قول حضرت عمرؓ کا ہذا الظن بک واسطی سنگ کی در باب سنگ کا بتہ
مرد مان کوفہ ما حسبں بصلی اور جواب انکا کہ مین موافق سنت کی نماز پڑہتا ہون واقع
سنن ابی داؤد و بخاری شریف سو وہ مواضع اور ہین واسطی کسی نکتہ کی مستعمل ہوتا ہی اور
حکم اوسکا قطعی الثبوت ہوتا ہی جو امر فارق ہی درمیان ہر دو ظن کی پس استعمال لفظ
ظن بجائی یقین اس آیۃ میمونہ مین مع واسطی استعمال سورہ خاتمہ کی ہی نعوذ باللہ منہ کیونکہ ملاقات
معتبر ہی ساتھہ حسن خاتمہ کی اور واسطی غلبہ خوف کی بجائی یقین ظن مستعمل ہوا علی ہذا القیاس اور اور
بھی توجیہات وجیہہ ہین پس معلوم ہوا کہ وہان یعنی ایۃ ملاقوا ربہم مین ظن کافی ہی قطعیہ کو والا
وہ مومنین ہون یعنی در باب ایمان بالانبیا ظن کافی نہین یقین سے نہ اجمالاً نہ تفصیلاً
کیونکہ یہان کوئی نکتہ نہین جانند نکتہ مذکور کی اور اگر کفایۃ ظن بامعنی نہین کہ مفید یقین ہو بلکہ
کفایۃ اوسکی بطور نفس معنی ظنیہ خالصہ ہی تو کچھہ مفید نہین چنانچہ خود اعتراف زاعمین ہے کہ منکر انکا
کافر نہین اور ظاہر یہی مراد انکی ہی پس اس صورت مین تو یہی حکم سرایۃ کرتا ہی طرف جمیع انبیاء
علیہم السلام کے حتی کہ طرف حضرت خاتم النبیین خاتم تحقیقی کی بھی صاحب نظر تسویہ مین سارے افراد
انبیاء علیہم السلام نفس نبوت مین یعنی منکر نبوت جمیع انبیاء علیہم السلام کا کافر ہو کیونکہ ثبوت نبوت
جمیع انبیاء بطور ظن خالص قرار دی گئی اور عزل نظر کر چکی ہی عبارت دافع الوسواس اس دلیل
اثر مذکور سے اور رجم گئی ہی اوپر دلیل مذکور کی یعنی اس دلیل پر کہ بحکم ایمان اجمالی جمیع انبیاء
کی ساتھہ ضرور ہی تفصیل انبیاء مین یقین ضرور نہین اس باب مین ظن کافی ہی فقط

اور تحقیق اس فقرہ عبارت اوضح اوسواس کی کہ تفصیل انبیاء مین یقین ضرور نہین معتبر اس ہی
قسطاس مین گذر چکی واللہ اعلم قسطاس لیست ششم مین کہتا ہون کہ بظاہر یہ قول
امام نووی کہ لیس من الجن رسول کے مخالف ہی آیہ شریفہ یامعشر الجن والانس
الم یاتکم رسل منکم یقصون علیکم ایاتی الایۃ کی پس توجیہ اسکی یہ ہی کہ جب ضمیر مخاطب مجرد لفظ
منکم مین طرف مجموع معشر الجن والانس کے راجع ہی بلا تفصیل وتفریق ہر دو جماعت کی مجموعا باعتبار
نفس مکلفین کے تو کفایت ہی تائی رسل کے کسی جماعت سی ہو واسطہ تصحیح وتصدیق مطلب
آیہ شریفہ کی یعنی عدم ضرورت رسل جن کے چنانچہ ایسا ہی واقع ہوا کہ ہنوا کوئی رسول حقیقی جن
سی جیسا کہ مذہب جمہور ہی اندہ یخرج منہما اللؤلؤ والمرجان حالانکہ خروج مروارید ومرجان
ہی دریای شور سی شیرین ہی اور وجہ ترجیح وجود رسل انس کے اور وجود رسل جن کے عنقریب
آتی ہے اور فایدہ قید رسول حقیقی کا بھی ہے واسطہ اخراج رسول غیر حقیقی کے اس جملہ استفہامیہ
صورۃً منفی ہی یعنی الم یاتکم رسل منکم مین سے نسبت معشر جن کے جو کہ مراد ہی ہادی اور مقتدار
سی گروہ جن سے اور بصورت دیگر یعنی وجود رسول حقیقی گروہ جن سی تو وہ محمول ہے اوپر
زمان قبل از بعثت ہمارے رسول مقبول حضرت خاتم النبیین صلعم کی جیسا کہ قول بعض متقدمین
ہی مانند ابن حزم کی پس توجیہ صحیح نہین بسلئے کہ کچھ تخصیص رسل جن نہین بلکہ رسل انس بھی بعد
بعثۃ مذکورہ ختم ہو چکی پس قول جماہیر مین توجیہ مذکور جو بینی کی ہے جو واقعی ہے مرجح ہوگی
کمر بھی مین کہتا ہون کہ ظاہر آیہ موصوفہ بہ ہی ہی کہ جیسی رسل انس کی نسبت بعثت محمدیہ
منقطع ہوئی ہی نسبت رسل جن کی بھی منقطع ہوئی پس وجود رسل جن ظاہر ہوا لیکن وجود ہر دو کا جو ہوا ہے تو ان مین
خلف کو وہ ہی اول ہے بلکہ واجب ولازم ہی جو منظر حقیق مطابق آیہ شریفہ ہے
اور روایات معتبرہ صحیحہ ہی تا کہ مخالف نہو مفاد عموم نصوص آیات قرآنی اور اخبار
صحیحہ کو مانند قولہ تعالی ولقد کرمنا بنی آدم وحملناہم فی البر والبحر الایہ وغیرہا اور اکثر جا آیات
قرآنی مین واسطہ بنی آدم کی تقرر ہی ندارین جانب سی حضرت حقتعالی شانہ کے

مثل یا بنی آدم قد انزلنا علیکم لباسا یواری سوءاتکم وریشا اور یا ایہا الناس انا خلقناکم من ذکر وانثی اور یا ایہا الناس اتقوا ربکم ان زلزلۃ الساعۃ شیء عظیم اور نیز صراحۃ مانند یا نساء النبی لستن کاحد من النساء ان اتقیتن فلا تخضعن بالقول الآیۃ حالانکہ بعض جابین مانند اس قول حقتعالی کے ندا از ہی بنی آدم کی عورتون کو کیونکہ سب ازواج مطہرات انسان تہین کوئی ہی جن نہ تہین اور سورہ احقاف مین مذکور ہی اذ صرفنا الیک نفرا من الجن یستمعون القرآن فلما حضروہ قالوا انصتوا فلما قضی ولوا الی قومہم منذرین تا آیۃ ومن لم یجب داعی اللہ فلیس بمعجز فی الارض الآیۃ اس سے صاف وصریح ہویدا ہی رسول ہونا جن کا اور نیز علی ہذا القیاس حاضر ہونا جنات کا خدمت مین حضرت رسالت پناہ صلعم کے مکہ معظمہ مین متصل محصب کی متصل معلاۃ کی جو خط العام مشہور ہی حجۃ المعلی معتبر ہ اہل مکہ کا جو روایت ہی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سی کہ آنحضرت صلعم نی ایک دایرہ خطی زمین پر کھینچ کر فرمایا کہ ابن مسعود اسکی باہر ہونا وہ کہتے ہین کہ بڑی ہی بڑی جوان طویل القامت اوسکی پاس کو گذرتے ہی اونکو کچھ آسیب ہوجاتا تہا جنانچہ ترمذی شریف مین روایتہ ہی کانہم الزط ایک جبل ہے ایک قوم جنس سے یعنی ایک گروہ ہی اونکو زط کہتے ہین اور ایک روایتہ مین اون ہی عبداللہ بن مسعود ہی رضی اللہ عنہ سی دور سی اونکی آواز سننا تہا خوب سمجہ مین نہین آتی تہی اور بعض روایتہ ہی جو ہونا حضرت عبداللہ ابن مسعود کا مفہوم ہوتا ہی تو وہ محمول ہے اوپر تعدد وقوع لیلۃ الجن کے شاید اوسمین ابن مسعود رضی اللہ عنہ نہون اور حاضر ہونا جنات نصیبین کا موضع نخلہ

مین مابین طایف اور بلہ حسب کے جسوقت کہ آنحضرت صلعم نماز صبح گذارا تی تہی اور جماعت
جنات مذکور اوڑہی جاتی تہی اوترآئی اور وہ ایمان لائی چنانچہ سورہ جن قل اوحی
الی انہ استمع نفر من الجن فقالوا انا سمعنا قرانا عجبا یہدی الی الرشد فامنا بہ الخ شاہد ہی
اس سورہ مین مذکور ہی کہ وہ ایکونون علیہ لبدا کہ جنات مین سی نبی نہین ہوا مگر رسول
ہوی رسول اللہ کی طرف سی اپنی قوم کی طرف یعنی منذر اور ہادی ہوی غیر نبی کہ صریح
قول اللہ تعالی ہے وتوالی قومہم منذرین نہ لفظ مرسلین اور نہ لفظ نبیین اور لفظ سمعنا کتابا
انزل من بعد موسی پس صاف واضح ہے کہ سامع ایسی کتاب کی ہین جو نازل ہوئی اوپر غیر
اونکے اور صاف مفہوم ہی اونکا یہودی ہونا لفظ من بعد موسی سی اور صاف واضح
ہی اونکا قائل ہونا ساتہہ ملسوخیۃ کتاب مابین یدیہ کی توراۃ وانجیل وغیرہ لفظ مصدقا
لما بین یدیہ ہی اور نیز بی پرواہ ہونا اونکا سب کتابون ملہمین سے من حیث انہا بقیۃ نہ صرف حیث
العقیدہ بالخصوصیہ ساتہہ لفظ یقومنا اجیبوا داعی اللہ کی اور ایمان لانا اونکا ساتہہ دین اسلام کے
اور ہدایت کرنا اونکا اور دنکو ساتہہ ایمان لانے کے اوپر اس کتاب کی اور پہر کر جانا اونکو اپنی
قوم کیطرف منذر اور واعظ مذکر اور ہادی غیر نبی ہوکر اور وعید کا سنانا اون اشخاص کو جو نہ
قبول کرین بعوت رسول کو بموجب اس لفظ کی ومن لم یجب داعی اللہ الایۃ یعنی داعی
حقیقی خود حضرت محمد رسول اللہ صلعم اور مجازی یعنی ہادی اور منذر وہی جن مذکور پس کیا
عجب ہی کہ بصورت وجود مکلفین کے طبقات سافلہ ارض مین بطور ان رسولون جنات
نصیبین کے ہادی غیر نبی ہون خواہ جن ہون خواہ انس ہون اور ہمنام بہی ہون
انبیاء طبقہ ارض علیا کی آدم ونوح وابراہیم وعیسی ومحمد جیسا کہ امام قسطلانی اور زرقانی
اور سیوطی وغیرہ علیہ الرحمۃ نی توجیہہ وجیہہ اور صحیح کی ہے پس یہ قول دافع الوسواس کا جو صفحہ
نوزدہم مین ہے کہ تاویل بلا دلیل معتبر نہین لغو ہوگیا اور قباحت اوس معنی انکی جو فہمیدہ
اونکی اور مین واقعہ کی ہین ظاہر ہوگئی اور خود دافع الوسواس کا صفحہ بیستم مین اقبال ہے

کہ جن کے رسول نہوئی پر جو سلف و خلف قایم ہین مگر رسل رسل ہین مانند تحقیق امام قسطلانی وغیرہ کی جیسا کہ مذکور ہوچکا پس معلوم ہوا کہ اگلی جنات بھی تابع شریعت رسل بنی آدم ہی ہوی اور عکس اسکا کہین قرآن حدیث سی ثابت نہین ہوتا قولہ قبل الرسل من الجن رسل الرسل الیہم لقولہ ولوا الی قومہم منذرین بیضاوی ۱۲ و فی حاشیہ قولہ رسل الرسل المراد بہم بالکم رسل منکم رسل من الجن یرسلہم الرسل من البشر الیہم لینذرہم ویدعوہم الی الایمان فقد اتی الجن رسل لکن لا من النوع من الانبیا پس معلوم ہوا کہ رسل لغوی مراد ہین بمعنی ہادی نہ کہ نبی پس وجہ ابن سی تحقیق مراد ابن عباس رض ہما اور اگر یہہ شبہہ کیا جاوی کہ ممکن ہے ہو جب اس کریمہ کی منہم من قصصنا علیک ومنہم من لم نقصص علیک کوئی نبی جنات مین زمرہ غیر مقصوص علیک ہوا ہو تو مدبیطور دفع ہی کہ آخر کوئی تو مقصوص علیک مین سے ہی ہونا مانند رسل بنی آدم کی یا کول گول اشارہ ہوتا بالاجمال پس شبہہ بالکل وہم ہی کہ مذہب جماہیر علما اسکی برخلاف ہی اور شرف بنی آدم اخبار و آثار مین اور آیات مین اور جنات کی جو کچھہ مذکور ہی وہ مذکور ہی ہے از انجملہ یہ کہ مسکن اولکا ابطن الجنہ یعنی بیشکاہ اور فنا رجنہ ہی کہ وارد احادیث ہی اور وجہہ اسکی یہ ہی کہ مین کہتا ہون بمناسبت خاصہ خداوندی سے جنت میراث مین ہم بنی آدم کو جلا بجا بمناسبت ہی آدم علیہ السلام سی پہونچی - یا آدم اسکن انت وزوجک الجنۃ وکلا منہا رغدا حیث شئتما اور وقلنا اہبطوا بعضکم لبعض عدو ولکم فی الارض مستقر ومتاع الی حین قلنا اہبطوا منہا جمیعا فاما یاتینکم منی ہدی فمن تبع ہدای فلا خوف علیہم ولا ہم یحزنون اور قلنا یا آدم اسکن انت وزوجک الجنۃ وکلا منہا رغدا حیث شئتما اور وقلنا اہبطوا بعضکم لبعض عدو ولکم فی الارض مستقر ومتاع الی حین اور تلک الجنۃ التی اورثتموہا بما کنتم تعملون تلک الجنۃ التی نورث من عبادنا من کان تقیا - ہرگاہ کہ اس آیۃ مین لفظ عبادنا عام ہے شامل ہوسکتا ہی جنات وغیرہ کو بھی مگر بنظر مطلب صریح ان دونون آیتون کے اور اور مانند انکی آیات دیگر ہی خصوصیت میراث ہم بنی آدم ہی متعین المراد ہین جو انمین سے اتقیا ہین پس ان دونون آیتون سی مفہوم ہوا کہ یہ میراث سکونت اور انتفاع نعماء جنۃ ہی مخصوص ہے اولاد اتقیا کی ساتھہ جو شایستہ ہین ساتھہ تقوی اور اعمال صالحہ کی کہ ادلی مبرہنہ اویس تقوی کا نفس ایمان ہے والا محروم الارث ہوگا نعوذ باللہ اور یہ استعداد فطری

بعنایت خداوندی بنصیب آدم اور اولاد اوسکی کی ہوئی بالاصالۃ بخلاف جان اور
اور داد اوسکے فافہم۔ اور جانا چاہئی کہ جن ماخوذ ہی جنات سی بھی پوشیدگی قولہ لعم
لم تمانعین عنہ ابلیس ای کو کہا۔ علی ہذا القیاس جنون اس ہی قبیل سے ہی کہ پوشیدہ کردیتا ہی
عقل کو پس جنات بسبب پوشیدگی کی نظر سے شبیہ بشیطان و زنان مستورات ہین لہذا منصب
نبوت اور رسالت ہی جو مخصوص ہے ساتھہ مردون کے محروم رہی اور بعوض سکونت
جنت حضرت آدم علیہ السلام کی سکونت زمین مین برای چندی بطور جرمانہ لعبد و خطا خود
دار گندم سکونت زمین عنایت ہوئی نظر و لحاظ میراث جنت بطور میراث کی ساتھہ خلافت
کی جسکی صراحت قرآن مجید مین نازل ہوئی۔ انی جاعل فی الارض خلیفہ اور نیز توارث
بھی اسکا ثابت ہوا آیہ سورہ ص سے یا داود انا جعلناک خلیفۃ فی الارض فاحکم
بین الناس بالحق ولا تتبع الہوی الایۃ محتمل تہا کہ شاید خلافت بنی آدم زمین مین محض
سکونت بالکانہ ہو بدون حکومت شاہانہ سلطانانہ اوسکو رفع کیا ساتھہ لفظ فاحکم
بین الناس کے اور خطرہ نگذری کہ صرف حکومت بین الناس ہی جنات پر نہ تہی وہ
مدفوع ہوی کہ حضرت سلیمان اونکی فرزند کی آگی جنات ان کیا کیا کچھہ باتین نہ بہرا۔
وحشر لسلیمان جنودہ من الجن والانس والطیر فہم یوزعون۔ اور نیز حضرت داود علیہ السلام
کے آگی پہاڑون کا اور لوہی کا اور جانوران پرندہ کا کیا حال تہا تالعد ارتہی اور لوہا
مانند موم اونکی ہاتہہ مین نرم تہا۔ یا جبال اوبی معہ والطیر والنا لہ الحدید ان اعمل سابغات
وقدر فی السرد واعملوا صالحا انی بما تعملون بصیر۔ اور جانا چاہئی کہ علم لازمہ ہی خلافت کا
وہ بنصیب آدم علیہ السلام اور بنی آدم ہی ہوا جنات کی تو کیا اصل تہی یہان ملائکہ بہی
تہکا رہی اور سرو از نکر سکے پر کہنچ سکے بلکہ پر فیض علم آدم الاسماء کلہا الایۃ۔ وقال یا ایہا الناس
علمنا منطق الطیر و اوتینا من کل شئی اور فہم جو لازمہ سلطنت و حکومت اور علم ہے۔
فہمنا سلیمان خصوص عمگی خلافت یہ ہی کہ محتاج ترجمان بہی نہو جو اللہ تعالی نے حضرت

سلیمان ؑ کو عطا فرمائی صد سو جانا چاہیئے ہمارے حضرت رسول اللہ خاتم النبیین صلعم کی استعداد
ذاتی فطری بلا واسطہ تعلیم متعارف اکتسابی بطور علم لدنی وہبی کے تھی باوجود امی ہونے
کی علم اولین و آخرین کا بروجہ اتم حسقتال شانہ علام الغیوب نے سب سے زیادہ عطا فرمایا
چنانچہ لقب امی اگرچہ بنسبت غیر اونکی کے سخت ناموزون ہے اور بمنزلہ ہجو کیا بلکہ کمال
ہجو ہی مگر اونکی نسبت فخر ہی عنایت فرمایا۔ قولہ ہم النبی الامی الآیۃ بقول شیخ سعدی
علیہ الرحمۃ ؎ یتیمی کہ ناکردہ قرآن درست ۔ کتب خانہ چند ملت بشست ۔ اور مہذا الکلام
آیا ہو اور کلام بشر بلکہ غیر کسوت الفاظی اور کلامی کے مطالب اور مقاصد اونکی فہم کرکے
حاجت روائی اونکی اور تسلیۃ قلب خاطر خواہ کردی چنانکہ معجزات میں موجود ہے
زیادہ کہاں تک کہوں جسقدر کہوں گا وہ تھوڑا ہی ہے فقط اس بحث کو ختم
مشتمل بر تحقیق معنی خاتمیۃ نبوت مختصر بات یہ ہی کہ کوئی نبی خاتم حقیقی کا ہمعصر نہ ہوا باعتبار زمانہ
حیات کی اور متعاقب العصر ہوا باعتبار زمانہ وفات کی ورنہ زمان خاتم روز بعثۃ اوسکی
سی زمان خاتم ہی ہے اور کسی کا زمان ہی نہیں کیونکہ اوسکا کوئی ناسخ نہیں اور وہ ہمعصر
مذکور اور متعاقب العصر مذکور بالاعتبار المذکور ہو صاحب شریعت مامورہ منصوبہ غیر منسوخہ
برابر ہی یہ کہ وہ شخص شریعت مذکورہ میں مستقل ہو مانند حضرت موسی یا غیر مستقل ہو مانند
حضرت ہارون کے اور برابر ہی کہ وہ شریعت اور نبوت مذکورہ یعنی منصوبہ مستقلہ
قدیمہ ہو یا جدیدہ ہو کیونکہ در صورت مامورۃ و منصوبۃ استقلالاً یا تبعاً و لحوقاً قدیم ہو
یا جدید شرکت فی النبوۃ و الشریعۃ الخاتمیۃ یا قسمت اوسکی بہرحال لازم آتی ہی اور
یہہ شرکت اور قسمت مذکورہ شرعاً ہرگز ثابت نہیں نہ حقیقۃً نہ اضافۃً ختم ہوئی معنی
خاتمیۃ کی ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ پس بموجب اس تعریف کی حضرت آدم اور حضرت
نوح علیہما السلام باوجود ہونی منفرد الشریعۃ کی کہ لظاہر وجود اور نبی کا اونکی عصر میں
حسب اتفاق بلا امتناع شرعی نقلی کے ثابت نہیں ہوا خاتم نہیں ہو سکتی پس یہہ

درحقیقت شرکت اور قسم ہی سے ہیں تقرر عادتی صورتی کے اعتبار ہی اور قطع نظر
اس سے اور انبیاء بعد اونکی ہوں الشریعتہ تاسخ انکی شریعت کی آئی اور نہ حضرت عیسی علیہ السلام
خاتم ہوسکتی ہیں بوجہ نسخ شریعت اپنی کے مع بقاء النبوۃ القدیمہ اور پھر بعد از نزول از آسمان
متبعیت شریعت محمدیہ ہوگی جو خاتم الشرائع ہے اسواسطے کہ متعاقب اونکی خاتم النبیین ہے
کہ جسکی خاتمیت میں نہ دخل ہے حقیقتہً نہ اضافتہً اور نہ حضرت الیاس علی ہذا القیاس جیسا کہ
مدلل ہوچکا یعنی اگرچہ منشاء اضافتہ عقلی ہو واسطے حضرت عیسی علیہ السلام کی مگر منشاء نقلی تھہرے
جو اذن شارع ہی وہ امر لابدی ہی سو وہ مفقود ہی جنانکہ اکثر قباطیس میں مذکور ہی
اذ لا بد للاطلاق الشرعی من الاذن الشرعی کما فی کتب الاصول کما حرر اور
اگر کہا جاوی کہ واسطے آدمیتہ ثانیہ نوح کی بھی کوئی منشاء شرعی نہیں یعنی بلقب آدم ثانی جو
بمعنی اول اضافی ہی بلقب اونکا بھی اسی قبیل سے ہی تو جواب اوسکا یہ ہی کہ منشاء
اولیتہ اضافی اور آدمیت اضافی اونکی کا یہ تو جیسا حدیث شریف اول الانبیاء الخ
وارد ابن ماجہ داخل صحاح ستہ ہی جو شراح اور محشیین نے کی ہی کہ اول المرسلین
نوح علیہ السلام فقط یعنی اول رسول من حیث التبلیغ والرسالتہ الکافتہ العامتہ الشاملتہ
التامہ اولیتہ اضافیتہ بلا امتناع الشرکت علی حسب الاتفاق الی کما وقع لآدم علیہ السلام
اولاً فی الحقیقتہ یعنی آدمیت نوح علیہ السلام جو ماخوذ بوصف رسالت مذکورہ ہی یعنی
تمام روی زمین پر تھی جیسی کہ واسطے حضرت آدم علیہ السلام کی تھی نہ کہ صرف
آدمیتہ یا صرف نبوۃ اور رسالت اسواسطے کہ پیشتر حضرت نوح علیہ السلام سے
اور آدمی اور غیر نبی گذرے ہی تو نسبت حضرت آدم جدا اعظم آدم اول کی نبوت
بھی ساتھہ اولیتہ حقیقی کی تھی جیسا کی آدمیتہ حقیقی تھی پس واسطے نوح علیہ السلام کی لقب
اولیتہ اضافی شرعی ثابت ہوگیا موافق حدیث مذکور کی یعنی بنی اول اضافی اور رسول
اول اضافی نوح علیہ السلام ہیں شرعاً و عقلاً بخلاف حضرت عیسی علیہ السلام کی جہ جا

کہ اور خواتم سنہ اور قطع نظر اس سے کہ رتبہ عالی در باب رسالت و نبوت مابین
حضرت آدم و حضرت نوح علیہما السلام کسکو حاصل ہے اگرچہ واسطے لقب آدم
ثانی یعنی اول اضافی ہونی حضرت نوح علیہما السلام کی توجیہہ مشہور بین العلماء ہی ہلا نکیر
بالاتفاق کہ اجماع حجیہ مستلزم الکل ہے بعد طوفان جبکہ تمام مخلوق غرقاب ہوئی اور پھر جو پہلا و
ہوا تو اونہون ہی سی ہوا لہذا لقب آدم ثانی ہوا چنانکہ صاحب خلاصہ التفاسیر جدی
مولانا محمد اکرم فاروقی تہانوی شاگرد حضرت شاہ ولی اللہ محدث قدس سرہ کی بحوالہ تفسیر
بحر مواج وغیرہ لکہا ہی انہ ابو البشر بعد آدم علیہ السلام فان جمیع الناس بعد الطوفان من
اولادہ علیہ السلام قطع نظر اختلاف سی در بارہ توجیہہ اور معنی حدیث شریف ابن حجر
مذکور کی کہ ارجح قول یہ ہی کہ حضرت نوح علیہ السلام اول المرسلین ہین یعنی اول رسل
اولوالعزم مین سی ہین یعنی بصورت مشہور مذکور کچھہ خدشہ نہین پیدا ہوتا معنی مذکور مین بیچ
اضافتہ مذکورہ مین بخلاف صورت غیر مشہور کی اور وہ خدشہ یہ ہی کہ اولیتہ اضافی
اس صورت مین واسطے حضرت نوح کی نہین ثابت ہوسکتی الا بصورت اولوالعزمی حضرت آدم
علیہ السلام کی سو اسمین یعنی اولوالعزمی حضرت آدم علیہ السلام ہین بالضرور کلام ہے
پس بلا اعتبار یہہ ہی معنی رہی کہ اولیتہ پہلا و مخلوق حضرت نوح علیہ السلام سی ہوئی بہ نسبت
اور انبیاء علیہم السلام کی ساتہہ وصف نبوت اونکی کے اور اور انبیاء کی کیونکہ یہہ جو ہر
ذاتی ہے ذوات انبیاء علیہم السلام کا منفک نہین ہی شامل ہی ہر فرد نبی کو بخلاف
رسالت اور اولوالعزمی کے کہ اسمین تفاوت افراد ہی اور یہہ وصف نفس نبوت در بارہ
پہلا و مخلوق کے بعد طوفان کیا اور قبل طوفان کیا بالضرور معتبر ہی آدمیتہ آدم اول
اور آدم ثانی مین کہ اصل منشاء برکت نسوخا ظاہری اور باطنی تہا بخلاف اضافیت
نوح ثانی ہم اور اس توجیہہ پہلا و مذکور اس لقب مین السا دخل ہے کہ بفرض محال اگر
اگر صرف آدمیتہ آدم اول اور آدم ثانی ہی بغیر وصف نبوت ہوتے جاکہ وصف

اولوالعزمی تب بھی یہہ ہی لقب صادق آوی حقیقۃً یہ نسبت حقیقی کے اور اضافۃً یہ
نسبت اضافی کی حشانہ وہما وفرضا بخلاف خواتم ثلثہ کی کہ ہنوز متحقق الوجود ہی نہین
بلکہ مشکوک الوجود ہین اور ان دونون حضرت آدم سے نہین مینشار شرعی اور عقلی دونون موجود
ہین واسطی اثبات اضافیہ کی قائل ۔ جانا چاہئی کہ نبوت حضرت عیسی علیہ السلام مین شرکت
تمامی انبیاء کی ہوئی قولہ لقم اذ ارسلنا الیہم اثنین فکذبوہما فعززنا بثالث فقالوا انا الیکم
مرسلون حضرت عیسی خاتم حقیقی ہین نہ اضافی پس لغو ہوگیا قول عبارت دافع الوسواس کا
ہم عقلا بہی مانند شرما کے کہ طبقہ ارض عیسا کی خاتم اضافی حضرت عیسی علیہ السلام ہین خصوص
نسبت انبیاء بنی اسرائیل کے ۔ اور پہر بتغیر اسلوب عبارت مذکور علاوہ برین ہی کہ ادعاء
خاتمیہ اضافی حضرت عیسی نسبت انبیاء کی عموما تہا پہر نسبت انبیاء بنی اسرائیل خصوصا ہوا
خیر سلمنا پہر تو خواتم اضافی نسبت انبیاء بنی اسرائیل کے اشخاص اربعہ ہوی پس مجموع عدد
خواتم ثلثہ ہوا وہو خلاف المفروض اور یہہ عذر کہ توابع نبی حضرت عیسی علیہ السلام کی سو
یہ عذر باطل ہے اسواسطی کہ تابعیت مانع نہین خاتمیہ کو درصورت جواز شرکت نبوت کی
جیسا کہ نبوت مشترک ہی حرج نہین ورنہ اضافت در اضافت خاتمیتین لازم آتی ہے
سواسمین کوئی فائدہ مفید معتد بہا نہین اور پہر یہ اضافت جو ہم معنی نیابت ہی کہ جس سے
فی الجملہ کچہہ کمی درجہ کی پائی جاوی لعد نبوت لفس نبوت کی تو کچہہ اصل مطلب فوت نہین ہوتا
پس اعتراض مذکور بدستور قایم رہا اور بصورت عدم تسلیم نبوت اشخاص ثلثہ مذکورہ ہمارا
مدعا یہ آپ ہی کیونکہ یہہ غیر انبیاء تہی صرف ہادی ہوی اور نیز باطلاق مرسل مجازی نص
قرآنی سی ثابت ہوا پس اگر اثر مذکور مین علی ہذا القیاس اطلاق نبی اور غیر نبی کے
بوجہ مناسبت ہدایت ہوا تو کیا تعجب ہی کیون سلف صالح پر مانند سیوطی و زرقانی
وغیرہ کی الزام تاویل اثر مذکور عاید ہو حالانکہ بر سر تحقیق یہ امر محقق ہی کہ ترجیح ہی نبوت
کو ان اشخاص ثلثہ کی جو صریح الوضاحت ہی قرآن شریف سی اسواسطی کہ دعوی

رسالت ان مرسلون ثلثہ کا مقرون تجدی ہوئی اور حجتہ اور برہان اوس معجزہ
ے ساتھہ ہوئی جو خاص معجزہ حضرت عیسوی تہا ابرا اکمہ اور ابرص چنانکہ علم تفسیر سے
روایات مشاہیر و معتبر باتفاق مفسرین ثابت ہی پس معلوم ہوا کہ رسالت لغوی نہیں
بلکہ اصطلاح شرعی تہی مگر بصورت ہونی اونکی نبی بر سر تحقیق یہہ شبہہ کہ پہر اونکو نص قرانی
ن ساتھہ لفظ مرسلون کے کیون تعبیر فرمایا بدیطور پر طرف ہی لوجہہ اجازت حضرت
سی علیہ السلام کی درباره دعوت یا حجتہ اور برہان کے نیابتہ ضلع دیگر ہین ایک قسم
نقلال رسالت کی بروی صورت معلوم ہوتی تہی نہ بروی حقیقت اطلاق لفظ مرسلون
اسب ہوا مجازاً انبوت سی نہ صرف ہادی غیر نبی سی فتدبر اور معہذا بدلیل اتحاد نوعی
نظم اسلوب مقتضی اس امر کو ہی کہ طبقات سافلہ ستہ مین بہی ہمراہ وہان کے عیسی کے
ہاہی اشخاص ثلثہ ہون تو کچہہ بعید نہین الحاصل خلاف مفروض عدد زائد از ستہ مع
اعتراضات مذکورہ لازم آیا واللہ اعلم و علمہ احکم اور علاوہ یہہ جرح ہی کہ باوصف
ق تعریف خاتمیتہ بالاضافتہ کی اوپر جیاسی ستہ طبقات سافلہ ستہ کی لقب خواتم اضافی
یاجاوی مانند حضرت عیسی کے اور اگر یاجاوی تو وہ خواتم ستہ خواتم اضافی نہین
بلکہ حقیقی ہوی جاتی ہین نسبت اوس طبقہ کی بدلیل فقرہ اخیر مذکور فیہ محمد کم محمد اور عیسی
کم کی اسلئی کہ طبقات ستہ کی محمد مانند محمد طبقہ علیا کی صلعم ہونی چاہئین اور ایسی
جیاسی بہی ہونی چاہئین یعنی خاتم حقیقی مانند خاتم حقیقی کے اور اضافی مانند اضافی
نہ سلسلہ اضافتہ در اضافتہ جاری ہونا چاہئی اور وہ خلاف قرار داد ہے
لیون امر ہی اور معہذا در صورت دینی لقب مذکور کی الزامات عدیدہ جو قسطاس
کیم مین بخوبی مفصل مذکور ہین دیکہنا چاہئی اور یہہ احتباط پیدا ہوتا ہی کہ جیاسی طبقات
ستہ خاتم اضافی نہین ہوسکتی مانند حضرت عیسی طبقہ ارض علیا کی جو اقتضای
یسی کعیسی کم کا اسلئی کہ خاتم اضافی کا درجہ بلا فصل ہونا چاہئی ساتھہ درجہ خاتم

حقیقی کی مانند بلیقہ ارض علیا کی اور یہ امر طبقات سافلہ سے نہیں پایا جاتا اسلئے کہ
وہاں کے خواتم اضافی غیر عیاسی ہیں لوجہہ تفاوت درجات کی یعنی لفاظ سلاسل طبقات
کی بالیل حاوی ومحوی کیونکہ محوی بالضرور کوچک ہوتا ہی حاوی سی اور تقاضا
الفہم طبعی تسلسل ان قرار پایا جو مسلم ہو چکا کہ خاتم اضافی بلا فصل ہو خاتم حقیقی سے اور
وہ عیاسی ہے جمیع طبقات کی نہ کہ وہ افراد جو باہم بدرجہ عیاسی ہے پس اتحاد نوعی
میں جو خاصلا رہی افراد نوعیہ کا تفاوت نا روا ہی وہ نا روا یہاں پایا جاتا ہے
وہو باطل قطعا فافہم بالفہم السابع الثاقب اور دربارہ استخاص ملتہ نوابع ماتقدم
ملتہ تحقیق مذکور جو عصر میں کہ رہی وہ یہاں مدسلتور قایم ہی العذر العذر الجواب
الجواب واللہ اعلم بالصواب۔ اور سرگا کہ خاتمیہ اضافی بطور ترتیب سلسلہ زمانی
ہوئی جو امر اجماعی ہے کہ مسلم الطرفین ہی یعنی خلاف اسکا بسیاری قساطیس میں شکست کہا
چکا اور زمانہ خاتم حقیقی زمان حال اور زمان استقبال مذکور کو جو عبارت ہی زمان حیات
اور وفات سی بدلیل استمرار تا قیام قیامت شامل ہوا معلوم ہوا کہ یہ امر دفعی آنی نہیں
بلکہ بدریجی ترتیبی ہی پس خاتم اضافی ہرگز مجامع زمان حال اور زمان استقبال
نہیں ہو سکتا پس لغو ہوا یہ قول عبارت دافع الوسواس کا کہ جائز ہی خاتم اضافی
زمان خاتم حقیقی میں ہوئی ہوں کیونکہ خاتمیہ مذکور اگرچہ امر اضافی ہے کہ اوسمیں
لحاظ مفہوم خاتمیہ حقیقی متصور ہی مگر وجود عینی خاتم تو حقیقت امر اضافی نہیں وہ منوط
اور مربوط ہی فی الحقیقہ ساتھ ترتیب زمانی کی جو وہ ایک امر حقیقی ہی اور حسب فرضی
اعتباری پس مجامعیت کہاں فافہم باقی رہا وجود خواتم کا زمان ماضی میں بسبب زمان
خاتم حقیقی کی البتہ یہ امر ممکن ہے کہ خاتم اضافی اسمیں ہو سکتا ہی لوجہہ وجود خاتم
تیسی کے ماقبل اوسکی اور لوجہہ وجود اوسکی کے قبل خاتم حقیقی کے اور مابعد اور
متسلسلین سلسلہ نبوت کی اپنی اپنی طبقہ کی اور وجود عینی خاتم مذکور زمانع نہیں ہو سکتا

اسواسطے کہ منشار مانعیت جو شرکت فی النبوۃ ہی وہ یہان بظاہر لازم نہین آتی مگر
بنظر خفی بطور بعض دلایل مذکورہ بعض قسطاس ہین پر بقطع نظر وہ ہی استحالہ شرعیہ مذکورہ دیگر
قسطاسین از قبیل التزام مالا یلزم قبل ورود شرع وجیہ لو۔ لازم آتی ہی ہیز

قسطاس لیستا و ششم مگر مین کہتا ہون بنظر عمیق یہہ قول عبارت دافع الوسواس
وغیرہ کا کہ یہہ خواتم ستہ اپنی اپنی طبقہ کی خاتم ہین اور مراد اونسی اضافی لیتی ہین اور
پر خاتم طبقہ ارض علیا کو حقیقی کہتی ہین مخدوش ہی بلکہ بی وجود غلط محض ہے اسلیئے کہ اول
اس قول مذکور کا یہہ نہین ہی کہ وہ خواتم ستہ خواتم اضافی ہین بلکہ یہہ حال ہی کہ وہ
خواتم ستہ خواتم حقیقی ہین اسلیئے کہ ہرگاہ ہر یک سلسلہ ہر یک طبقہ کا بجائی خود فی حدّ
ذاتہ اپنی طیاری مین مستقل ہٹرا تو خاتم ہی وہان کا مستقل ہوگا اور حقیقی کیونکہ نسبت
مذکور بوجہہ مذکور دوسری طبقہ تک ہرگز نجاوز نکری گی کہ ظاہری اور خلاف مفروض
باطل ہے اور مدعی اسکا غافل ہے بلکہ خاتم اضافی ہر ہر طبقہ کا وہ ہوگا جو کہ وہان کے
طبقہ کی خاتم حقیقی سے متقدم ہوگا مانند حضرت عیسی علیہ السلام خاتم اضافی طبقہ ارض علیا
کی پس اس صورت مین بہر صورۃ تعدد خواتم حقیقی لازم آیا اور یہ تعدد حقیقی مذکور باطل
ہی ہان اگر بمعنی مذکور تعدد اضافی لازم آتا تو مسلم ہوتا مگر پر خاتم حقیقی ہی جو درحقیقت
خاتم حقیقی مسلّم الکل ہے وہ ہی بالمعنی المذکور خاتم اضافی ہی ہوی جاتی ہین پس کار
بنظر غایر۔ جملہ خواتم یعنی ستہ معہ خاتم حقیقی جو حقیقی ہے ہیچ جا ہین بفرض محال
تسلیم ہی کیا جاتا خیر چندان حرج نہوتا بشرطیکہ عموم بعثہ واسطی خاتم حقیقی ثابت رہتی
و یہہ ہو نہین سکتا کہ درحقیقہ عموم بعثہ واسطی خاتم حقیقی ثابت ہو اور عموم خاتمیہ حقیقیہ
بابشرکت واسطی خاتم حقیقی کے ثابت نہو اور ہرگاہ شرکت فی النبوۃ جو مرتبہ عام نہا
واسطی خاتم حقیقی کے یعنی نبوت اوسکی اوسمین تو شرکت تجوز نہوئی تو مرتبہ خاص جو خاتمیہ
ہی کیونکر اوسمین شرکت تجویز کیجاوی اور اگر واسطی تجویز خواتم ستہ کے خواہ مخواہ درجہ

بالا ہر طبقہ مین درجہ خاتم حقیقی وہان کی سی تجویز کیا جاوی تب بھی لقد دخوا تم حقیقی سے
بوجہ مذکور دامن گذاری نہین ہو سکتی اور اگر یہہ عذر کیا جاوی کہ ہرگاہ جہات طبقات
جداگانہ مستقل ہوئی تو پھر یہہ دعوی کہ محمد رسول اللہ صاحم جو خاتم طبقہ علیا کی ہین وہ خاتم
حقیقی ہین غلط ہوا جاتا ہی کیونکہ اونکی استقلال مین فرق لازم آتا ہی اور بالفرض اگر
اب باوجود تحمل الزام خلاف مفروض یہہ قول دافع الوسواس وغیرہ رجوع کرین طرف
قول صاحب مرغوب المسلمین نصیحت المومنین فی رد قول الجاہلین کے کیا معنی کہ تخصیص
خاتمیہ حضرت خاتم النبیین حقیقی یعنی خاتم طبقہ ارض علیا کی ساتھہ اس ہی طبقہ علیا کی لائق
قبول کہین قطع نظر اس تحقیق سی اور جواب شافی بہت اون تہوات نادافی کے اون قسطاسون
سی جو اوسکی متعلق ہین حاصل ہو سکتی ہین - اور جانا چاہئی کہ اور قسطاسون سوای
قسطاس مستقیم کی الا ماشاء اللہ جو دلائل ہمنی قائم کئی ہین وہ غالبا بربنا راحتصار خاتمیہ
اضافیہ درمیان جو اتم سنہ ہین اور نیز بربنا رمعنی اضافتہ مصطلح ہین اور بقید احد
الازمنہ الثلاثہ اور یہان یہہ امور مذکورہ سری ہے سی مفقود ہین پس یہہ بحث اضافتہ
ہی دراصل بوجہ انقلاب ہیئۃ تقریر عنوانی اضافتہ خودلی اضافتہ ہوگئی فافہم کل الفہم
قسطاس لیست انہم ہرگاہ یہہ تحقیق بدلایل محققہ محقق ہوچکی اکثر قساطین مین کہ زوز
بعثتہ حضرت خاتم حقیقی سی تا قیام ساعتہ یعنی فنا کلی تا انقاد زمان یہان خاتم حقیقی ہی ہے
لاغیر تو پھر یہہ قول ہر قایل کا باطل ہے کہ بعد زمان خاتم حقیقی ممکن ہے کہ خاتم اضافی
ہوں پس خاتم اضافی اور حقیقی تو بصورت بقاء افراد انبیاء اور افراد کتب اور افراد
امم متصور ہی - ولقد ارسلناک الی امتہ قد خلت من قبلہا امم لتتلو علیہم الذی اوحینا
الیک وہم یکفرون بالرحمان سو یہ امور مذکورہ بموجب وعدہ الہی جلشانہ سب ایسے ختم
ہوچکی کوئی فرد افراد اقسام ملتہ مذکورہ ہی خصوص افراد انبیاء مین سی جسکی تابع
ہین افراد کتب اور افراد امم تحت نکوین وایجاد جو متعلق بارادہ الہی باقی نہین رہا

اگر وہ بحت قدرت اللہ سب شی مذکور داخل ہین اسمین کلام نہین کلام ہی فعلیہ مین نہ
امکان ہین سو اسکی تحقیق کما حقہ بخوبی قسطاس مستقل آیندہ مین بعبارت فارسی درج کی گئی
اور فتوی اسکا بھی بعبارت فارسی بتصدیق سوا ہیر علما ہمراہ دیگر فتوی آخر رسالہ ہذا
مین کہ جس سی ازالہ اوہام کلام بعض فضلا کا بتحقیق معنی لفظ ارتفاع کلام اللہ وارد
حدیث شریف ہوگیا ہی درج ہی فقط قسطاس تنسیم جانا چاہئی درصورت تعدد
اوادم جو کہ اثر مذکور سی مستفاد ہی یہ امر قابل تفتیش ہی قطع نظر اس سے کہ اثر مذکور
بوجہ ظنیۃ اپنی کے خود قابل استدلال نہین ہا اوادم طبقات تحتانیہ منجملہ اولاد حضرت
آدم طبقہ ارض علیا ہین جو ابوالبشر بموجب نصوص قرآنی اور اخبار نبوی صلعم ہے
قولہ تعالی ہو الذی خلقکم من نفس واحدۃ وجعل منہا زوجہا وبث منہما رجالا کثیرا ونساءا
یا ایہا الناس انا خلقناکم من ذکر وانثی وجعلناکم شعوبا وقبائل لتعارفوا۔ یا اور کسی
آدم کی اولاد سی ہین یا بجای خود مستقل ہین اپنی آدمیۃ مین علی ہذا القیاس تعدد
حوات پس اگر اور کسی آدم کی اولاد سی ہین تو اوسکا نشان مثل ان حضرت
آدم علیہ السلام منصوص قطعیہ درکار ہی مع نشان زوجات یعنی حوا ان ستہ اور
استقلال اونکی اپنی ادمیت مین ہمراہ اپنی اولاد و ازواج کی آدمیۃ کی نشان مذکور
درکار ہی پس درصورت احتمال اسطرح ضرر تباین ذاتی ثابت ہی والا نہ۔ ثابت ہوگی
بطور افراد نخست حقیقۃ واحدہ کی صرف مابہ الامتیاز شخصی و فردی کافی ہوگی کہ جسکی
تمیز کی واسطی عوارض ہی کفایت کرسکتی ہین اور ظاہر ہی کہ والدیۃ اور مولودیۃ کو
اسمین کچھ دخل نہین متساوی الاقدام ہین تمام افراد نفس نوعیہ مین جو حقیقۃ واحدہ
ہی پس بہر دو شق مذکور ما یہ التشبیہ کیا امر ہی جو صحیح ہی فقرہ فیہ آدم کا دکم کا کیونکہ
امر مبہم ہی رفع اسکا ضرور ہی اما وہ صرف امر علمی ہے یا امر وصفی یا امر مرکب بہر
دو اسواسطی کہ یہ امر یعنی مشبہ اور مشبہ بہ دو ذات متغایر معلوم ہوتی ہین خواہ بتغایر

ذاتی ہوں خواہ صفاتی خواہ مرکب مذکور خواہ عَلَمی بالضرور تعیین رافع ابہام درکار ہی
درصورت تغایر علمی کوئی فائدہ معتد بہا نہیں سوائی شرک جوئی کی مگر بصورت وصفی
صرف التیہ فائدہ مذکورہ ہی اور بصورت مرکب از علم اور بصورت تباین ذاتی فوائد
آدمیہ آدم طبقہ ارض علیا و اولاد آدم طبقات سافلہ ظاہر ہی کہ نسبت ماہیہ آدمیت
اونکی کی بھی مثل حضرت آدم طبقہ ارض صبیا اور اولاد اونکی کی خبر مفصل یا مجمل قرآن مجید
میں یا روایات متواترات یا مشاہیر میں متلو یا مروی ہوئی قولہ تعم خلقہ من تراب
ثم قال لہ کن فیکون ۔ ولقد خلقنا الانسان من سلالۃ الایۃ ۔ انا خلقناہ من نطفۃ امشاج
مبتلیہ فجعلناہ سمیعا بصیرا ۔ یا بنی آدم جابجا قرآن مجید میں ہے یا مانند جان ابو الجن اور
اولاد اوسکی کے ۔ وخلقنا الجان من مارج من نار ۔ اور نیز مانند ابلیس شیطان لعین
کان من الجن ففسق عن امر ربہ ۔ اور مانند اولاد ابلیس شیطان لعین ۔ افتتخذونہ وذریتہ
وہم لکم عدو بئس للظالمین بدلا ۔ پس ہوا یہی کہ اقتضاء لفظ آدم کا دکم
واقع اثر مذکور جو امر تشبیہی ہے اور تمثیلی ہی کہ از قسم نوع و جنس حضرت آدم علیہ السلام
ہوں مگر آدم مبہم الاوصاف ہیں پس ضرور ہی کہ کوئی امر رافع ہوا ابہام واقع فی
التشبیہ بالاوصاف والا غراض پس اندریں صورت مذکور یعنی بصورت نوع و جنس واحد
متحد الحقیقۃ متمیز بتشخصیتہ الفردیۃ بالضرور اولاد ہم ستہ مذکور طبقات سافلہ یا اولاد آدم
طبقہ ارض علیا سی ہوں یا عکس اسکا یا ہر دو صنف آدم مذکورہ سافلہ کسی اور
آدم بالاتر کی اولاد سی ہوں پس ہر دو شق متاخر باطل ہے اسلئے کہ خلاف
نص قرآنی ہی کہ آدم طبقہ ارض علیا کی نہ ماں ہی اور نہ باپ ۔ ان مثل عیسی
عند اللہ کمثل آدم خلقہ من تراب ثم قال لہ کن فیکون اور نہ کوئی نص قائم ہوئی ہو
کہ اولاد آدم بی ماں اور باپ کی پیدا ہوسی ہوں اور سب آدمی طبقات سافلہ
کی اونکی اولاد سی ہوں مانند آدم طبقہ ارض علیا کی قطع نظر اس سے یعنی استحالۂ شرعی

ہی استحالہ عقلی لازم آتا ہی اسلیئے کہ ایک شخص بلا واسطہ پسر صلبی جد اعلی کا ہو
مگر اصلا یا واسلا فا مجازا سو یہہ صورت خارج از محل سخن ہے چنانکہ مذاق عقل شناسا ہی
کیونکہ متقابلین اس قضیہ اصل و عکس انکیجانب من حیث المجموع افراد سلسلہ ہین نہ افراد
فرد فرد اور جانب دوسری صرف فرد واحد حضرت آدم طبقہ ارض علیا ہین پس
باعتبار خلاف مفروض محض بے اعتباری فافہم اور قطع نظر اس سے ہی اور خرابی
لازم آتی ہے وہ یہ صورت ترتیب سلسلہ مکانی طبقات ارض سفلی تحت اور فوق
بصورت بدایۃ جانب تحت سی اور اختتام جانب فوق کی نظر ترتیب سلسلہ مکانی
نہ معلوم کہ کون سا آدم باعتبار سلسلہ ترتیب زمانی جو حاوی ہے سلسلہ مکانی کو بوجہ
نسبت عموم خصوص مطلق کے کہ مکان کو زمان سی چارہ نہین بخلاف عکس اسکا اسبق اور اقدم
ہی ترجیح بلا مرجح ہی جو امر باطل ہے اور باعتبار ترتیب مکانی مذکور یعنی بطور عکس مستوی
اقدم اور اسبق ہونا چاہیئے آدم طبقہ ارض سفلی کا اور آخر ہونا چاہیئے آدم طبقہ
ارض علیا کا سو تین نسبت مین بروی پیدائش کے نسبت آدم طبقہ ارض علیا
کی اور بفرض محال بصورت عکس غیر مستوی بوجہ مذکور یعنی مذاق عقل مذکور اختلاط و
التفاق لازم آتا ہی جو کہ باعث ہی زیادہ تر دشواری کا کہ بالکل اخلاق ہی بالاتر
ابہام سی ہی اور بصورت ثالث یعنی ہر دو صنف آدم متقابلین اولاد ہم طبقات سافلہ
اور حضرت آدم طبقہ ارض علیا اور کسی آدم بالاتر کی اولاد سی قرار دی جاوین تو وہ
ابو البشر ہو بہر اوسکا طبقہ اعلی تر طبقات ہو تو عدد اراضی آٹھہ ہونا چاہیئے یا کسی طبقہ مین
منجملہ طبقات سبعہ کی مجامع ہونا کسی ایک آدم کا اور اولاد ہم سبعہ سی سابقہ کسی آدم دوسرے
کی ضرور ہی حالانکہ یہ امور لوازم معنی اثر مذکور جو خلاف تحقیق سلف صالح
بمعنی ہادی غیر نبی ہی خلاف نصوص قطعیہ ہین اور نیز خلاف قرار داد مجوزین اولاد ہم
سبعہ مین علی ہذا القیاس حال اوسط طبقات سافلہ یعنی انواع براہیم وعباسی فافہم

الحاصل انہین مین شرط بدون اسکی کہ تسلیم کیا جاوی یہہ کہ در صورت ثبوت او
مذکورہ فی الاثر المذکور یعنی اوائل اولاد آدم علیہ السلام طبقہ ارض علیا سا فائتہ
یا اولاد جان سی جو ابو الجن ہی مراد ہو اور یہہ وہ ایک ایک شخص سلسلہ بداۃ مین ا
ہی کہ وہ مشابہہ ہی آدم طبقہ ارض علیا کی ساتھہ اولیتہ مین نسبت اوس طبقہ کی
ثبوت اصل وصف آدمیتہ کی یا وصف جبلتہ کی بیچ وصف ہدایتہ کی جو عبارت ہے
دانی اور خدا شناسی اور راہ بینی اور راہ نمائی حق سی خواہ یہہ پیرایہ ثبوت ہو در صو
ہونی اولاد آدم کی جو ابو البشر سی قبل از بعثتہ حضرت خاتم النبیین محمد رسول اللہ ص
خواہ بکسوت ہدایت صرفہ بغیر ثبوت پس اب عام ہی اس سے اولاد آدم مذکور سی ہو
جان مذکور سی ہو بخلاف صورت ثبوت کی کہ وہ مخصوص ہے علی الاصح والارجح بکلیا
علیہ ساتھہ آدم اور اولاد آدم ابو البشر علیہ السلام کی علی ہذا القیاس حال او اسطہ
اور ابراہامات اور عیسا سی مگر بالضرور ہی کہ او اخر سلاسل طبقات سا فائد مذکو
ہوا وصاف مذکورہ مین بعد بعثتہ حضرت خاتم النبیین صلعم طبقہ عیسا کی بلباس ہدا
بغیر ثبوت بوجہ انقطاع نبوۃ و اختتام نبوۃ کی کہ ظاہر ہی قدم بقدم ہون اثبا
جیسا کہ مسلک ہی شراح بخاری قسطلانی و زرقانی اور سیوطی وغیرہ اکابر سلف
پس تشبیہہ بر نقطہ سلسلہ مذکورہ کی از اول تا آخر حسب حیثیتہ خود ظاہر و باہر ہوگئی اور
مخفی تشبیہہ مذکور اثر مذکور جو منزلہ اقدام ارار فضلار ہوگیا ہی کہل گیا۔ اور خا
کہ نسبت او ادم یعنی اوائل او نسبت او اسطہ یعنی الواح و خبر ہم فی الجملہ منشا
پایا گیا کیونکہ اثر مذکور مین بلفظ فیہ آدم کا دکھہ ہی بخلاف نسبت خواتم یعنی او
کیونکہ اثر مذکور مین یہ لفظ ہی نہین پایا گیا جو منشا ر مشابہت ہوتا ساتھہ خا
جو منصوص منصوص قطعیہ ہی واسطی خاتم النبیین خاتم حقیقی کے بالخصوص او
اس ہی اگر یہہ حدیث قدسی لولم اخلق محمدا لما خلقت لا بتا کون لعابد و نیا حجت

حضرت ابن عباس رضی ہی بجائی تفسیر اس اثر کی جسیا کہ تحقیق اسکی اکثر قساطیس مین
کی گئی ہی مع عزل النظر استحالہ شرکت فی النبوۃ اور قسمت فی النبوۃ سی جنانکہ اکثر قساطیس
مین مذکور ہی مروی نہی ہی تب بھی کیا مضایقہ تہا جو تسلیم کیا جاتا اور حالانکہ خاتمیۃ جو ایک امر اضافی
ہی نبوت کو بطور نسبت عموم خصوص مطلق کی مانند قید نطق کی ساتہہ حیات کی بہ نسبت
انسان کی کہ انسانیتہ کو چارہ نہین حیات سی جسکی ظہور کی بعد اوسکا ظہور ہی اور اوسکی
وجود کی بعد اوسکا وجود ہی ہرگاہ وہ نبوت ہی بسبب لزوم شرکت اور قسمت کی ناجایز
رہی تو خاتمیۃ تو بطریق اولی ہل آکدواد جب ناجایز ہوئی پس منشاء اضافہ شرعی محض
بی اضافہ رہ گیا ہرگز ہرگز منشاء اضافت نہین ہوسکتا زمان بعثہ حضرت خاتم النبیین
صلعم سی لیکر تا قیام قیامت یعنی فناء کلی تک کیونکہ یہہ زمان خاتم النبیین ہی ہے صلعم
باقی رہا کہ زمان ماضی کی نسبت جو مراد ہی روز بعثہ انحضرت صلعم سی پیشتر جو کچہہ استحالہ
اکثر قساطیس مین مذکور ہوی قابل ملاحظہ نہین موجود ہین مع ذلک واللہ اعلم بالصواب والیہ
المرجع فی کلباب قسطاس سی یکم بطور تتمہ قسطاس سابق تشبیہہ وصفی مذکور دو حال سے
خالی نہین جمیع اوصاف مین ہی یا بعض اوصاف مین بصورت بعض اوصاف اوسکا
معین ہونا چاہیئی جو رافع ابہام ہو اور بصورت جمیع اوصاف بلا تفصیل اوصاف
جلیلہ وغیر جلیلہ جو وصف جامعتیہ ہی چنانچہ بظاہر یہہ ہی ظاہر ہی کیونکہ بموجب بعض روایۃ
مذکور لفظ فیہ نبی کبنیکم بوجہہ سیاق کلام وصف نبوت معلوم ہوتا ہی پس بظاہر
یا کہ زلۃ آدم طبقہ ارض علیا یا بتہ دانہ گندم اور اغوا ابلیس اضافی اور توبہ اور
رد ملائکہ اور ہبوط بزمین اور خلافت زمین اور قوت علمی اوپر ملائکہ کی اور تعدد
بتہ اللہ اضافی واسطی ادای مناسک حج ہر ایک طبقہ سافلہ مین بسبب عدم وصول
بعض طبقات کی طبقہ ارض علیا مین خصوص حسب زعم بعض مشتبین جو اسکو مانند صبا
وجب المسلمین بالنسبت اونکی حج ساقط ہی بسبب عدم وصول کی سبب حج تک جو بیت اللہ

ہی پس ان امور مذکورہ کا ثبوت درکار ہی اور اونکا لازمہ ہونا چاہیئی مانند لوازم طبیعہ
ارض عیسا کی بوجہ مذکور پس ضرور رہا کہ خبر اونکی مفصل مجمل قرآن مجید یا اخبار متواترہ یا مشہورہ
مین ایسی انداز سی کہ حاوی ہوجاتی جمیع اوصاف کو یا تذکرہ بعض افراد عظیمہ منجملہ اونکے
تا دلالت ہوجاوی باقی افراد پر ضرور ہوتی علی ہذا القیاس وجود آبا لبسہ اضافیہ اور جو اثرات اضافیہ
علی ہذا القیاس ہوا بیل و قوابیل جانکہ وجود ابلیس فرد واحد مین منحصر ہی منصوص قطعیہ
قولہ ثم یا ابلیس یا منعک الخ لاسجد اذا مر تک اگرچہ تعدد شیاطین و زار ابلیس ملعون مذکور
ثابت ہی ماورا راوس شیطان کے لفظ کی جو مرادف ہی لفظ ابلیس تا نظر اسکی کہ یہ
دونون لفظ متحد الصداق متغایر المفہوم ہین۔ اگر یہ عذر کیا جاوی کہ ثبوت مثل
حضرت خاتم النبیین حقیقی ثابت نہین اور نیز مثل ابلیس لعین ہی ثابت نہین لہذا
ہم ایجاد ابالبسہ اضافیہ باطلاق لفظ ابلیس اضافی نہین کرسکتی پس انصاف ضرور
ہی کہ بہر اطلاق لفظ خاتم اضافی بدون ثبوت شرعی تجویز کیا جاوی پر اجور
ہی حالانکہ اطلاق لفظ شیطان اور ابلیس کے ثابت ہی من غیر عکس۔ وقال
الشیطان لما قضی الامر الایہ۔ پس باوجود اسقدر پابندی اطلاق شرعی کے
پھر اسقدر بے قیدی اور نیا کی دربارہ اطلاق خواتم ستہ اضافیہ کی اور پر اشخام
ستہ کی بہت کچھ بعید از انصاف ہی فافہم بالفہم الاتم الان حصحص الحق کما حصص فی
اکثر القساطیس بل فی سایر ہا الشار اللہ ما شار اللہ لا قوۃ الا باللہ۔ بالجملہ قطع نظر
ان امور سی بعد اسقدر خاکریزی و خاک بیزی اکی بعد را نیمعنی کہ غرض اثر مذکور مین
صرف نفس تشبیہ ہی نفس نعوت مین کیف ما اتفق وکیفما امکن کیونکہ اثر مذکور مین اول
سی انبیاء علیہم السلام کی نام مذکور ہین و صف نعوت مذکور نہین چنانچہ بعض روایات
اثر مذکور مین نام حضرت خاتم النبیین صلعم ہی مذکور ہی محمد کہم و احمد کہم و احمد ہونا تہا کہ نفس
نعوت سی معرا ہین افراد ما صدق ان اسماء کی مگر بمقتضای سیاق روایہ فیہ

کہ نبیکم بنسبت بحضرت خاتم النبیین صلعم کی معلوم ہوا کہ مصداق ان اسحار کے
بھی ماخوذ ہین بیا تہد وصف نبوت کی اثر ندکورین سو یہ امر مسلم ہے مگر پھر وہ
ہی استحالہ موجود ہین یعنی شرکت فی النبوت یا قسمت فی النبوت ابتدائی مذکور
باعتبار ترتیب سلسلہ زمانی جو امر اجماعی شرعی و ہم متفق ہے ہمن عطین بزمان
حال و استقبال کے یعنی روز بعثۃ آنحضرت صلعم سی تا زمان وفات شریف
زمان حال ہے اور زمان بعد تا فنا رکلی بموجب قولہ لتعم کل من علیہا فان و یبقی وجہہ
ترتبک ذی الجلال والاکرام۔ زمان استقبال اور درحقیقت یہ ایک ہی زمان ہے
بوجہہ عدم انتہار نبوت خاتمیۃ تا قیام قیامت کیونکہ کوئی اور امت ہی
نہین باقی رہی ہو بموجب قول حقتعالی و تبارک کہ حسکی طرف کوئی نبی او رسول
کوئی کتاب لیکر آوی ولقد ارسلناک الی امۃ قد خلت من قبلہا امم لتتلو
علیہم الذی اوحینا الیک وہم یکفرون بالرحمان الایۃ اور عطف درضمن زمان باضی
استحالہ الزام مالا یلزم بحکم۔ وما کنا معذبین حتی نبعث رسولاً بصورت اتباع شریعت
خاتم النبیین خاتم حقیقی صلعم جیسا کہ صراحت عبارت دافع الوسواس وغیرہ مسایرین
اوسکی کے ہی اور بصورت بغیر اتباع مذکور اور استحالہ عدیدہ مذکورہ فی اکثر
القساطیس سے دامنگذاری از قبیل مادونہ خرط القتاد ہے اونپر لیا پیش
کما ینبغی نظر انداز ی کرنی چاہئی اور کہانتک سیاہی سفیدی پر سی دہوئی
جاوے ھذا والله اعلم بالصواب۔ قسطاس سی دوم اثر ندکورین
طرف جار مجرور فیہ آدم کا دکم کہ حسکا اثر نا آخر اثر ہے محتمل ہے کہ متعلق ہو ساتھہ
ماضی کے تقدیر عبارت یہہ ہو کان فیہ آدم کا دکم یا متعلق ہو ساتھہ مضارع کی
بمعنی حال یعنی یکون فیہ آدم وجود الآن یا بمعنی استقبال یعنی یکون فیہ آدم
فی زمانہ ای آتیہ پس درصورت باضی دلالت ہوی گذرجانی سب مستمیون ان اسحار کی

یعنی سب اوادم اور سب خواتم اور سب اواسط کی سب طبقات امت مین بیشتر حضرت
خاتم النبیین صلعم سے پس اسمین جو کچھ استحالہ مربنا بر شرط نا لجتیہ شریعت محمدیہ وارد ہوئی
بیشتر کی قسطا سونمین موجود ہین اور بصورت تقدیر فعل مضارع بمعنی حال دلالت کرتا ہے
اور ہر موجود ہونے سب اوادم یعنی سب اوایل اور سب اواسط اور سب خواتم
کے ہمراہ زمان برکت نشان زمان حیات حضرت خاتم النبیین صلعم کے یا زمان
بعد وفات آنحضرت صلعم کے بوجہ امکان صدور اثر مذکور کی صاحب اثر سی ہر دو زمان
مذکورمین اسواسطی کہ صاحب اثر فی ہر دو زمان مذکور کو پایا اور زمان حال
سے مراد ہی زمان صدور اثر مذکور صاحب اثر سی پس اس صورت مین یہ خاتمیت
خاتم حقیقی صلعم کی خالص نہین رہ سکتی اور بہر یہ شرکت اگر محل حقیقت مین واقع
ہو تو سب اضافی حقیقی ہوسے جاتی ہین مگر صواب شق اول ہے کہ ظاہری
غرضکہ یہ دونون امر شرعًا و عقلًا باطل ہین کہ ظاہری اور بصورت احتمال استمرار
صیغہ مضارع مذکور تب تو پھر سب ہی انبیاء و مرسلین علیہم الصلوۃ والتسلیم
مجامع ہوسکتی ہین زمان واحد مین اسواسطی کہ استمرار منافی اور مناقض ہے
تخصیص زمان کو جو حافظ ہی ترتیب سلسلہ کو اور یہہ امر باطل ہے عقلًا و سمعًا نقلًا
و عرفًا ہر چند عبارت رافع الوسواس اور عبارات فضلاء چار سو آس پاس اور دور
و دراز دوڑین اس میدان ہق و دق مین اور خانہای بے چراغ و مشعل ہین
سوای حیرانی اور پریشانی کوئی ثمرہ پیدا نہوا فاہذا کہا جاتا ہے کوئی صورت
خلصی کی سوای سپردی توجیہ سلف صالح کے نہین نظر آتی کہ اسکی مشعل اور چراغ
یہی ہے یعنی طبقات سافلہ مین ہادی غیر نبی مسمی بدین اسماء قدم لقدم اوسکی ہین
جسکی کمالات کی فیض کا اثر اوسپر ریزان ہوا ہی اور اس مطلب کو کوئی زمان ہو
مضر نہین فافہم ولا توہم چنانچہ اس قسم کی فیض کی تحقیق بطرز جدید و لذیذ عنقریب

قسطاس مین آتی ہے فانتظر فلا تکن کالحیاری فی الصحاری یا ایہا الذی لطلب
المطلوب قسطاس سی و سوم اور یہ استخالجات بصورت قبلیتہ اور بعدیتہ اور
مجامعتہ یعنی اتحاد زمانی مین جو کہ متبادر ہی اس اثر سی یعنی لفظ فیہ سی بذریعہ تقدیر
لفظ کان اور یکون جو کہ متعلق ہر ہین موضوع ہین واسطی زمانی کے اور صورۃ قبلیتہ و بعدیتہ و مجامعتہ کی ہی
کیونکہ صورۃ یعنی بروجہ صورت جو افضل اور مفضول اور علت اور معلول ایک ہی زمان مین ہوتا ہی اور
علی ہذا القیاس قبلیتہ رتبی جو حاکی ہے شرف رتبہ سی وہ بھی اس ہی قبیل سے
ہے اور شرف رتبہ مجامع ہو سکتا ہی بعدیتہ زمانی کو بھی خصوص حضرت خاتم النبیین
صلعم نے فرمایا نحن الآخرون السابقون یعنی اگرچہ ہم پچھلی ہین باعتبار زمان کی
جو کہ ایک امر صریح ہے اور حقیقی واقعی مسلم الثبوت اجماعی ہے مگر باعتبار شرف
رتبہ کی سابق اور افضل ہین جیسا کہ حدیث شریف بخاری وغیرہ صحاح ستہ صریح
دلالت رکھتی ہے اور پر اس مطلب کی جو در باب تمثیل استخارہ ہے یعنی ایک
شخص نے مزدور پکڑے اول نہار سی ظہر تک اور اور مزدور پکڑے ظہر سی عصر
تک اور اور مزدور پکڑے عصر سی مغرب تک اور ان پچھلی مزدوروں کو سب
سی زیادہ مزدوری دی یہ خوش ہوی اور اور سب ناخوش ہوی مستاجر سے
دریافت مالک یعنی مستاجر نی جواب دیا کہ یہہ میرا فضل ہے ہے یعنی جسکو چاہا زیادہ
دیا مزدوری معین سے کسی پر ظلم نہین کیا اور مطلب اس تمثیل سے یہود اور
نصاری اور ہم سب محمدی ہین اور اس حدیث شریف سی اور نیز القاب حاشر
و عاقب اور متقفی سے جو حضرت خاتم النبیین نے صلعم اپنی واسطی فرمائی بعدیتہ
زمانی معہ شرف رتبہ کے صاف و صریح ہے اور وارد حدیث شریف سنن ابی داؤد
عن ابی مالک الاشعری وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی اور اہ ابو داؤد و فی کتاب الفتن
خاتمیتہ اور بعدیتہ زمانی ہے بالاجماع والاتفاق پھر سراسر بیجا ہی متحیر ہونا اور اگر

دخل نہوتا زمان کو اور صرف شرف رتبہ معتبر ہوتا تو وجود تمامہ انبیاء علیہم السلام
والسلام ایک ہی زمان مین ممکن تھا اور ظاہر ہے کہ پہر یہ قول اول اور راجح سی طرف
بعدیتہ ذاتی کے اور اس صورت مین لفظ متی جو لفظ ابتدائی خلقت انسان
ہے اور نیز نقطہ انقراض انسانیتہ جو ختم ہوگا بانضمام افراد آخر افشار کے سلسلہ ابناء
مین جس کسی فرد پر ہوگا وہ معلوم الہی جلشانہ ہے اوسکو اس امر سی کچھ اسپید
نہ ہوسکتا اور یہ شبہہ بتعطل مکلفین اور رسد ائیتہ اونکی کا جو ممنوع شرعی ہے بوجب کریم
الحیب الی الانسان ان یتبرک بسلفہ اور نیز کریمہ وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا
اور نیز وما کنا مہلکی القری حتی نبعث فی امہا رسولا تتلوا علیہم آیاتنا جو کہ عاید ہوتا
ہے بموجب قول محجوزین وجود خواتم ستہ کے قبل از زمان بعثتہ حضرت خاتم المرسلین
صلعم بلا بعد وفات اونکی بشرط تالی ہونے اونکی کے شریعت محمدیہ صلعم کو اور نیز
بوجب قول بعض محجورین مذکور کے بشرط مذکور کے سلیم ہو ہوسکتا احکام الہی جلشانہ کا
بابن اون خواتم ستہ کی شبہہ پہلی صورت مین یعنی صورت بعدیتہ ذاتی مین برطرف ہوجاتا جاہیگا
کہ شرف زمانیات صرف شرف رتبہ مین نہین جو برتوہ ہی بعدیتہ ذاتی کا ملکہ بعدیتہ زمانی کی
ہمراہ زیادہ تر ہے ظاہر ہے کہ جسکو خود صاحب رتبہ نی بسند کرکی تصریح فرمایا نحن الاخرون
السابقون الحدیث بخلاف غیر زمانی کے مثلاً ذات صفات باریتعالی جلشانہ کی کہ
کہ اسمیں بعدیتہ او قبلیتہ ذاتی ہے کہ یہ منافی ہے زمان کو اسواسطی کہ زمان حاصر
اور محیط نہین ذات وصفات حقتعالی کو فتبصرہ اور مہذا اسمیں نظر اور اعتبار واقعی
اور نفسی ہے اور نفس الامر اور شی امور اعتباری امور عدمی ہین کلام حقایق عینیہ
موجودہ مین ہے الحذر الحذر پس صاف ہوگیا کہ یہ استحالجات متعلقہ بحیث لفظ مقدکوں
ویکون اثر مذکور فیہ آدم کا وکم مین وارد ہوتی ہے بصورت مراد لفظ نبی سے نبی
مصطلح شرعی بخلاف صورت مراد اوس سے ہادی اونہ بر غیر نبی مصطلح مذکور یعنی واعظ

اور مذکر جیسا کہ تحقیق سلف صالح امام قسطلانی و زرقانی و سیوطی وغیرہ لی کی
کیونکہ ہادی غیر نبی ہر زمان ماضی اور حال اور باستقبال از منہ ثلثہ مین پایی گئی
اور ثابت ہوی اور ہین اور ہونگے تا قیام قیامت حسب ضرورت ہر طبقہ مین
طبقات سابقہ سی بشرط وجود مکلفین طبقات ستہ سافلہ مین اور خلاف اسکے خلاف
مصلحت قانون شرعی ہے کیونکہ حجت اللہ البالغہ قاصر غیر تام رہتی ہے خلاف
مقتضاے قولہ تعالیٰ وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا۔ اور تحقیق رسول کہ عام ہے
اس سے کہ نور عقل ہو یا اصل رسول ہو حسب اصطلاح شرح شریف قسطاس
چہار دہم مین بخوبی گذر چکی فقط قسطاس سی و چہارم متضمن تحقیق موعود
نو عدد یکر معنی اثر مذکور یعنی فی کل ارض آدم کادکم الخ انجام کار موید ہے معنی امام
سیوطی و زرقانی و قسطلانی وغیرہ سلف صالح کو بلکہ عین معنی مذکور ہے پس حاصل
مطلب یہ ہی کہ فیض اولکا یعنی اوایل کا جو معتبر باد ادم ہین اثر مذکور ہین در باب
ہدایت تالع فیض حضرت آدم طبقہ ارض علیا علیہ السلام ہے یعنی قدم بقدم اونکے
ہے مثلاً بعد ابتدا ارابنی کے اور تعبد اور تشرع اپنے کی ابدا ر خلق اور تعلیم عبادۃ
وغیرہ نظر شفقت پدری ہے نسبت پسر صلبی اپنی کے کہ یہ امر خرخواہی اولسے
فوارہ صفت جوشان ہے جمیع امور معادیہ اور معاشیہ مین اور معہذا النظر ام
مطلب خلافت عامہ پر جو خاصہ آدمیہ حضرت آدم علیہ السلام تہا اوسپر وہ عزیز
مجبول اور منطور ہے اور اصلاح امور معاشیہ اونکی مین جو متعلق بہ پیشہ ہر قسم مشروحہ
ہی جو کہ بذریعہ وحی ابتدا ر خلقت النسانی مین عہد حضرت آدم جد اعظم علیہ السلام
مین مثل پارچہ بافی اور کشاورزی وغیرہ اور تدابیر اصلاح آلات اوسکی کے
تعلیم ہوئی تہی ہر گونہ محض للہ فی اللہ بلا شایبہ اغراض دنیہ دنیاویہ اور اہتمام
توبہ معاصی اور زلات گذشتہ پر جو کہ اکثر خطا و اصادر ہون نہ عمداً کہ غالب احوال

اولکا بے اختیار لزوماً و تعدیاً ہیوند جان اونکی ہے۔ علی ہذا القیاس فیض اوسطہ
کا حد معدود و متعدد ہیں بجز نقطات متوسطہ اثر مذکور ہیں مثلاً تلو مرتبہ آدمیہ مرتبہ
اوائل مذکورہ کے مرتبہ نوحیتہ ہی جو مرتبہ اول ہے مراتب متوسطہ کا قدم بقدم
حضرت نوح علیہ السلام ہے بطور مذکور مثلاً و اسطی ایذا رخلق بعد ابتدا خود و تعدیاً
خود کمر ہمت چست و چست باندہ کر باقصی مراتب تبلیغ احکام برنگ مقابلہ و مجادلہ
بے دغدغہ ساتھہ سہارا و جفاؤں بے پیاؤں کی ساتھہ کمال کشادہ پیشانی کے مدت العمر
و زرش شہار جو جفا کفار نابکار اوفجار و غدار شرار ظاہر و باطن خلوت اور جلوت میں
کہلے چھپے آشکارا و نہاں باوجود اصرار متبعین کے اوپر معاصی اور استکبار کے اور باوصف
تبری اور بیزاری اور تنفر اونکی کے قبول حق سے بلکہ صورت اہل حق سے اور انواع
و اقسام ایذا رکی از قسم زدو کوب اور سب و شتم اور لعن و طعن بکبیاشاہی منصب
پر قایم رہنا اور اپنا دھیرہ نہ چھوڑنا الغرض بہ سب امور کا صدور بے اختیار حیثیتہ
للتنبع صفت جو شان ہونا اور تابع رضا جوئی حضرت حق مطلق جلشانہ بہر حال
رہنا حتی کہ حکم حق کو اوپر حب خلق کے خصوص احب محبوب پر مانند پسر صلبی اپنے
کی ترجیح دینا اور صابر شاکر رہنا بحکم انہ کان عبداً شکورا کہ خصایص نوحی میں سے
ہے اس خصلت ہی فیضیاب ہونا بروجہ اتم و اکمل فقط علی ہذا القیاس تلو مرتبہ نوحیتہ
مرتبہ ابراہیمیتہ ہی منجملہ مراتب متوسطہ مذکورہ کے مثلاً وہ عبارت ہی کمالات مخصوصہ
حضرت ابراہیم علیہ السلام سی اول مرتبہ خلت میں جو خلال قلب اور سویدا دل
میں محبت الہی جلشانہ گھس جاوی اور تمام جہان کی محبت سے بالکل پراوہ کر دے
اور سب سی وارستہ پریشان وار تباوی بموجب کریمہ واتخذ اللہ ابراہیم خلیلا
خویش و تبار اور یار و مادر و پدر رشتہ دار اور احباب و اصحاب سی بیگانہ وار کر کے
بکمال یکسوئی غیر اللہ سے صرف مایل بحق مطلق جل جلالہ ہو جاوے جو عبارت ہی

ان ابراہیم کان قانتا للہ حنیفا الایۃ سی موافق قولہ تعالیٰ انی وجہت وجہی للذی فطر السموٰت
والارض حنیفا وما انا من المشرکین اور نیز ان ابراہیم کان امۃ قانتا للہ حنیفا ولم
یک من المشرکین معنی امۃ کی اس آیت متبرکہ میں جامع کمالات ہیں یعنی جو کمالات کہ
ایک جماعت میں ہوں وہ تنہا نفس نفیس حضرت ابراہیم میں تھے اور آوازہ انی لا
احب الآفلین یک لخت بیزاری اور تبرّی سب سی اور بیخ کنی شرک تبدا پر
حسنہ بموجب کریمہ تاللہ لاکیدن اصنامکم بعد ان تولوا مدبرین اور شدید المناظرہ
بکمال دبدبہ و دمدمہ بے باکانہ بیش جابرہ اور الزام حجت باحسن تقریر پر تاثیر بموجب
کریمہ قال ان ربی یحیی ویمیت قال انا احیی وامیت قال فان اللہ یاتی بالشمس من المشرق
فات بہا من المغرب فبہت الذی کفر کہ جس سے کافر نمرود مردود مبہوت ومخبوط رہ گیا
اور ہاتھوں کے طوطے اور مور اوڑ گئے بھچکارہ گیا اور تبر بنکیس قواعد دین ساتھ
کمال صدق ویقین کے اور اخلاص دعا اور توکل علی اللہ بموجب کریمہ واذکر فی الکتاب
ابراہیم انہ کان صدیقا نبیا بعد بنا کعبۃ اللہ بلا استعانت غیر سواسی فرزند دلبند
حضرت اسماعیل علیہما السلام کے بموجب حکم الٰہی درباره شرکت بنا کعبۃ اللہ موافق
کریمہ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم جو دلالت رکھتا ہے اخلاص عمل پر کہ جسکا اثر
دائمی پیدا ہوا۔ مثنوی حضرت مولانا روم قدس سرہ ؎ کعبہ را ہر دم تجلی فی فزود
کین زا خلاصات ابراہیم بود اور انواع اقسام کے مضامین کی دعا اخلاص بنا
جامع جو شامل ہوئے اولاد اور احفاد اور اتباع کو کہ جنہیں سے قرآن شریف میں
اطلاع دی رب ہب لی من لدنک ذریۃ طیبۃ اور رب اجعلنی مقیم الصلوٰۃ ومن
ذریتی اور ربنا وتقبل دعاء ربنا اغفرلی ولوالدی وللمومنین یوم یقوم الحساب
اور روایۃ انا الیک فلانۃ وقت ڈالنی کے آگ میں تمام ملائکہ صاف جواب دیا خصوص
ملاء اعلیٰ سکان حظیرۃ القدس کو اور کہا کہ جیسے من سوالی علمہ بحالی وقت تعلیم ملائکہ طلب

نجات کو اوس مہلکہ سے ساتھہ کمال مصابرہ کے ایسی بلا سخت پر اور مستعد ہو جانے
ذبح فرزند حضرت اسماعیل پر بلا دغدغہ بلا عذر بے وسواس اور پھر رک جانے پر فوراً
اوس ذبح سے بموجب فرمان الہی جلشانہ کی نہ کچھہ غرض ذبح سے تھی نہ کچھہ مطلب غیر
ذبح سے بلکہ اصل مقصد رضا رضرت حق مطلق جلشانہ تھی بموجب آیات سورہ
والصافات قال انی ذاہب الی ربی سیہدین الی آخر قصہ ذبح اور مہمان نوازی اسقدر کہ بدون مہمان حتی الامکان تناول طعام نفرمانا
اور باایں ہمہ رہنا غرضکہ قدم بقدم حضرت ابراہیم علیہ السلام اس عزیز کا بے اختیار
ہونا اور ان مراتب سی فیضیاب ہونا علی الاقیاس تلو مرتبہ ابراہیمیہ مرتبہ محمدیہ ہے
ہے جو حکایت کرتا ہے ساتھہ اولوالعزمی کے اور پر شجاعت اور جلادہ اور ہمت
اور ہیبت اور غیرت اور مروت اور فتوت اور سخاوت کے اور اوپر مصابرت
ایذا کفار کے اور ترک وطن اور سفر اور ہجرت اور مسامرت یعنی ہمکلامی ساتھہ
حضرت رب العزت کے اور شرح صدر اور علم مناظرہ اور تقریر فصیح بعد رفع لکنت
اور ریاضت اور چلہ کشی اور صوم اور خلوت اور مجادلت ساتھہ کمال مصابرت کی
اور انتظام لشکر کثیر اور بندوبست مال و ملکی خصوص معاملات سخت ہر قسم کے ساتھہ
کفار فراعنہ ملاعنہ نخوت منشان کے اور پھر فروتنی اور عاجزی اور جہاد ظاہری
مدت العمر خصوص مقابلہ ساتھہ ایک قوم قوی عظیم الجثہ زبردست قوم عمالقہ کے
اور سرفراز ہونا ساتھہ ایک کتاب کی جو تھی ساتھہ تمامی کے کہ جسکی حق میں قرآن مجید
میں یہ لفظ نازل ہوئے تلک آیات الکتاب المبین اور ساتھہ اکثر معجزات عظیمہ کی مثل ید بیضاء اور عصا
اور فلق بحر بموجب کریمہ واضمم یدک الی جناحک تخرج بیضاء من غیر سوء ایتہ اخری
اور وما تلک بیمینک یا موسی قال ہی عصای الایۃ اور فرقان کل فرق کالطود العظیم
اور غرق اعدا بچشم خود دیکھا جو دلیل ہے کمال خوش اقبالی کی اور لذت مناجات

بکمال عزت و وجاہت اور قربت جس سے حکایت کرتی ہے یہ آیت پر برکت و فرخندہ
بخیا یعنی السنیا نزدیک کیا ہمنی اوسکو کہ نوبت بہ سرگوشی پہونچی عرضکہ وکان عند اللہ
وجیہا۔ اس قسم کے مراتب کی آثار اس عزیز میں بای جاوین اور علی ہذا القیاس تلو
مرتبہ موسویہ مرتبہ عیسویہ ہی جو مظہر ہے اس امر سی یعنی شفا مرضی اور زمنی اور احیا
سفر بکثرت محض بغرض آسایش خلایق جو اونکی خدمت مین بسبب عذر نہین پہونچ سکتے ہتے
ساتھہ اعجاز کے یعنی ابرا اکمہ مادرزاد نابینا اور ابرا برص مرض سفید بدن والا اور
احیا اموات بحکم خالق الموت والحیات جل جلالہ اور نزک و بخز مدیدہم اختیار نکاح والے
تعاہد مرضی دور دراز کے قبل از نزول آسمان سوای اوس نکاح کے جو عہد جزو برکت عہد
حضرت مہدی علیہ السلام مین ہوگا یعنی نکاح اور عدم تعین مسکن اور عدم اختیار مرکب
اور غالبا رکوب بمرکب حمار اور عبادت ساتھہ کمال جمال کے جو خاصہ شریعت عیسوی
تہا کہ اگر کوئی نالایق ناہموار از اراطیا پنچہ زنی رخسار مبارک پر پہونچاتا تو دوسرا رخسار
پیش کر دیتا تا دوسرا طپانچہ مارے اور تزہد اور تعبد اور اعجاز قسم دیگر جو نافع خلایق
ہتے یعنی نزول مائدہ و سفرخوان عام فراخ و فراز کہ اکیبارہ او سیر طعام تناول کرتی ہزار
آدمی پانچ پانچ ہزار آدمی کہاتا کہا لیتے اور علم کتاب اور نیز عنایت کتاب بحالت
صغر اور کلام وقت پیدایش کلام نصیحت و حکمت آمیز اور صلہ رحمی اور حمایت والدہ ماجدہ
اپنی کے علی ہذا القیاس وہ عزیز اسقسم کے فیض سے غالبا اکثر اوصاف مین فیضیاب
ہوا اور قدم بقدم اونکی ہو لیکن احیا اموات ہی مراد احیا قلوب مردہ ہی یعنی جو
مردہ دل ہین وہ زندہ دل ہو جاوین یا مراد احیا اموات ہی ہے حقیقۃً اگرچہ
قلت و ندرت ہو جیسا کہ افراد اس امت سی نادرًا ثابت ہوا کہ تفضیل اوسکی عنقریب
آتی ہے شرح آخر المراتب مین جو مرتبہ ہی حقیقت محمدیہ کا اور اوسکی فیض کا جو مراد ہے
فقرہ فیہ محمد کہم سے فقط اور آخر المراتب جو مشیر ہے طرف حضرت حقیقت محمدیہ احمدیہ

لے جو اثر مذکور میں بلفظ فیہ نبی کنشکم وارد ہی ۔ نیز بلفظ محمد کہ محمد کم اوسکی کچھ تفصیل تحدر
حوصلہ مختصر کیجاتی ہے ورنہ کسکو طاقت ہی کہ تعبیر بالاستیفا اور بالاستقصا کرسکی
مگر بحکم اذا فاتک الکل فاشرب المرق کو بھی غنیمت جانی ۔ پس جانا چاہئی کہ وہ مراد ہی
اوس وصف سی جو اکمل اور اقصی مراتب اور جامع جمیع مراتب ہی جو سایر انبیاء کی
کمالات خفی اور جلی کو شامل ہے اور ہر مرتبہ بالاتر ہی مثلاً عمدہ کمالات حضرت
آدم جد اعظم علیہ السلام منصب خلافت ہی بعد نفخ روح کے بموجب کریمہ انی جاعل
فی الارض خلیفہ اور ونفخت فیہ من روحی اور مسجودیت ملایکہ بحکم فقعوا لہ ساجدین پس
واسطی حضرت خاتم النبیین صلعم کے کرمات وما ارسلناک الا کافۃ للناس بشیرا و
نذیرا وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین ظاہر ہی کہ خلیفہ بشیر اور نذیر ہوتا ہی اور رحمت
جو باعث ہی امن و امان کو پس بطاہر سجدہ ملایکہ آدم علیہ السلام کو بموجب فرمان
عالیشان اللہ تعالی جلشانہ کی طوعا او کرہا مگر بنظر غایر تھا سجدہ درحقیقت واسطی
نور محمدی صلعم کے جو بکمون اور مستودع تھا پیشانی حضرت آدم علیہ السلام میں
جیساکہ ظہور استعداد توکل حضرت ابراہیم علیہ السلام وقت استحان بلا بر النار
نمرود تھا بوجہ نور کریم مذکور کہا حضرت ابراہیم نے اما الیک فلا یعنی سب کو جواب
دیا کہ مجکو تمہاری طرف کچھ حاجت نہیں اور بطاہر بعد انتقال نور مذکور پیشانی حضرت
اسماعیل علیہ السلام میں ظہور توکل مذکور وقت ابتلا ر بیلا ذبح اونکی کے تھا ۔ یا ایت
افعل ما تؤمر ستجدنی ان شاء اللہ من الصابرین ۔ اور معہذا یہ سجدہ بطور تعظیم ظاہری تھا
نہ بطور تعظیم قلبی جسکو تبجیل کہتے ہیں کہ جو شریعت محمدیہ میں قطعی کفر اتفاقی ہے چنانچہ
ظہور اوسکا اس عالم میں بھی بعد ہبوط حضرت آدم علیہ السلام ہوا کو سجدہ عبادت نہ تھا
گو امم سابقہ میں بہ رسم تعظیم و تکریم مشروع رہا فی الجملہ صورۃ بوجہ شرکت فی العبادت تھا
تھا اللہ تعالی و تبارک کا فی واسطی حضرت خاتم النبیین صلعم کے یہ امر بھی نا پسند فرمایا

اور اپنی حبیب کو اسکی وجہ خفی پر اطلاع الہامی ایجابی ایسی دی کہ بالکل بالطبع منفور
الطبع کر دیا چنانچہ بنظر وصیت امت آپ نے یہ دعا کی اللھم لا تجعل قبری عیدا اور
نیز روایت اللھم لا تجعل قبری وثنا یعبد نا کہ بعد وفات شریف بھی اسکا اثر محو اور
محوق رہے جائے غور ہی کہ کیا رتبہ عالی پر معالی ہے اولیت حضرت آدم علیہ السلام
علم بشمول اسماء اشیاء عطا ہوا کیونکہ لازمہ خلافت ہی اور نسبت حضرت خاتم النبیین
صلعم علم اولین و آخرین علم بہ تعلیم اسماء و ہم مسمیات وحقایق و معارف ہوا کہ جسمین علم
حضرت آدم بھی متلاشی ہو گیا اور کم گیا وعلمک مالم تکن تعلم وکان فضل اللہ
علیک عظیما جیسا کہ دیلمی رحمۃ اللہ فی مسند الفردوس من ابو رافع رضی حدیث نقل
کی ہے کہ واسطے میری امت میری متمثل ہوئی پانی اور گل مین اور تعلیم اسما ہوئی
ساتھہ زیادتی علم ساتھہ ذوات اور مسمیات کی ضبط جانا چاہیئے کہ یہ علم مقصود بالذات
ہی بخلاف صرف علم اسماء کی مثلاً عرہ کمالات حضرت نوح علیہ السلام مین سی ارسوز کسی یعنی
استقرار اوسکا اوپر پہاڑ ہی کے تہا اور جریان اوسکا اوپر پانی کے وقت نزول
عذاب الہی جانشانہ کی اور وقت نجات کی اوس سے موافق درخواست اور
دعا حضرت نوح علیہ السلام کے اور حضرت خاتم النبیین صلعم کے کائنات مین
سے جریان پتھر ہی پانی پر کہ جسکی شان سے غرقاب ہو جانا ہی بخلاف جوپ
کے کہ اوسکی شان سے تیرنا ہی پس جریان پتھر اکمل و اعجب ہے اور افضل چنانچہ
عکرمہ بن ابی جہل اکیدن زیر کنار آب بیٹھا تہا اوسنی خدمت بابرکت حضرت خاتم النبیین
صلعم مین عرض کیا کہ اگر تم راست گو ہو ای محمد صلعم تو پتھر جو دوسری کنارہ پر ہی
پانی مین تیر کر اسطرف چلا آوی اور غرق نہ ہو آپ نے اشارہ کیا وہ پتھر تیر کر
اسطرف آکر پیش خدمت آنحضرت صلعم آکھڑا ہوا اور شہادت رسالت آنحضرت
صلعم کی ادا کی آپ نے فرمایا کہ تجکو کب بس کرتی ہے ای عکرمہ یہ معذالیکی تیری

دل کی تسلی ایسی امر سی شاید نہو کہا عکرمہ نی ابی محمد کہہ اسکو کہ پہر اپنی جگہہ چلا جاوے
وہ پہر اسکو رطیر کر اپنی جگہہ پر واپس چلا گیا۔ اور علی ہذا القیاس بموجب اشارہ پرندہ کے
آنحضرت صلعم کے وقت قضاء حاجت کی میدان مین بعض سفر مین رات مین واسطی حجاب کی
دو درخت اس کنارہ وادی سے ایکدرخت اور دوسری سے دوسرا درخت اگر دونون
باہم مل گئے آپ نی بعد قضاء حاجت اشارہ کیا اپنی اپنی جگہہ پر دونون جا کہڑی
ہوی جیسا کہ مشکوۃ شریف کی باب المعجزات مین بہ روایت حضرت جابر بن عبد اللہ رض
سے ہے اور مانند اسکی اسامہ بن زید بن حارثہ سی مروی ہے اکثر کتب مین
جا بی غور ہی کہ جو ب کشتی حضرت نوح علیہ السلام حسب عادت متعارفہ پانی ہی مین
جاری رہی کہ مناسبت رکہتی تہی مگر معجزہ اوسمین یہ تہا کہ وقت طغیانی پانی کے
حسب عادت متعارفہ اوسکی نجات ناممکن تہی مگر آخر مناسبت ہمگری آب جو
تو تہی بخلاف اس معجزہ حضرت خاتم النبیین صلعم خاتم المعجزات صلعم کے کہ پتہر کو پانی مین
طیرنے سے اور چوب کو زمین مین چلنے سے کیا مناسبت پس بنظر ظاہر یہہ اعجاز فائق
تر ہے اور مہذا حضرت نوح علیہ السلام نی درخواست عذاب کری کہ رب لا تذر
علی الارض من الکافرین دیارا جو باعث ہلاک کل ہوا سوای اہل کشتی کے اور حضرت
ختمی پناہ صلعم نے استسقی کی دعا کی رب اید قومی فانہم لا یعلمون مطابق دعا بخش انبیاء
سلف کی کہ ایک نبی کو اونکی قوم نی لہولہان کر دیا تہا تو اونہون نے بہی ایسا
ہی کہا تہا جیسا کہ وارد مشکوۃ شریف ہی کہ حسب عبد بن یالیل بن کلال نی طائف
مین واسطی ہدایت کی آپکو طلب کیا اور اوس ملعون نے لڑکی پیچہی لگا کر پتہرون سے
مارنے کی ادبی کرائی اور لہولہان کرا دیا اوسوقت آپنی از قسم دعا مذکور کری
اور اوسوقت حضرت بلال رض ہمراہ تہی وہ کہتی ہین کہ میری پاس توشہ چند چھوہارہ
تہین لیوا زیہ الیط بلال وارد روایات ہی یعنی اسقدر تہین کہ اوسکو بلال اپنی ہاتھ

ہین جیسا ہی ہتی کنایت ہی کمال قلت سی اور یہہ ہی قوت رہا تیس رات دن تک
یعنی ۱۵۰ سو برس تک اور حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نے پتہر ماری بدن مجروح کر دیا
حضرت خاتم النبیین صلعم کے پتہر ماری بدن مبارک بہی مجروح کر دیا اور تنبہ مبارک
منجملہ دندان شریف شہید کر دیا کفار نی روز احد کی اور باوجود موجودگی حضرت نوح ع
عذاب الہی برنگ طوفان عام آیا اور سوائی اہل کشتی کے کسیکو نجات نہوئی اور
بیدرخواست حضرت خاتم النبیین صلعم بپاسخاطر وجود مبارک اونکی یہ ارشاد ہوا کہ
وما کان اللہ لیعذبہم وانت فیہم الایتہ اور اگر حسب مقتضای وقت درخواست عذاب
بہی ہوئی تو یہ ارشاد ہوا کہ لیس لک من الامر شیئ اویتوب علیہم فانہم ظالمون
یعنی تا دیبًا نظر بر تبہ عالی کہ تو رحمتہ للعالمین ہے بموجب کریمہ وما ارسلناک الا رحمتہ
للعالمین تجکو زیبا نہین اس قسم کی دعا کرنی بلکہ اوس قسم کی دعا زیبا ہی جو باعث نجات
اور رحمت ہو جیسا کہ گذرا رب اہد قومی فانہم لا یعلمون چنانچہ پہر واسطی بعض قبایل
عرب کی بعد بد دعا کرنی کے اوپر بعض قبایل کے مانند رعل اور ذکوان اور عصیتہ
کے دعا نیک کری بدین الفاظ مرویہ بخاری شریف وغیرہ صحاح ستہ کی اللہم اہد
دوسا وآت بہم یعنی یا الہی انکو ہدایت کر اور اسلام کی طرف انکو لا مثلا عمدہ کمالات
ابراہیمی علیہ السلام سی مرتبہ خلت ہے تو آپکی واسطی درجہ حبیبیتہ محبوبیتہ ہی لاشک یہ
مرتبہ خلت سی افضل اور اعلی ہین اور زیادہ قبولیت کی شان ہین اور نیز قبولیت خصوصیت
ابراہیم علیہ السلام بہ نسبت قبولیت حضرت خاتم النبیین صلعم خاص ہے اور وہ شامل
اور حاوی اور عام ہے کیونکہ وہ رحمت للعالمین ہین بالطبع اوسکی طرف میلان
کلی ہوتا ہی جسکی سبب سی راحت اور آرام اور امن و امان کلی اور عام یعنی رفاہ خاص
وعام دینی و دنیاوی پہونچی کہ غایت درجہ اثر رحمت یہ ہی ہے اور محفوظیتہ نار نمرود
سے ساتھہ برد وسلام کی جو اثر خلت ہوا تو اثر حبیبیت اور محبوبیتہ یہ ہوا کہ واسطی

اس امت مرحومہ کے خود دوزخ ہے بعض مومنین سے اس امتہ مرحومہ کی درخواست
کریگا جزا بامومن فات نورک اطفاء نارہی یعنی جلد کہ رجا تو ای مومن اسواسطے کہ
نور ایمان تیرے نی بجھا دیا آگ میری کو اور منجملہ عمدہ کمالات ابراہیمی علیہ السلام
ہیں جو توکل اور اخلاص تہا وہ مذکور ہو چکا عنقریب تذکرہ کمالات ابراہیمی ہیں کہ
طفیل نور محمدی تہا صلعم جو اوسوقت پنہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں تہا اور نیز
کمالات آدمیتہ ہیں یعنی کمالات حضرت آدم علیہ السلام ہیں ضمناً اور علی ہذا القیاس مقام
توکل اور اخلاص اور رضا بالقضا اور صدق وعدہ جو کہ عمدہ کمالات اسماعیلی ہیں سے
تہا علیہ السلام کہ بسبب نور مذکور قدم بقدم اپنی والد بزرگوار کی رہتے جیسا کہ قصہ ذبح
ہیں کذرا علیہما السلام اور حضرت خاتم النبیین صلعم نے کبھی وعدہ خلاف نہیں کیا اور
وعدہ شفاعت کبریٰ کیا کچھ بڑا کمال ہے حضرت کا صلعم رزقنا اللہ تعالیٰ فی حلا السیات
ورفع الدرجات آمین ۔ اور عمدہ کمالات اویسی ہیں سے علیہ السلام بموجب قول
حضرتعالی جلشانہ انہ کان صدیقا نبیا وفضاہ مکانا علیا داخل ہونا جنت میں قبل از ہمہ
عالم بطور دخول غیر متعارف شرعی کے یعنی قبل از یوم حشر بموجب اکثر روایات کے پس
دخول حضرت بلال رضہ بموجب اسحدیث کی قال رسول اللہ صلعم ما ارجی عملک دخلت الجنتہ
فوحدت فیہا خشخشتہ فلانک فقال ارجی عملی غنی کلما توضات صلیت رکعتین او علی ذالک
حال دخول جنتہ میصا اور کسی روایتہ میں لفظ عیسا فرمایا حضرت صلعم نے کہ زیکہا
ہیئی ام سلیم کو کہ جسکا لقب میصا رہی یعنی ڈھیڈ یا لی عورت اور لقب عیسا رہے
یعنی چونڈ یلی عورت کہ لقب اولکا وارد روایات حدیث ہے اور مشہور یہی اور یہ
ام سلیم والدہ حضرت انس رضہ صحابی خادم رسول اللہ صلعم ہیں اور ام سلیم مذکور بھی
صحابیہ ہیں معلوم ہوا کہ اگر لقب ناخوش نظر حقارت نہو اور خالبا بیان واقعی ہو
تو جایز ہے اور کثرت اور شہرت کی سبب سے معنی وصفی پر نظر نہ رہی بمنزلہ علم ہو جاتے ہیں

مثل عبد الرحمان الاعرج وارد اسناد ابی ہریرہ رضہ تو داخل مزید ولا تنابزوا
بالالقاب نہین پس اگر مثبتین خاتم ایسی مراد رکھین اس لقب خاتم سے تو جذان
مضایقہ نہین اگرچہ نظر بالتباس صورتی بہتر تو نہین مگر وہ صاحب تو معنی وصفی پر
جم رہی ہین جیسا کہ اعور لقب مشہور رجال اسانید احادیث مین صحاح ستہ وغیرہ مین
شایع ذایع ہے بلا نکیر جب حال صحابہ یہ ہو تو کیا کچھ دلالت ہی شرف رتبہ حضرت
خاتم النبیین پر صلعم اور آپ نی صلعم ایک عورت سی وعدہ کیا اور سنی عرض کیا کہ جو
مین آپکو نہ پاؤن تو فرمایا کہ جو مجکو نپاوی تو حضرت ابو بکر کے پاس آ تا پس آپ کا وعدہ متواتر
ہوا کیا کچھ بڑی فضیلت ہے کہ آپنے وعدہ مین شامل کیا اور نیز دلیل خلافت حضرت
ابو بکر ہے رضہ فافہم جیسا کہ یہہ روایت سنن ابی داود مین ہے اور مشکوۃ شریف
مین بھی ہے اور منجملہ کمالات موسوی علیہ السلام سی عصا اور ید بیضا ہی سو حضرت
خاتم النبیین صلعم کی خدمت بابرکت سی وقت شب بعد نماز عشا دو صحابہ نے قصد
اپنی اپنی گہر جانا کا کیا جب راستہ دونکا مشترک رہا تب تک عصا ایک صحابی کا مثل
مشعل مشتعل ہا جب راہ متفرق ہوا عصا دوسری صحابی کا بھی ویسا ہی روشن
ہو گیا تا گہر دو صحابی مذکور اسید بن حضیر اور عباد بن بشیر ہے چنانچہ یہہ حدیث نہیں
مشکوۃ شریف مین بھی ہے اور نیز بخاری وغیرہ مین علی ہذا القیاس روایت قتادہ بن
النعمان رضہ صحابی مشہور ہین بعد نماز عشا کی جو حضرت خاتم النبیین صلعم کے ساتھ گذاری
تھی اور رات اندھیاری تھی حضرت صلعم نے ایک شاخ خرما اونکی ہاتھ مین دی
اور فرمایا کہ اسکی روشنی مین جو پس و پیش دس دس گز ہو گی اپنی گہر جا اور جب تو گہر مین
اپنی داخل ہو گا وہان سانپ سیاہ ہو گا اس سے اوسکو مار ڈالنا اور باہر نکالکر
ڈالدینا یہہ روایت کی ہے ابو نعیم نے پس ظاہر ہوا کہ حضرت موسی علیہ السلام کا عصا
خود سانپ ہو جاتا تھا اور یہہ عصا سانپ کش تھا کسقدر دلالت ہی شرف رتبہ پر

اور واسطہ نہ گذری کسیکو یہ کہ فضیلت ہوتی ہے اور بیٹھی سکے اسواسطے کہ یہ فضیلت
صحابہ نہ تھی بلکہ یہ فضیلت آنحضرت صلعم ہے اسواسطے کہ بدون وساطت آنحضرت
صلعم کیا امکان تھا کہ ایسی امور فاضلہ کا صدور ہو صحابہ سے اور علی ہذا القیاس
روایت حمزہ اسلمی سے ہی کہ ہم ہمراہ آنحضرت صلعم کے تھی سفر مین متفرق ہوگئی
شب تاریک مین میری انگلیان روشن ہوگئین اوس روشنی مین ہم سب جمع ہوگئے
کوئی ہلاک نہوا اور میری انگشتان روشن تھین اور نیز آنحضرت صلعم نے ایک صحابی کو
واسطے دعوت کی اور ہدایت اوسکی قوم کی بھیجا تھا اوسنی نشانی طلب کی آپ
نے اپنی انگشت مبارک درمیان دونون انگھون اوسکی کے ماری اوسجگہہ ایک
سفیدی اور نور ظاہر ہوگیا مانند روشنی دیبیا نا حضرت موسی علیہ السلام اوسنی عرض
کیا کہ مین ڈرتا ہون کہ آدمیونکو خیال مرض برص کا ہوگا آنحضرت صلعم نے اوسکو
اپنی کوڑی مبارک کے ساتھہ ہٹا لیا پس غور کامل درکار ہی کہ ہرگاہ حال خادمان
آنحضرت صلعم یہی تو پھر آپکی شان تو بس رفیع ہے اور وہ بھی شان آنحضرت صلعم
ہی ہے جیسا کہ توجیہہ عنصر بیان گذری اب غور درکار ہی کہ جب اشاعت دین
محمدی صلعم اور تائید ظاہری اور باطنی صحابہ جو انبیاء نہ تھی مانند کار روائی انبیاء
اولوالعزم کرائے تو کیا ضرورت رہی خواتم ست بلکہ اسی مین آنحضرت صلعم کے
شان مبارک زیادہ ہے فافہم۔ اور عصا حضرت موسی علیہ السلام سے دریا
نیل چیر پھٹ گیا اوس سے زیادہ یہ معجزہ ہے کہ آپ نے باشارہ انگشت مبارک
شق قمر کردیا اور تصرف سماوی اور ارضی مین فرق زمین و آسمان ہے اور معراج
حضرت موسی علیہ السلام تا بکوہ طور سینا تھی اور معراج حضرت معراج الانبیاء صلعم
تا بلامکان ہوی اور درخواست حضرت موسی علیہ السلام بجہت ارنی النظر الیک
ہوی اور نسبت حضرت خاتم الانبیاء صلعم۔ الم تر الی ربک کیف مد الظل اور جا بجا

یہہ کلمہ الم تر قرآن مجید مین نسبت آنحضرت صلعم موجود متلو ہے جانا چاہئی کہ اس درخواست
پر حضرت موسی علیہ السلام نے داغ لن ترانی کہایا اور خاتم النبیین صلعم سی خود درخواست
کی درخواست ارشادی اور ہدایتی یعنی دیکھہ تو طرف رب اپنی کی اور فرق درمیان
ان دونون امر کے یہ ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام نے حسب حوصلہ استعداد
اپنی کے درخواست رویتہ الہی جلشانہ اس دار دنیا مین جو محال ہے کی بی ہا کانہ
مدہوشانہ اور آنحضرت صلعم نے جو حسب حوصلہ استعداد وافر اپنی کے اس امر کو محال
جانکر درخواست رویتہ نکی اور پاس ادب رکہا اور مدہوش نہ موہی اور نہ بیباک موہی مانند
حضرت موسی کے ارشاد ہوا کہ کیا نہین دیکہا تو نی طرف رب اپنی کے یعنی دیکہہ
تو طرف نشانیون قدرت اپنی رب کی اور طرف مظاہر صفات اپنی رب کی بخلاف
حضرت موسی کے کہ اونکو ارشاد ہوا کہ تو جو دریا ہے ایک امر محال کے نسبت اس
دار کی یعنی دار دنیا کی گو فی نفسہ وہ آخرت مین جایز ہے اس عبارت مین بطور
مناظرہ کی بصورت الزام حجتہ استدلالی کے حوالہ طرف جبل طور سیناء کی ہوا فافہم
فافہم کنہ المقام اگرچہ معنی الم تر کی اور روایات مین مانند الم تر ان الفلک تجری
فی البحر الم تعلم ہین مگر اس آیتہ ظل مین یعنی الم تر الی ربک
کیف مد الظل مین بسبب صلہ لفظ الی کے معنی الم تعلم درست نہین بیٹہتی لہذا یہ
توجیہہ حسینی کی یہ ہے صحیح ہے یعنی دیکہہ اب جانا چاہئی کہ رتبہ عالی کونسا ہے
اور ان استغفر مکانہ صوف ترانی اس آیتہ مین رد ہی مذہب شیعہ رفضہ اور معتزلہ
پر کہ وہ منکر ہین رویت الہی کے مطلقا دار دنیا اور دار آخرت مین اسواسطی کہ
استغفر ارجبل ممکن تہا تو تعلیق بالمحال مطابقا ہوا نسبت رویتہ کی معلوم ہوا رویتہ مطلقا
محال نہین بلکہ محال ہے ساتہہ قید اس دار دنیا کی اور حضرت موسی کو بسبب قلت
استعداد کے حکم درزش ہوا نسبت تجلی کے کسوت نار شجری مین اور فنا ہوئی یا موسی

انی انا الرب العلمین اور نیز حکم ہوا واسطی الدینی عصاکی کہ اعتماد غیر پر نہ چاہیئی اور پھر اوسکو مسانپ کر دکھایا کہ انجام کار اعتماد غیر کا یہی اور پھر ارشاد ہوا لاتخف انی لایخاف لدی المرسلون اور حضرت خاتم النبیین صلعم کی نسبت بلاورزش اول ہی وہلہ مین ارشاد ہوا مازاغ البصر وماطغی لقد رای من آیات ربہ الکبری یہ بین تفاوت رہ از کجا ستا تا بکجا وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ وعلی جمیع المرسلین وآلہ وصحبہ اور آنحضرت کے حق مین ارشاد ہے نور علی نور یہدی اللہ لنورہ من یشاء اسواسطے کہ سب انبیاء نور ہین اور آنحضرت صلعم نور علی نور ہین سبحان اللہ کیا رتبہ عالی ہے اور واسطی حضرت موسی کے چشمہ نکلی سنگ سے جو ایک امر متعارف ہے اگرچہ اسمین اعجاز ہے کہ وہ سنگ مقلوع تہا اور ہمراہ رہتا تہا مرتکز الجبال نہا جو باعث استغراب ہوتا مگر ایک طرح کی مناسبت تو ہے چنداں امر ناشناختہ نہین بخلاف اسکی کہ آنحضرت صلعم کی سر انگشتان مبارک سے چشمہ جاری ہوئے کہ مناسبت ہی نہین یہ امر غیر الاعجازات اور افضل المعجزات ہوا اور حسن بلیغ آنحضرت صلعم کا بہ نسبت حسن صبیح حضرت یوسف علیہ السلام کے بالاتر رہا کہ فرمایا انا افاتح ولیوسف الصبیح یہہ روایت تفسیر سورہ یوسف علیہ السلام مقام معین بحمد اللہ مین مذکور ہے یعنی میرا حسن نمکین ہے اور حسن یوسف سفید ہے یعنی بے نمک ہے اور حیا اور لحاظ اور پاسداری آنحضرت صلعم کی نسبت اور حضرت انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے جو کمال دلیل ہے اوپر بسطہ اخلاق عظیم کے بموجب کریمہ انک لعلی خلق عظیم بالاتر ہی فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ مینی عفریت کو یعنی ایک دیو سرکش کو جو میری نماز قطع کرنے آیا تہا پکڑ چھوڑ دیا بسبب لحاظ دعوت بہائی سلیمان علیہ السلام کے۔ رب ہب لی ملکا لاینبغی لاحد من بعدی انک انت الوہاب ورنہ ستون مسجد سے باندہ دیتا لڑکی مدینہ منورہ کے اوسکی ساتھ کھیلنے عود درکار ہے کہ اسمین لحاظ اور حیا اور پاسداری بہی کمال ہے اور زور آوری بہی اور تصرف مخلوق قوی پر بہی کمال ہے بلکہ پکڑ لینا حضرت ابوہریرہ

صحابی رضہ کا باتہہ ابلیس شیطان کو جسوقت چوری کرکے لے چلا تہا غلہ وغیرہ صدقات
کو وقت لغیبانی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے اور پہنچی صدقات کے اور وقت سماحت کرکے
جہوٹے بول کر کہ پہر نہ آؤنگا خلاصی پائی دوبارہ پہر معاملہ رہا اور آنحضرت صلعم براہ
اعجاز فرماتے رہے حکایت اس قصہ شنیعہ کی بدین الفاظ کہ ما فعل اسیرک البارحۃ یعنی
کیا ہوا قیدی تیرا کل کی رات کا یا کل کی شام کا ای ابو ہریرہ اور فرماتی رہے
کہ کہا وہ پہر آویگا اور تعلیم کر گیا اونکو آیت الکرسی اس اقرار پر کہ مجکو چہوڑ دی پہر نہ آؤنگا
لایقربک شیطان اسکی تاثیر یہ ہے کہ شیطان بہاگ جاتا ہے اس سے اور آنحضرت
فرماتے رہی کہ وہ اگرچہ جہوٹا ہے مگر اس تعلیم آیۃ الکرسی مین اور اوسکی تاثیر مین سچا ہی
غرضکہ کیا تصرف عظیم ہے آنحضرت صلعم کا کہ ایک صحابی کا یہ تصرف ہوا اور اس حدیث
سے یہ واضح ہوا کہ کبہی نفع دین کا مرد فاسق سے بہی ہو جاتا ہی اور اخذ امر مشروع
کا فاسق سے جایز ہی بشرطیکہ اوسکو عادل تصدیق اور تسلیم کرہی جنانچہ وارد حدیث
شریف ہے ان اللہ لیؤید ہذا الدین بالرجل الفاسق فافہم اور بمقابلہ اعجاز جلبی تخت
حضرت سلیمان علیہ السلام کی ہوا پہر کل مسافت صباح و مساء آمد رفت یمن سے شام
تک اور شام سے یمن تک صبح و شام تہی براق آنحضرت صلعم کا ہی براق کو ہوا سے
کیا نسبت وارد حدیث شریف صحاح ہے یضع حافر قدمہ عند اقصی طرفہ یعنی جہانتک
اوسکی نظر جاتی تہی وہان پڑا اوسکا قدم پڑتا تہا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کا لشکر
جن و انس تہا آپ کا لشکر جن اور انس اور ملایک بلکہ ہمراہ براق کے آمد رفت مین بطور سیاست
مرکب براق اور عہدہ نقابت و چوبداری طرقوا طرقوا اور الیک الیک گویان یعنی ہٹو
بچو ہوا ایک طرف ہو جاؤ الگ ہو جاؤ و بکمال شاطری و چستی و چالاکی حضرت جبرئیل علم
حاضر رہے اور پہر اپنے مکان سے سر مو نجاوز نکیا یعنی سدرۃ المنتہی سے۔ اور اعظم
تصرفات اور آیات معجزات ہی حضرت عیسی علیہ السلام کے ابرا اکمہ مادرزاد تا بینا اور

ابرص سفید بدن والا سبب مرض برص کے کرلا علاج امراض ہین بس صدور ظہوران
امور کا آنحضرت صلعم سے مروی ہے کہ روز جنگ احد صدمہ زخم سے آنکھہ حضرت ابوقتادہ
سحابی رضہ کا حدقہ چشم سی نکلکر باہر آپڑی آنحضرت صلعم نے اوسکو اوسکی جا نہ مین رکھدیا
پہلی سے آنکھہ بہتر ہوگئی دوسری آنکھہ درد کرتی یہ آنکھہ کبھی درد کرتی اور اوس سے زیادہ
تر روشن تھی اور عوذہ معاذ بن عفرا کو مرض برص کا تھا آنحضرت صلعم سے عرض حال کیا
آپکی دست مبارک مین چوبدستی تھی اوس سے چھو دیا حتعالی جلشانہ نے اوسی شفا عطا کردی
اسکو امام بیہقی نے روایت کیا ہی دلایل النبوۃ مین اور صاحب مواہب لدنیہ نے بھی اس
روایت کو نقل کیا اور ایک شخص نے آکر عرض کیا اگر میری دختر کو یا رسول اللہ آپ زندہ
کردین تو مین ایمان لاؤن آپ نے فرمایا اوسکی قبر پر کھڑا ہوکر آواز دی فلانی اندر
سے قبر کے آواز آئی لبیک وسعدیک یا رسول اللہ آپنی فرمایا کہ دنیا مین پھر آنا تجکو
منظور ہے اوسنی عرض کیا کہ واللہ آخرت کو دنیا سی بہتر پایا اور چند بار احیاء اموات
کا معجزہ آپ سی صادر ہوا چنانچہ شواہد النبوۃ مین حضرت انس بن مالک رضہ سی روایت
ہے کہ ایک عورت مطربہ سیاکا جوان بیٹا مرگیا جسوقت اوسکو دفن کیا اوسنی کہا خداوندا
تو دانا ہے کہ مینی ہجرت کی تیرے رسول کیطرف اس امید پر کہ میری تو مدد کرے گا
اور فریاد رسی کریگا ہر ایک شدت اور محنت مین مجھہ پر اسقدر بوجھہ مت رکھہ معصیت کا یعنی
مجھہ سے میصیبتی ہوگی جو باعث ہوگی معصیت کی ہمنی اوس جوان کے مونہہ پر کپڑا ادور کیا
وہ زندہ ہوگیا اور ہمارے ساتھہ کھانا کھایا اور ایک روایت مین ہے کہ پھر مرگیا یہہ
صدور فعل صحابہ سی داخل معجزہ کے تھا ایک عمدہ حجتہ ہے کہ حضرات صحابہ سے جب ایسا صادر
ہو تو آنحضرت کی صلعم شان تو بس بلند ہی یہ سب کرامات راجع اور عاید طرف معجزات
کہا ہین اور مواہب لدنیہ مین مروی ہے نعمان بن بشیر صحابی سے رضہ زید بن خارجہ
سردار ان انصار سی تھی رضہ اثنا راہ مین منجملہ راہون مدینہ منورہ کی چلی جاتی تھے

مابین ظہر اور عصر کے منہہ کی بل گر کر مر گئی انصار کی عورتان اور مرد آکر گریہ وزاری
کرنے لگی یہانتک کہ درمیان مغرب اور عشار کی اونسی آواز سنی کہ کہتی تہے
محمد رسول اللہ النبی الامی خاتم النبیین لا نبی بعدہ وکان ذالک فی الکتاب الاول
وصدق وصدق ہذا رسول اللہ السلام علیک یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ روایت
کیا ہے اسکو ابن ابی الدنیا فی کتاب من عاش بعد الموت مین اور یہہ روایت
نہایت موید ہی ہماری دلایل کو اور اس قسم کی روایات درباره معجزات بہت کچہہ
مدارج النبوۃ مولفہ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ مین مروی ہین یہ
ہی کفایت کرتی ہین اگر شبہہ کیا جاوی کہ یہہ مردہ شاید مسکوت ہوگئی ہون
اور زندہ نہون تو غلط ہی اسواسطی کہ حاضرین اوسوقت کی بلکہ تمتع اس امر کی
بالمعاینہ کرتی ہی ایسا شبہہ قابل اعتبار نہین کہ سکتہ امر حسی مین سے امتیاز
درمیان سکتہ اور مردہ کے بس متعارف شایع ذایع ہے اور قطع نظر اس سے
احیاء اموات امور ممکنات مین سے ہی نہ ممتنعات تیسری معجزہ حضرت عیسی علیہ السلام
اور اونکی اتباع کا ثابت ہی ہرگز مستبعد نہین اور نہ کوئی دلیل شرعی اسکی امتناع
شرعی ہونے پر قایم ہوئی ہے اگرچہ ممتنع عقلی ہو کیونکہ نا وقتیکہ امتناع شرعی نہو
ہمکو اوسکی پیروی لازم نہین ایسا ممکن عقلی ممتنع شرعی ہین مانند سحر کی یہہ امر اس
قبیل سے نہین بلکہ ثابت الاصل ہین عقلاً وہم شرعاً فافہم اور یہہ امر ایسی خصایص
عیسوی مین سے شرعاً نہین ثابت ہوا کہ اور انبیاء تک انبیاء پیشین اور انبیاء پسین
تک یا اونکی اتباع تک تجاوز نکری حضرت ابراہیم علیہ السلام سی منصوص قرآنی ہے
قولہ تعالی واذ قال ابراہیم رب ارنی کیف تحی الموتی قال اولم تؤمن قال بلی ولکن
لیطمئن قلبی قال فخذ اربعۃ من الطیر فصرہن الیک ثم اجعل علی کل جبل منہن جزءا ثم
ادعہن یاتینک سعیا واعلم ان اللہ عزیز حکیم اور قصہ اذ ارسلنا الیہم اثنین فکذبوہما

فوزنا ثالث موجود ہے تفسیرون سے ملاحظہ کرنا چاہئی اور اس رسالہ مین بیشتر کسی قسطاس مین تحریر ہو چکا ہے اور اگر یہہ کہا جاوی کہ یہہ معجزہ سورہ یٰس و انولنا منسوب ہی طرف عیسیٰ علیہ السلام کی تو فہو المراد کہ صدور اس امر کا یعنی احیاء اموات کا صحابہ کرام سے منسوب ہی طرف آنحضرت صلعم کی فضائل اور صدور معجزہ اسیاء والدین اپنی کا آنحضرت صلعم سی ثابت ہی اور ایمان لانے مین اونکی اختلاف ہی یہ امر آخر ہے اگرچہ نزدیک متقدمین محدثین کے ایمان لانا اونکا صحیح نہین مگر نزدیک متاخرین کے ثابت ہی اونہون نے ثابت کرکے پایہ ثبوت کو پہونچا دیا ہے حضرت استادی و مشادی آفتاب آفاق تاج المحدثین مولانا محمد اسحاق محدث قدس سرہ سی وقت سند جامع الاصول کے کہ اوس روز نوبت قرارہ سبق مین مولوی یار علیصاحب عظیم آبادی تھی ۱۲۷۹ھ ہجری مین مجکو یاد ہی مجھی سنا فرمایا تین قول مین سے قول معتبر اس باب مین سکوت ہی احتیاط تھا اگرچہ یہہ دو قول بھی فرمائے تھی کہ موتہ اور پر کفر کے ہوئی یا اللہ تعالیٰ نے اونکو زندہ کیا اور وہ ایمان لائے اور ان دونہین قول معتبر عدم ایمان فرماتی تھے اور عمدہ اور افضل اور اشہر اور ابقی اور ادوم اور اظہر اور ابہر معجزات حضرت خاتم النبیین صلعم مین سے کلام اللہ فرقان حمید قرآن مجید ہی کہ تا قیام قیامت مستمر اور پائندہ اور متلو اور محفوظ لفظاً و معنی لفظاً و قراءۃ ہی مشتمل ہے اور بکمال فصاحت اور بلاغت کے کہ عند التحدی و المقابلہ فصحاء و بلغاء عرب اور قبح اونکی کے بنا لانے ایک سورت سی کیا بلکہ ایک آیت سی بھی عاجز ہو گئی **قولہ تعالیٰ** قل فاتوا بسورۃ من مثلہ و ادعوا شہداءکم من دون اللہ ان کنتم صادقین اور سورہ ھود علیہ السلام مین ام یقولون افتراہ قل فاتوا بعشر سور مثلہ مفتریات و ادعوا من استطعتم من دون اللہ ان کنتم صادقین نہایت کار نظر بکمال اعجاز بہ ارشاد ہوا کہ قل لئن اجتمعت الجن و الانس علی ان یاتوا بمثل ہذا القرآن لا یاتون بمثلہ و لو کان بعضہم لبعض ظہیرا اسواسطے کہ سراپا قرآن شریف نہایت اعجاز فصاحت و بلاغت مین ہے چاہو تو ہم بتلا دین

تمام قرآن شریف کوئی کتاب پوری اور عبارت پوری بنالاؤ خواہ کوئی آیتہ کوئی
صورت جو جزء ہے بالتفصیل و بالتعیین بنالاؤ وفا فہم اور جانا چاہیئے کہ خارج کرنا ملائکہ
کو اس آیتہ میں سے اور نہ شامل کرنا اونکا ساتھ جن و انس کے باوجود ہونے کے
ذوی العقول میں سے اس وجہ سے ہی کہ ملائکہ معصوم ہیں تحدی اور معارضہ اور متحدی
قرآن شریف کی نہ تھی اور معہذا ضمناً عجز ملائکہ بھی فی نفسہ لازم آیا اسلئے کہ ہرگاہ جن
و انس باوصف مہارت موجد النشار اور انشار آموز کی عاجز آئی تو ملائکہ تو بطریق اولی
عاجز ہیں اور سب گروہ ملائکہ میں اعلم حضرت جبرئیل علیہ السلام حامل وحی ہیں اونکی نسبت خود
لفظ امین قرآن شریف میں نازل ہے اور مقابلہ منافی ہے ایسی امانت کو جسکی عظمت کا
اعتراف ہو اور وقعیت کا اقرار قند تبر اور یہہ عرض جواب جانب ملائکہ سے کہ اتجعل فیہا من یفسد فیہا
ویسفک الدماء ونحن نسبح بحمدک ونقدس لک بروقت فرمانی حق تبارک وتعالی کے انی جاعل
فی الارض خلیفہ بطور مقابلہ اور مفاخرت نہ تھا بلکہ بطور منا صحت حسب لیاقت اور جو صدا سے
کی تھا براہ بے علمی کے جسکا جواب یہ بایا قال انی اعلم مالا تعلمون اور بطرز امتحان کی تھا
اور واسطے اظہار شرف رتبہ انسان کے فافہم اور نزول کتب سماوی اکثر بزبان عبرانی اور
قرآن شریف کا نزول بعبارۃ عربی بے شک زبان عربی افصح اور ابلغ ہی سب
زبانوں سے اور فارق وارد احادیث مشاہیر ہی لسان اہل الجنتہ عربی اگرچہ بطور
روایت قرطاسی کے بعض حواشی درمختار پر نظر سی گذرا کہ زبان اہل جنتہ کی دری
ہے اور دری زبان فارسی لغت بلخ ہے مطلب اور اگر خطرہ بخطور ہو کہ اور کتب منزلہ
اور فرقان حمید دونوں کلام الہی ہیں وجہ تفاوت فصاحت و بلاغت کیا ہی کہ ایات تحدی مقاولت فصاحت و البلاغت میں ہیں
کہ بعض کلام الہی بر بعض کے فایق ہی فصاحت و بلاغت میں باراده الہی اسلئے اظہار شرف رتبہ کے مانند تفاوت مراتب پیغمبری رسل علیہ السلام
کے تلک الرسل فضلنا بعضہم علی بعض ایسا تفاوت جو مشاہد در مساوی ہو کلام
مخلوق کے جیسا کہ غیر نبی اور رسول مساوی نہیں نبی اور رسول کو کیونکہ مقتضای لفظ

بعضہم علی بعض تو یہی ہے علی ہذا القیاس فتشبہ اور جانا چاہئی کہ عمدہ اعجاز عیسوی اور انجیل
اوسکا احیار اموات اور شفا مرضی تہا یہ بہی ہمسنگ اعجاز قران مجید اصلا نہین ہو سکتا
اسواسطی کہ اعجاز قرانی باعث احیار حیات روحانی ہے جو عبارت ہی احیار ایمانی
سے اور ہر مستمر اور دایم ہی اور وہ اعجاز عیسوی ایک امر آنی غیر مستمر تہا بہ نسبت
اعجاز قرآنی کے اور احیار ایمانی کے اور اگر یہ عذر کیا جاوی کہ احیار روحانی انجیل
مقدس سے بہی حاصل ہی پس جواب اسکا ظاہر ہی کہ برکات انجیل مشابہ برکات قرآنی
ہرگز نہین کما وکیفا وزمانا فاحفظ پس خلاصہ یہ ہی کہ ذات بابرکات عالی صفات معالی سمات
حضرت سید کائینات خاتم النبیین آخر المرسلین سید الاولین والاخرین غلیہ افضل الصلوۃ
والتسلیم جامع جمیع کمالات تمامہ انبیار و مرسلین اور مجموعہ جمالات سایر رسل باکمالات
اجمعین اکتعین الصبعین ہم شئی زائد و امر نافل ہے پس وہی عزیز مسمی بہ محمد مندرجہ اشرف مذکور
جو قدم بقدم ہین حضرت خاتم النبیین کے جو ہادی ہین طبقات سافلہ کے مانند اور اولاد آدم
اور انواح وغیرہ اوسطی اور اوایل کے بشرط وجود مکلفین وہان اور غیر نبیا ہین جسکو
براہ مبالغہ اشرف مذکورین بلفظ نبی مجازا تعبیر کیا اور دلایل ترجیح اسکی سے تمام قساطیس
مشحون و ممتلی ہین وہ سب اوایل اور اوسط اور اواخر مستفید ہین آثار اور اطوار
سے اور منورین انوار سی اپنی اپنی متبوع کے طبقہ ارض علیا سی جسکی ہمنام ہین اور یہہ
مطلب مشرح کیا بلکہ واضح ہے تحقیق شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ مندرجہ کتاب
انتباہ فی سلاسل اولیار اللہ سی کہ قدم بعض اولیار بقدم بعض انبیار ہی حضرت ابراہیم
اور حضرت آدم اور حضرت موسی اور حضرت عیسی اور حضرت خاتم الانبیار علیہم السلام
جس جگہ تحقیق کی ہے اصطلاح نظر بر قدم اصطلاح صوفیہ کرام کی واللہ اعلم۔

قسطاس سی و پنجم منجملہ اون قساطیس کے جو مشتمل ہین اوپر رفع بعض شبہات کے
جو مناسب ہین مبانی غیر مستقیمہ سے اور متضمن ہین دفع خدشات کو جو مناسب ہین مبانی مستقیمہ

سے اور مشارٹیش آمد اس قسم کی امور کا فضلا کو یا قلت مبالات ہوتا ہی یا محبت
اوقات سو بہ بجلہ سو تدبیری ہے نہ از قسم نقص فضل و کمال پس اسقسم کے بالتعزی منظر
مناصحت چارگری و مصالحت صحت نظری واجب الاطلاع اور لازم الانبیاء ہی بحکم حدیث
شریف الدین النصیحۃ الخ بالحذر قسطاس سی و ششم دسوکا ہو اس توجیہ پر کہ
بالفرض اگر یہہ کہا جاوی کہ فقرہ اخیرہ اثر مذکور یعنی فیہ بنی کبنیکم سی ظاہری کہ صرف
تشبیہ فی التشبیہ ہی مراد نہیں بلکہ تشبیہ فی المرتبہ والوصف مراد ہی مانند لکل فرعون موسی
یعنی لکل مبطل محق غلط اسلئی کہ اول تو یہہ نظیر مذکور صرف تشبیہ وصفی ہے کہ لئی موضوع
ہے بغیر لحاظ التسمیہ کی اور معہذا اگر از قبیل تشارک وصفی اور تشارک اسمی علی اختلاف
الروایات اثر مذکور میں کہا جاوی تو مضائقہ نہیں کیونکہ روایت فیہ محمد کخیرکم ہی ہے تاہم
اور انبیاء علیہم السلام کی ناموں کے جیسا کہ اوپر تشارک اسمی اور وصفی ہے اور
قطع نظر اس سے پھر بھی تو خاتمیۃ خواتم ستہ اس حجت سی ثابت نہیں ہوتی بلکہ صرف مرتبہ
نبوت میں تشبیہ ثابت ہوئی کے سوا اور کیا ثابت ہوتا ہی سو وہ البتہ تشبیہ ہی بارہ
وصف ہدایت اور زندارہ خیر حقیقی کے اور تذکیر اور توعیظ کے موافق توجیہ امام قسطلانی
اور امام زرقانی اور امام سیوطی وغیرہ کی وہ مسلم ہی جیسا کہ قسطاسوں سابقہ میں
مدلل ہو چکا اور مستقبلہ میں ہوتا چلا آتا ہے اور اگر یہہ کہا جاوی کہ مراد اس سے وہ مرتبہ
نبوت ہی جو ماخوذ ہے ساتھہ وصف خاتمیۃ کی یعنی خاتمیۃ مطلقہ کی اول تو تشبیہ میں
جمیع اوصاف ملحوظ نہیں ہوتی والا پھر خاتمیۃ مطلقہ عامہ شاملہ جمیع طبقات کیا بلکہ از غرض
ما فرض خواصہ مختصہ خاتم حقیقی ہے صلعم وہ واسطی خواتم ستہ کی ثابت ہوتا ہی نہ خاتمیۃ
اضافیہ مقیدہ اسلئی کہ وصف خاتمیۃ مطلقہ اوصاف مختصہ خاتم حقیقی میں سی ہے
صلعم یعنی یہ خواتم ستہ بھی خاتم مطلق ہیں یا نہ حضرت محمد رسول اللہ خاتم مطلق کے نفس وصف
مذکور بالاطلاق میں نہ خاتم اضافی ہیں وہو خلاف المفروض اور اضافۃ اور شی ہے

اور تشبیہ اور شی پس تشبیہ کو جو صریح لفظ اوسکا اشارہ مذکور ہین فقرہ کشیکم مین وارد ہی دربارہ
اثبات خاتمیہ مطلقہ ہو یا مقیدہ کیا دخل کہ وہ خواہ مخواہ اوسکو مستلزم ہو پس ایک امر
محتمل قابل استدلال نہین ہو سکتا ہے اگرچہ اضافتین فی الجملہ مناسبت ہو ساتھہ حقیقت
کے ایک امر وصفی ہین فی نفسہ مانند خاتمیہ کی ما نحن فیہ مین مگر وہ مناسبت بھی ما نحن فیہ
مین ایک امر اعتباری ہے کہ جسکا منشا ثبوت شرعی نہین کہنا اس صحبت ما نحن فیہ
مین اور پھر اوسکا منشا جو غیر شرعی ہے وہ بھی ایک امر ہی امور لابدیہ اعتباریہ مین سے
بخلاف مشابہت مذکورہ کی جو مصرحہ فی الاثر المذکور ہی اس صورت مین امر تحقیقی مین سے
ہی کہ جسکا منشا امور قدیمہ محققہ مین سے ہی خصوص ما نحن فیہ مین فافہم خاکسار وہ بھی بسبب
ہونی احتمال کے باطل الاستدلال ہے جیسا کہ گذرا پس اطلاق خواتم تشبیہی نہ کہنا چاہئے
بلکہ امثالی مثلی کہنا چاہئے بطور افراد متماثلہ متجانسہ متنوعہ بنوع واحد متحد الحقایق کے اور
نہ اضافی سویہ خلاف قرار دادی پس اضافتہ جو ایک امر اضافی انتزاعی تھا وہ متبدل
بامر وجودی تحقیقی ہو گیا اور یہہ امر باطل ہے اسلئے کہ ما بالتحقیق ما بالاعتبار نہین ہو سکتا
اور نہ عکس اسکا والا یعنی مرتبہ نبوت خواتم ستہ ماخوذہی ساتھہ وصف خاتمیہ مقیدہ اضافیہ
کی تو ہر ایک وصف زایدہی ثبوت اسکا بدلیل شرعی درکار ہی نہ عقلی اور بصورت اطلاق
مرتبہ مذکورہ یعنی مرتبہ خاتمیہ بطرز عموم وشمول ہر دو مرتبہ خاتمیہ کو یعنی خاتمیہ مطلقہ کو
اور نیز مقیدہ کو تب بھی تو مراد فرد کامل ہوگا یعنی خاتمیہ مطلقہ جو خصیصہ ہی خاتم حقیقی
کا صلعم پس بالضرور محاذی مذکور قایم ہے اور یہہ خاتمیہ مقیدہ وہ شی ہے کہ جس سے علاقہ
تشبیہہ کو بنانا چاہتی ہین اور استحالہ تجانس اور اتحاد نوعی مذکورہ کو دور کرنا چاہتی ہین
سو یہ امر بل بگاڑ ہے جیسا کہ عنقریب محقق ہو چکا پھر وہ بھی وہ حال سے خالی
نہین بغیر مشابہت ہو مانند مجاز مرسل کے مثل ید اور نعمتہ کے یا حین مشابہتہ ہو مثل استعارہ
کے مانند اس آیتہ عزیزہ کی ہو الذی جعلکم خلایف فی الارض اسطی کہ حضرت محمد رسول اللہ صلعم

خاتم النبیین ہین پس امتہ بہی اونکی خاتم الامم ہے لان محمدا صلعم خاتم النبیین فاتمتہ وخلفت سائر الامم من تفسیر المدارک اسکو قرینہ شرعیہ کہتی ہین اور منشاء شرعیتہ کیونکہ وجود امت خاتمیتہ ساتھہ وصف خاتمیتہ کی ایسا ہی ہے جیسا کہ وجود خاتمیتہ نبوت حقیقیتہ متحقق الوجود ہے نہ کہ وصف اضافی اعتباری ہے اور خاتمیتہ امتہ مرحومہ مذکورہ جا بجا منصوص قطعیتہ قرانیتہ اور اخبار نبویتہ اور آثار صحیتہ بلکہ کتب منزلہ سابقہ مقرون بالعلامات ثابت ہی نحن الآخرون السابقون وایت حدیث شریف دارد صحاح وغیرہ کافی ہے اکثار اس باب مین موجب اطالتہ ہی معلوم ہر کہ ومہ ہی پس بہرحال ہر دو صورت مذکورہ یعنی صورت مجاز مرسل وصورت استعارہ اس تشبیہہ ہی مطلب اہل مطلب ہرگز برآر نہین تا وقتیکہ منشا تشبیہہ شرعی نہو اور لفظ خاتم اثر مذکور مین بتصریح نہ ہو پس معلوم ہوا کہ مراد اثر مذکور مین لفظ نبی سے ہادی غیر نبی مراد ہین مسمی باسماء مذکورہ الاثر المذکور اور تشبیہہ امور محسوسہ مین ہو یا معنویہ مین منجملہ امر تحقیقی ہے بخلاف اضافتہ کہ وہ منجملہ امر اعتباری ہے پس ہرین تقدیر لازم آتا ہی فقرہ اثر مذکور مین اجتماع وجود اور عدم محل واحد مین پس ما نحن فیہ مین محل نزاع اضافتہ نہین ہو سکتا بلکہ محل نزاع تشبیہہ ہی نفس نبوت مین جسکو متحمل اثر مذکور ہے جسکا مآل استلزام شرکت فی النبوت ہی ہی قطع النظر عن الخاتمیتہ اور اگر اثبات تشبیہہ منظور مشتبہین اضافتہ ہوتا تو حسب قواعد عربیتہ ممکن تہا مگر اوسکو لازم شرکت فی النبوت مانع ہے اور بعض صورتین یا وارد شریعت یا انکار شریعت یا تکلیف قبل ورود شرع جیسا کہ قساطیس سابقہ مین مفصل گذرا الا بطریق مجاز و استعارہ مراد ہادی غیر نبی لئی جاوین حسب اقتدار سلف صالح مانند قسطلانی وزرقانی وغیرہ تو ہرگز اعتبار کنندہ نہین ہے اور یا صورت مطلب برآری بتصریح بدین لفظ ہوتی فیہ خاتم کنا تحکم مگر پہر یہ بہی بصورت تشبیہہ ہوئی بصورت اضافتہ بدلیل مذکور الا بتجوز ابوجہہ وجود منشاء اضافت مگر پہر بہی احتیاج

تاویل خاتم ہوتی مانند تاویل قسطلانی وغیرہ کے بوجہ لزوم استحالہ شرکت وغیرہ
اسلئے کہ خاتم غیر نبی نہیں ہوتا کہ امر لاحق ہے پس اثبات نبوت سابق باہمراہ نفی
نسبت خاتمیت بر کونہ قطعاً و قاطبۃً باطل ہے اور ہر پہلو مجال مناقشہ قایم ہے اور
اگر یہہ عذر کیا جاوی کہ روایۃ اسمی صمی یعنی فیہ محمد کم دلالت کرتی ہے اوپر خاتمیت
کی بطور ترقی کلام کے پس اول تقریر متقدم کافی ہو چکی اور مہذا یہہ عذر جب معتبر ہو
کہ اور انبیاء علیہم السلام کا نام اشرف کونین مذکور ہوتا تاکہ تقریر خصوصیۃ وصفی اوپر وصف
مخصوص کے بھی یعنی خاتمیت کی بھی بہ روایت اسمی و علمی بطور ترقی کے دلالت کرتی
یعنی نبی دہان تو خاتم بھی ہیں پس معلوم ہوا کہ وصف مشترک جو مقترح فی الاثر ہے
یعنی نفس نبوت مراد ہی جو بوجوہ مذکورہ فی القسا طلبس معتبر ہی ساتھہ ہدایت ہادی
غیر نبی کے ورنہ بصورت دعوی خاتمیت کیا اور دعوی نفس نبوت کیا پھر وہ بھی مناقشہ
قایم ہیں مگر چونکہ حضرت ابن عباس رض سے اس بھی باب میں حدیث قدسی مروی
ہے جیسا کہ قسا طبس سابقہ میں مذکور ہو چکا تو لم اخصہ بالنبیین بطلت لا تبا یکون بعدہ
نبیا اوسکی تصریح سبب خاتمیۃ پر بالعدا خاتم حقیقی اکتفا فرمایا بضمن سلب نفس نبوت
کہ جسکو خاتمیہ لاحق ہے اور بدون اوسکی خاتمیۃ غیر متصور ہی پس وہ حدیث قدسی
تفسیر اس اجمال کی ہو گئی اب جو توجیہ عقلی گھڑی پڑھی جاتی ہے خلاف اس تفسیر
حضرت ابن عباس رض ہی سو وہ قطعاً ہر پہلو باطل ہے ورنہ پھر تو یہہ کہا چاہئی کہ
دو حال سے خالی نہیں یا اصلاح معنی صاحب اثر ہی کہ خود صاحب اثر ہی نہیں
سمجھی معاذ اللہ یا ہنوز صاحب اثر نے اس کلام میں بامید اہل فہم متاخرین معنی ہر
نہیں ڈالے بلکہ بسبب ہونی قدسی کے ان ہر دو امر ناقص کو رکا اثر دور تک پہونچتا
ہے یعنی صاحب حدیث قدسی تک اور ابن عباس رض اور آنحضرت تو لا قل ہی میں فبہا
الحذر الحذر فافہم اور مہذا روایۃ محمد کم کہ جسمیں تغییر اسلوب کلام نہیں ہے کہ ظاہر

ہے بلکہ غلبہ ہی جہتہ علمی کو اور جہت وصفی اور مرتبی کے وہ روایت مزاحم حال ہے
اس جہت وصفی اور مرتبی کو اوس روش پر جو کہ منشار ہی ثبوت خاتمیہ اضافیہ مرعوم
کا پس معلوم ہوا کہ وہان ہادی غیر نبی ہین سمی باسماء انبیاء آدم و نوح تا بمحمد صلوات اللہ
علی نبینا وعلیہم السلام جو مشابہ ہین ساتھہ ہر ایک نبی طبقہ علیا سمی اپنی کے نفس مع اتیہ
وغیرہ اوصاف جمیلہ اور ملکات فاضلہ اور اخلاق فاضلہ مین قدم بقدم اونکی اتباع مین
فقط لاغیر الحذر الحذر واللہ اعلم وعلمہ اتم **قسطاس سی و ہفتم** اگر یہہ شبہہ کیا جاوے
کہ ایسے اثار کا انکار کرنا جیسے یہہ اثر مذکور کہ جسکی صحت مع الشذوذ ہے اور ہر شذوذ قادح
صحت نہین گو قطعی الثبوت نہین جو مفید یقین ہو اور تکلیف عقیدہ اوسکی کی بجا وے اور اوسکی
منکر کی تکفیر کیجاوے کیونکہ احتمال خطا باقی رہتا ہی کہ حدیث اثر کو نہین پہونچی البتہ حضرت
ابن عباس رض سی مروی ہے بطور اثر کی اور اوسکی مضمون پر انعقاد اجماع بھی نہین ہوا
جو باعث تکفیر منکر ان ہو مگر خالی از ابتداع نہین اسلئے کہ ائمہ حدیث نی لجد الصحیح کے حکم
شذوذ کا دیا جو ایسا شذوذ مطاعن حدیث سی نہین معلوم پس رفع شبہہ مذکور یہہ ہی کہ اولاً
اسکا انکار اہل تحقیق نے سلفاً وخلفاً نہین کیا بلکہ اسکی اصلاح بہ بطور کی کہ جس سے اثر
مذکور مین اور آیہ خاتمیہ مین تطبیق حاصل ہووی چنانچہ اکثر قسطاسون مین مذکور ہوچکا کہ جسکی
تسلیم سے اہل اشتباہ کو خلاصی پیدا ہووی کہ نوبت اوسکی ابطال نہ پہونچی اور قطع نظر اس سے
حاصل اس شبہہ کا یہہ ہی کہ اثبات اوسکا ہی ساتھہ ثبوت ظنی کے اول اہل تحقیق سے
کوئی اس اثر کا منکر نہین ہوا اور بالفرض منکر ہوا تو منکر ظنی الثبوت پر کیا الزام ہے
کیا نہین معلوم ہی کہ منکر واجب جو کہ واسطہ ہی درمیان فرض کے اور سنت کی نزدیک
حنفیہ کہ جسکا امام شافعی انکار کرتے ہین مبتدع ہرگز نہین بلکہ پیشوای اہل سنت وجماعت
ہین کیونکہ ثبوت اوسکا ہے ساتھہ دلیل ظنی کے نہ ساتھہ قطعی کے اور بالفرض اگر مبتدع
بھی ہوا تو ظنی ہوا اور ظاہر ہی کہ ظن کافی نہین قولہ تعالیٰ ان الظن لا یغنی من الحق شیئا

قولہ نعم ان بعض الطرق اتم مثل الخراصون اور ثابت اسکا خاتمیہ اضافیہ نہیں
جیسا کہ متحقق ہو چکا بلکہ اکثر ثابت اسکا حسب مزعوم اہل اشتباہ ہی تو بثبوت خواتم
ستہ ظنی الثبوت ہی نہ خاتمیہ بدلیل فقرہ فیہ نبی کنتکم اور نیز فقرہ محمد کم کے اور اور
قبائح اور شنایع اس امر کے بھی روایۃ و درایۃ اور نیز بدلایل عقلیہ اکثر قساطیس بین
لیسا ویش مذکور ہیں پس اب انصاف درکار ہی کہ دلیل ہونا ثبوت خاتمیہ کی جو کہ
بطور ظنی الثبوت بھی نہیں بلکہ ایک اختراع جدید ہی وہ خالی از ابتداع ہو اور وہ
تحقق و تضمن تطبیق ہیں الایۃ والاثر المذکور ہی اور مطابق تفسیر صاحب اثر ہی جو حافظ
اور حامی اصل عقیدہ ملت اسلام ہی اور شستہ رفتہ ہی ہر قسم کی آلودگی سے نسبت
عقیدہ اسلام کی وہ داخل سور عقیدتی اور جفا اور بی ادبی ہو کر محمول بر ابتداع
و اختراع ہو یا خلاف واقع نامزد بانکار اثر مذکور ہو حالانکہ انکار اثر ناگوار اہل تحقیق
ہے سلفاً و خلفاً اور قطع نظر اس سے کہ بفرض محال صاحب اثر رضی حدیث قدسی لولم
اخلق محمداً الخ جو کہ تفسیر ہی مروی ہو جس حالت میں سبیل تطبیق و توفیق تاویل
حسن اور توجیہ مستحسن فراخ ہو جیسا کہ سب ہی قسطاس میں صراحۃً و اشارۃً و کنایۃً و
تلویحاً و تلمیحاً غالباً مبرہن ہے یہی کفایت کرتا ہی الحذر الحذر قسطاس ششم
اگر یہ شبہہ واقع ہو کہ اثر مذکور میں نامیدن اور نشنیدن معنی خاتم النبیین مخالف نہیں بلکہ
اوسکی تغلیط میں التیہ ثبوت میں قدح ہی اور کیوں نہ ہو صورت انکار اثر میں منجملہ اسباب
حصول خاتمیہ کی ایک حصہ باقی رہتا ہی اور جبہ حصہ ناتمہ سی جاتی ہیں مطلب رفع
اوس شبہہ کا یہ ہی کہ اول تو یہ دعوی کہ در صورت انکار اثر مذکور زوال جبہ حصول خاتمیہ
کا لازم آتا ہی مجرد دعوی ہی کیونکہ یہ مبنی ہے اوپر ثبوت خاتمیہ خواتم ستہ کی اس اثر
مذکور سی اور وہ غیر ثابتہ ہی اور قطع نظر اس سے ثبوت حصص ستہ یا کما بیش نسبت خاتمیہ
کے ہرگز ثابتہ نہیں من ادعی فعلیہ البیان مع البیان والا محذور ترکب خاتمیہ حقیقیہ

بالاجزاء الحقیقیۃ السابقۃ الحقایق ای العین والاعتبار لازم آتا ہی وہ باطل ہے قطعا
یہ شخص ایک بنا رکھتا ہے بلکہ درصورت اعتراف نفس نبوت انبیاء اگرچہ کچھ ضرر خاتمیت حقیقی
کو نہیں ہوتا جیسا کہ اور انبیاء علیہم السلام کا وجود مضر نہیں ہوا کہ ظاہر ہی مگر بخلاف
دعوی نبوت صرفہ ہی نسبت خواتم ستہ جسیط جیران صاحبون مدعیان نے کیا ہی استحالہ
شرکت فی النبوت نسبت نبوت خاتم النبیین صلعم کی اور اور استحالہ الزام حالا یلزم قبل ورود
الشرع بموجب قولہ تعالی وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا اور خلاف سنت اللہ ہوا جو قول
حقتعالی ولن تجد لسنت اللہ تبدیلا یا تو ارد شریعت یا تکرار شریعت وغیرہ جو اکثر قساطیس
مین مدلل مفصل مذکور ہین لازم آتی ہین اور معہذا عود رکاہی کہ خاتمیۃ مطلقہ ایک معنی بسیط
ہی کہ شیوع اور شمول اوسکا نسبت افراد کی اگرچہ فرد واحد ہی ہو یا افراد کثیرہ خواہ افراد
شخصی ہون یا حصصی علی ہذا القیاس بسیط ہی خصوص وصف اطلاق کہ شرح حقیقۃ
اور بیان عنوان اوسکا ہی نہ از قبیل قید ہی اوسکو یعنی خاتمیۃ مذکورہ کو کمی بیشی افراد
سے کچھ آسیب ہرگز نہیں ہو بجہتا نہ اوسکو ارتفاع ہی اور نہ انتباد اور انقضاء خواہ افراد
ارض منتشرہ ہون یا متخللہ متصلہ ملتزقہ ہون یا منفصلہ منفکہ اور یہ سب امور لاحقہ مرتبہ
ثالث مین ہین از قبیل اوصاف محل افراد نہ اوصاف افراد کہ اثر اوسکا نسبت اوس
معنی بسیط کی بواسطہ افراد ہی نہ بالذات مگر اوسکی رسائی وہانتک کہان اور انکار اس
مرسی جو مستلزم ہی تخصص کو اور باقی رہ جانی ایک حقہ کو منجملہ سات حقون کی غلط ہو جانا
اثر مذکور کا ہرگز نہیں لازم آتا چنانچہ شراح بخاری وغیرہ نی بموجب تفسیر حضرت ابن عباس رض
ساتہہ حدیث قدسی مذکور کی اور بہ تبعیت اونکی اس احقر نے بحالا یزید شرح وبسط معنی بیان
کی کہ جس سے تطبیق بین المعنین یعنی معنی آیۃ خاتمیہ اور معنی اثر مذکور مین حاصل ہو ہی اور
حالانکہ انکار اثر مذکور اور تغلیط معنی مذکور دو امر ایسی متغایر ہین اور متوازی کہ اسکی
نسبتی ہرگز مستلزم انکار اثر مذکور نہین کیونکہ انمین علاقہ ملاقات منقطع ہی پس بوجہہ

وجود منفی دیگر جو باعث تطبیق ہو اطمینان حاصل ہے بس واضح ہوا کہ یہہ امر سراسر شبہہ ہے
تقریب نام نہیں ہے مطلب اور اس تقریر سی ایک اور شبہہ یہی برطرف ہو گیا کہ عظمت
شان نبوی صلعم جو مبنی تہی اوپر تسلیم بعضت اراضی بترتیب فوق و تحت منفاصل الطبقات
کے علی خلاف الروایات گو روایات فاصلہ بین الطبقات موافق روایت جامع ترمذی وغیرہ
انیچ ہی ہی کہ اسمین جو منشا ہی کما ہینبغی شان محمدی صلعم کا ساتہہ افزائش چہہ گونہ کی اور
کمی ہی اسقدر کی اور حالانکہ عظمت شان محمدی صلعم جو عبارت ہی خاتمیت مطلقہ سی و
فصل اور وصل اور ختم اور فک سی مستغنی ہی جیسا کہ مذکور ہو چکا ہان مگر یہہ امر آخر ہی کہ
لکا ثمرا فراد امتہ جو واردو اضیا صحیحہ ہی تہا کہ تو الد و تکاثر و افنائی اباہی یکم الامم سوا النبیہ اسر
امر مین تو فصل اور تفکک کو جو منشا ہی تخصص کا فی الجملہ دخل ہے نہ کہ نفس شان خاتمیت مطلقہ
مین کیونکہ نفس نبوت مین اور یہہ امر مباہات بلا ضرورت ایجاد خواتم ستہ ممکن ہے درصورت
انضمام طبقات دانی سبعہ ہی بالعموم آبادی سا یر وجہہ طبقہ ارض علیا کی جو عرفاب ہی اور
وہ سات حصہ غیر معمورین بموجب قاعدہ تنصیف کرہ بلحاظ اجزائی متساویہ و متقاطع خطین خط
محور ملفوظ کرہ کہ دایرہ معدل النہار سی پیدا ہوتا ہی اور آخر لفاظ متواصلہ اوسکا یک جانب سمتی
بمنطقہ قطب شمالی و بجانب دیگر مسمی بمنطقہ قطب جنوبی کہ یہہ غالبا بدیشون مین نظر آتا ہی لوجہہ جبلوت
حال غالبا کہ واقع ہی نشیب مین بہ نسبت قطب شمالی کے اور اس ہی سبب سی سطح زمین ہی
جانب جنوب نشیب مین ہی نسبت جانب شمال کہ فراز رکہتا ہی لہذا جریان دریاہا و انہا
جانب شمال سے جانب جنوب مین ہی اور خط منطقۃ البروج اگرچہ مساماتہ الراس سے تراور
اور میل رکہتا ہی جانب جنوب کو گویا بدرجہ تقاطع مستوی یعنی مساماتہ الراس ہی ہے کچہہ
مضر نہین امر تقریبی ہے اور وہ اس فن ریاضی ہیئتیہ اور حساب مین معتبر ہے الحاصل
ہر دو قطعہ مذکورہ کرہ مذکور منقسم ہے چار چار حصہ پر اور چونکہ منجملہ قطعہ عالیہ کرہ مذکورہ ایک
ربع مسکون آبادی اور تمامہ قطعہ سافلہ کرہ مذکورہ ہمہ تسع کرہ عالیہ عرفاب ہی لہذا

لہذا ربع مسکون کا اطلاق ہے۔ باقی کچھ ضرورت نہیں طرف آبادی کی ذات تسعہ باقیہ منفصلہ محویہ بالطبقہ
العلیا کے درصورت آبادی سابر بقاع قطعہ علیا ارض علیا کی بسبب زیادہ مساحت اوسکی کے نسبت طبقات
عالیہ اراضی تسعہ سافلہ کی تقریباً غالباً فافہم صورتہ ہکذا فقط

پس اب کچھ ضرورت نہیں طرف ایجاد خواتم تسعہ درباره حصول
غرض مطلوب شرعی یعنی کثیر افراد امتہ بلا موؤنہ دیگر توجیہات
اور معنی اکثر ذکورہ ہی برابر ہی بتقویتہ توجیہات مسلک لا
بجمل وغیرہ مذکورہ سائر قساطیس و رعدد طبقات سبعہ اور
کرتیت ارض اور سب لوازم ضروری بجای خود قایم رہتی ہیں مگر بتحقق تنزل امر مبہم ہی کہ اب
صورت ہیں جو موجب التباس ہے اسباب ہیں وہ مفصل عنقریب قساطیس آیندہ ہیں مذکور ہوگی
جو کہ رافع شبہات ہی گو طبقات ملتصقہ ہی ہوں تنزل امر مبہم کو کچھ آسیب نہیں فقط۔

قساطیس سبعہ ارضیہ جاننا چاہئے کہ اتیان صیغہ واحد نسبت ارض کے قرآن شریف ہیں
بوجہ جنسیتہ ہی جو موضوع ہی واسطی اطلاق کے اوپر واحد اور کثیر کے اور مراد ہی یہاں
اوس ہی کثیر باوجود اختیار لفظ واحد بجہت التصاق طبقات سبعہ کہ اس علم دین کلام
نہیں چنانچہ بعض روایات اخبار صحیحہ ہیں لفظ جمع ارضین بھی وارد ہی یا بجہت عدم اختلاف
مابینہ طبقات کی کہ سب ایک ہی جنس ارض سی ہی ہیں بخلاف طبقات سموات کی کہ اجناس
مختلفہ سی ہی ہیں جیسا کہ روایات اکثر تفاسیر ہیں موجود ہے غرضکہ اہل شرع کو اختلاف تعداد سبعہ طبقات ارض میں اختلاف
ی فصل ہیں الطبقات ہیں بعض متکلمین اہل اسلام کی نزدیک طبقات سبعہ ملتصقہ ہیں موافق
ول اہل ہیئتہ کی مگر بظاہر مخالف ہی قول اللہ تعالی کی۔ اولم یر الذین کفروا ان السموات
الارض کانتا رتقا ففتقناہما۔ یعنی کیا نہیں جانا کافروں نے کہ آسمان اور زمین تہی متصل
ی ہوی پس کردیا ہمنی جدا اون دونوں کو فقط لیکن بنظر عورہ معنی ہیں کہ یہ دونوں صنف
ن حیث المجموع باوجود افراد ہا کانت افراد کل واحد من الصنفین متصلہ فیما بینہما او منفصلتہ

متصل ہے اور ملی ہوی آپس مین پس جدا کردیا ہمنی اون دونون منفوقون کو قطع نظر اس سے
کہ افراد ان ہر دونون کی جو جودہ طبق مین ملی ہوی ہون یا نہون جیسا کہ اتیان
صیغہ مثنی کا نسا اور ضمیر مثنی لفظ ہما کا دلالت صریح کرتا ہی جیسا کہ اشارہ ہی طرف
اس مضمون کی سورہ فصلت مین کریمہ ثم استوی الی السماء وہی دخان فقال لہا وللارض
ائتیا طوعا او کرہا قالتا اتینا طائعین یعنی فرمایا وہ اسطی اوس منفوق آسمان اور منفوق زمین
کو من حیث المجموع بلحاظ طبقات اوسکی کی اور کیفیت ان طبقات کی کہا اون دونون
منفوق مذکور کو آیی ہم دونون قہرا نبردار رغبت کی ساتھہ اور معہذا احسبقدر کہ متعدد ہونا
آسمان کا منصوص ہاس آیۃ مین اور اور آیات مین ہے ویسا متعدد ہونا زمین کا نہین ہے
ہی وجہہ ہی اختلاف کی نسبت اسکی کہ ظاہر ہی آیندہ ترجیح اقوال امر آخر ہی پس اگر بفرض
اگر یہہ شبہہ کیا جاوی جیسا کہ بعض اہل فضل کو اشتباہ واقع ہوا کہ جیسا اطلاق لفظ خالق الشیء
قابل کے ویسا ہی اطلاق لفظ مثلہن بھی ہے جو واقع ہی آیۃ السجدۃ
خلق سبع سموات ومن الارض مثلہن مین بدلیل اسکی کہ آخر یہہ دونون لفظ واقع اور
نازل اس ایک ہی قرآن شریف مین ہین فرق بین جانا چاہئی کہ اول تو یہہ شبہہ کسیطرح قابل
التفات نہین کیونکہ قرآن شریف مین نازل ہونی سے اس آیت کی اسکو انکار ہی اور
قطع نظر اس سے آیات قرآنی مختلف المراد والمعانی ہین اپنی اپنی قسم کی مراد پر منقسم ہین بعضی نزول
مین متساوی الاقدام ہونا امر آخر ہی اور مراد مین اور احکام مین بکسر الف یعنی محکم ہونے
مین اور تشابہہ وغیرہ مین مختلف المراد ہونا امر آخر ہی اور دوسری یہ کہ اس تقریر سے شبہہ مذکور
بالکل ہر طرف ہوگیا بدلیل ہونی لفظ مثلہن کے متعدد التاویل عام ہی اس سے کہ نسبت مین شبہہ
مرکب بمرکب ہو یا مفرد بمفرد ہو بموجب سلف وخلف سایر تفاسیر آیۃ سوصوفہ کی بخلاف آیۃ
خاتمیۃ کی کہ جسکی تعیین مراد کسی متنفس نے علماء سلف اور خلف سے کسی طور پر مراحت نہین
کی اور حالانکہ لفظ مثل خود مبہم ذاتی موضوع الابہام محتاج التفسیر والتاویل ہے بخلاف لفظ خاتم

کے اور یہہ لفظ خاتم پہر مضاف ہی طرف جمع مستغرق الافراد کے جو لفظ النبیین ہے اور
اس ہی خاتمیہ ماخوذہ اور بوصف منوط مذکورہ مین بحث ہی پس کونہ مسلوب التاویل
ہی قطعًا وحالًا ومآلًا تحقیقًا وتقدیرًا والنبیا فی پس اس خاتم کا کوئی محامل ہی نہین شتہ
مذا اضافہ اس وصف خاص مین کسیطرح جو فاہل دیل ہو کر تحقیق بطرف ذات مقدسہ آنحضرت صلعم کی تابع ہی اور تعریف
کا طرف کسی تغیر اور تشخص کے باطراف استثنا کی فاقترفا فاقترافا بینا کالملا مع کل الافتراق والسلام علیکم بالصواب
پس استقسم کافیا سر ہیرون از قیاس ہے قران شریف مین کیسا کیسا شی نازل ہین لیکن نزل
فی القرآن کو کیا دخل ہے استلزام اتحاد ومتحاد مراد مین کہ اظہر ہی پس بموجب ان تحقیقات
کی معنی اثر مذکور کے جو مستلزم ہین تطبیق بین الایۃ والاثر المذکورین کو جو موید اور مفید ہین
توجیہہ لفظ نبی کو بمعنی ہادی واعظ مذکر غیر نبی موافق تحقیق شراح بخاری شریف وغیرہ کی
جو پر توہ کیا بلکہ صحیح وہ ہی معنی ہین جو خود صاحب اثر نی رض ساتھہ حدیث قدسی کی تفسیر کرتے ہین
اور واسطی افادہ مزید مبالغہ کی ساتھہ لفظ نبی کے متغیر فرمایا کہ مبالغات بغرض مصالح
استعمالات شارع مین ثابت ہین کہ وہ متبع ہین خلاف واقع ہین چنانچہ بعض قسطلانی مین
اسکی بخوبی شرح وبسط ہی وہ شبہہ جھوٹا بولنی کا عمرًا جو جانب حضرت عبد اللہ ابن عباس رض
امام المفسرین اعدل الصحابہ مین سے ہین جسکو براہ تہمت جانب اہل توجیہہ لفظ نبی کے منسوب
کرتی ہین مرتکز خیال بعض افاضل متبعین جو ایم مستہا بعنایت الہی جلشانہ زائل ہو گیا اور حالانکہ
فقرۃ المعاریض مندوحۃ عن الکذب واقع بخاری شریف علاوہ برین ہے یعنی تعریضات اور
کنایات اور مجازات اور تاویلات کو وسعت ہی مبرا ہین کذب سی شرعًا مثلًا لفظ عدد تکثیر
اور حسابیہ کا درباره بیان بعد مسافت فیما بین زمین وآسمان وارد احادیث ہی اور اوسکی
سبب تحدیثین نے توجیہہ یہہ ہی کی ہے کہ تحدید مسافت مراد نہین بلکہ بطور تقدیر مشہور کی مطابق تعداد
کثیر مراد ہی علی ہذا القیاس اور امثلہ بسیار وارد اخبار وآثار ہین فاذکر۔ اور موجبین اہل
تحقیق اس تہمت رفض اور اعتزال اور خروج سی جو ریختہ قلم بعض فضلا ہی محفوظ رہی الحمد للہ

ہر از غنیمتہ ہی اور ہم نہیں جرات کرتی کہ کہیں کون بڑا بدعتی ہے اور کون چھوٹا ہم کو سوائی
لطیف مذکور کی اور کچھ پایہ اور منصب نہیں دو دونہ خرط القتاد پس بسبب ان الجارات
مذکورہ کی استعم کے شبہات بھی زائل ہوگئی جیسا کہ عبارت دافع الوساوس بغیرہ کو دافع ہوا
کہ تسلیم کرنی سے ہر زمین میں آدم و نوح وغیرہ کو کوئی دلیل مانع نہیں فقط الحذر الحذر۔

قسطاس چہلم ترجمہ آیۃ شریف یعنی اسی وہ ذات پاک ہی جس نے پیدا کیا سات آسمانوں
کو اور پیدا کیا اون آسمانوں کے مثل کو جو وہ زمین ہے تو من بیانیہ ہی اور یہہ معنی در صورت
قراءۃ فتح لفظ مثل کے ہیں اور مثلیۃ درمیان عدد سبعہ کی ہے یا کرتیہ کی اور مخلوقیۃ کے
بوسیلہ عطف کی اور لفظ سبع کے ظاہر ہی اور در صورت قراءۃ رفع لفظ مثل کے یہہ معنی ہوگے
اور زمین سے مثل آسمانوں کی ہیں سبع مخلوقیۃ کی یا معدود ہونی کے ساتھہ عدد سبعہ کی یا
کرتیۃ کی۔ اور جانا چاہئی کہ مماثلت دو طرح پر ہوتی ہے کلی اور جزئی مماثلت کلی مانند افراد
متحد الحقایق کے مانند زید و عمرو و بکر افراد انسان کے اور مماثلت جزئی بعض مشابہتہا کی
بعض امور میں جو عارض ہوتی ہیں ماہیۃ کو خواہ از قبیل خصائص ہوں یا عام ہوں از رسائل
ہوں اور ماہیات کو بھی مانند معدود ہونے کے اور مخلوق ہونے کی اور کرسی ہونے
کے پس ان امور میں افراد سماوات اور ارض مساوی ہیں اور اور بعض امور محسوسہ میں
مثل حرکت اور سکون کی مباین ہیں جیسا کہ کریمہ والسماء ذات الرجع والارض ذات الصدع
وغیر ذالک اور تتبع موارد استعمالات قرآنی اور احادیث نبوی صلعم سے بھی ایسا ہی
معلوم ہوتا ہی کریمہ قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی الایۃ کریمہ ان نحن الا بشر مثلکم ولکن اللہ
یمن علی من یشاء من عبادہ پس نفس بشریتہ میں مماثلت ہی اور اختصاص اور امتیاز کلی
ہے ساتھہ خصوصیت وحی کے اور تغیر اسلوب میں بسبب دوسری آیۃ شریفہ کی یہہ وجہہ ہے
کہ پہلی آیۃ میں اشارہ ہی طرف علو رتبہ حضرت خاتم النبیین کے صلعم کہ صریح لفظ وحی متلو
ہی بخلاف دوسری آیۃ کی جو خاص ہیں اور انبیاء علیہم السلام کے ہی کہ اونہوں نے لفظ

وحی کو کنایۃً بلفظ امثلت اپنی قوم سے بیان کیا بوجہ صرف نا ہواری قوم کے اور خوف از ارسانے
سے یا براہ تواضع اور مانند قول حقتعالی و تبارک کل اولیس السر لقادر علی ان یخلق مثلھم بلی وھو
الخلاق العلیم یعنی مماثلت فی الماہیۃ والاوصاف الخواص ہے یعنی قادر ہے اوپر پیدا
کرنے مثل اس مخلوقات کی اور ایراد ضمیر فوی العقل جو راجع ہی طرف جن وانس اور ملک کی
جو عام ہین سموات اور ارض کے شرافتہ ہی کہ افراد شریفہ مخلوقات سی ہین واسطی دلالت کرنی
کے اوپر افراد باقیہ مخلوقات کی اگرچہ اجسام اور اجرام عظیمہ مین ہی ہون اسلئی کہ وہ سب داخل
ہین تحت اقدرت حضرت حق مطلق جلشانہ کی اور مانند قول آنحضرت صلعم کے انکم مثلی انی
ابیت عند ربی یطعمنی ویسقینی یعنی نہین ہے کوئی میرا مشابہ مین شب گذاری کرتا ہون نزدیک
اپنی رب کی وہ کھلاتا ہی مجکو اور پلاتا ہی مجکو اور ممکن ہے کہ یہہ لفظ مثل وارد احادیث بمعنی
مماثل بھی ہو کہ جسکو سالب کیا بطور استفہام انکاری یعنی نہین کوئی میرا مماثل اس وصف
خاص مین پس جیسا کہ آیات مذکورہ بالا مین اثبات ہی مثلیۃ کا نفس ماہیۃ بشریۃ مین اور
خصوصیۃ ہی وصف وحی مین ایسا ہی ہین مخصوص ہون اس وصف خاص مذکور کے ساتھہ
حدیث مذکور مین اور مثال مشابہتہ وصفی کی یہ ہی فلان مثل حاتم یعنی مشابہ ہی وصف
جود اور سخا مین حاتم کے تاکہ لازم آوی مساوات جمیع اوصاف مین حالانکہ بہت اوصاف
حاتم کی مین مباین ہے پس معلوم ہوا کہ منشا رصدور لفظ مثل اثر مذکور مین یہہ ہی لفظ مثل
ہے جو واقع ہی نظم قرآن مین اس آیت شریفہ مین ومن الارض مثلھن یعنی اوس اثر مین
بھی اس ہی قسم کی مثلیۃ ہے یعنی فیہ مثل ابراہیم ونوح الخ مراد مشابہتہ فی الوصف الخاص
ہے اور وہ وصف تذکیر اور توعیظ اور ہدایت ہی یا صرف رسالت ہی بدینی کہ پیغامات
ہین اونکی جو پیغامرسان ہین جناب کو جانب انبیاء المدسی اور معہذا علاوہ برین ہے
کہ مستمی بھی ہین ساتھہ ان ہی اسماء مذکورہ کی اثر مذکور مین بطور تشارک اسمی کے مانند تحقیق
شراح بخاری وغیرہ کی جسکی تائید اور تشیید وتشریح تا آخر قساطیس مین ہوتی چلی آئی ہے

اور تطبیق میں الآیۃ الخامسۃ اور اشرنا کو ظاہر ہوتی چاہیئے نہ کہ انکا رانشرنا کو اور وجہہ
ایراد لفظ مثل باضافۃ طرف ضمیر جمع مذکر آیۃ اولیس اللہ بقادر علی ان یخلق مثلہم الا یۃ
ہیں اور ایراد اس ہی لفظ کا باضافت طرف ضمیر جمع تانیث مثلہن آیۃ اللہ الذی خلق سبع
سموات ومن الارض مثلہن ہیں یہ ہی کہ آیۃ سابقہ ہیں یعنی آخر سورہ یس ہیں اور آیۃ پچھلی
ہیں یعنی آخر سورہ طلاق ہیں وہاں مرجع ضمیر اصالتاً ذوی العقول ہیں جن اور انس اور
ملک اور ضمناً سموات اور ارض اور یہاں برعکس فافہم الخبر ولتحذر قسطاس جمل وحکیم اور تقریر
موعود سابق متعلق لفظ یتنزل الامر بینہن وانع اللہ الذی خلق سبع سموات الآیۃ کی یعنی اوسکی
معنی برابر ہیں کے درصورت التصاق طبقات ارض بھی وہ اسطرح پر ہی کہ اشتباہ ہوتا ہی
بسبب لفظ بینہن کے کہ وہ صریح مقتضی ہے فاصلہ کو درمیان طبقات ارض کے بقرینہ دلالت
لفظی کے پس رفع اس اشتباہ کا بدیں طور ہی کہ واقعی دلالت اور اقتضاء مذکور مسلم ہے مگر منشا
اشتباہ مرجع ضمیر مونث غائبہ ہی جو لفظ ہن ہے کلمہ بینہن ہیں یعنی صرف طبقات آرا ضی سبعہ
مگر جب مرجع اوسکا مجموع سماوات سبعہ اور طبقات ارا ضی سبعہ قرار دیا جاوی تو شبہہ مذکور
برطرف ہی بالضرور یعنی تنزل امر درمیان جو ہی مابین ہے سماوات سبعہ اور ارا ضی سبعہ
کی یا جیسا کہ اور جا بجا کلام اللہ شریف ہیں ارشاد ہی مثلاً کریمہ خلق السموات والارض وما
بینہما اور وما خلقنا السموات والارض وما بینہما باطلا وغیرہما من الآیات سی مراد جو ہی یعنی خلو ہی
اور ہوا ہی جو بھی خلو ہے نہ بھی ریح جو غلط العام مشہور ہی چنانچہ کلام مجید ہیں ارشاد ہی
وافئدتہم ہواء یعنی دل اونکی خالی ہونگی ہر ایک فکر سے سوای پریشانی اور ہول قیامت کی
اور کچھہ نہوگا اپنی جگہہ سے پریشان ہونگی کریمہ لدی الحناجر کاظمین نزدیک جیسے گلو غصہ ہیں
اور غم ہیں بھری ہونگی ایسا ہی مراد ہی اس کریمہ ہیں بینہن سے یعنی درمیان آسمان اور زمین
کے تو مرجع ضمیر تثنیہ کا جنس سموات اور جنس ارض ہے پس اب تنزل امر یعنی نزول وحی
درمیان عالم جو یعنی درمیان خلو طبقہ علیا ارض کے اور طبقہ سفلی آسمان کے اجسام ہی

اس سے اول طبقات مذکورہ ارض مین خلو ہو یا نہو واسطے ثبوت مطلب نزول وحی کے جو موقوف
علیہ ہی وجود خواتم مفروضہ کا جو مقتضی اور مستلزم ہی نہا خلو مذکور کو پس کچھ ضرورت نہی خواتم سبعہ
کی اور نہ خلو طبقات سافلہ کی لیکن کفایت کریگی جو طبقہ علیا ارض اور آسمان دنیا کی جو منار البیر
صریح ہے آیات قرآنی مین باتفاق مفسرین اور اگر یہہ کہا جاوی کہ اور آیات مین کا نہی
اکثر جا ضمیر تثنیہ نازل ہوئی اور اس آیہ متبرکہ مین کیون تغییر اسلوب ہوا یعنی ضمیر جمع مؤنث جو
لفظ بنین مین ہے آ جواب اوسکا یہہ ہی تاکہ تغییر اسلوب دلالت کری اور طبقات متعددہ
کے بہی ملتصقہ یا ملتفقہ ہون یا منفصلہ متفقہ ہون یہہ امر آخر ہی اور ہر گاہ نزول وحی ہوا درمیان
محدب یعنی سطح روی زمین جسم تعلیمی طبقہ علیا کے اور درمیان مقعر بطور جسم تعلیمی آسمان دنیا کے
جو عبارت ہی جو مذکور ہی تو بہرحال نزول ثابت ہی درمیان چودہ طبق کے ما بضرورا گر یہہ کہا
جاوی کہ بنظر انصاف معنی حقیقی نزول وحی کے یہہ ہین کہ اوپر سے نیچی کو جاوی یعنی بہرحال آسمان سے
طبقہ علیا زمین پر آوی جو مقعر ہی اوسکا اسواسطے کہ محمد رسول اللہ صلعم خاتم حقیقی کا وجود یا جو اوس
ہی طبقہ پر ہے اور پہر بواسطہ اونکی پہنچی کے طبقات کی انبیاء کو بطور احکام ملازمان بالادست ملازمان
ماتحت کو پہونچتی ہین پہونچی یعنی اول آنکو وحی آوے اور پہر بواسطہ ملائکہ کی اونکو پہونچی پس جانا چاہیے
کہ یہہ عبارت شبیہہ مذکور خود فیصل ہے اسلی کہ ہر گاہ نزول وحی کا آسمان سے کسی جانب کو ہو کر
کسی نقطہ طبقہ زمین ارض علیا پر جو مقعر ہی خاتم حقیقی کا صلعم پہونچا تو وہ وہین منتہی ہوتا ہی اور ہر گاہ
وہ منتہی ہو چکا تو انقطاع نزول مذکور لازم آیا پہر نیچی کے طبقات کو پہونچنا طبقہ ارض علیا سی یہہ امر
آخر ہی اوسکو وصول کر تعبیر کیا جاتا ہے نہ نزول اور مابین وصول اور نزول فرق زمین و
آسمان ہے اور منشا ورود شبیہہ کلام فضلا رہین یہہ لفظ ہی کہ اول آنکو وحی آئی اور پہر
بواسطہ ملائکہ الی آخرہ یعنی اس سے یہہ مفہوم صریح ہے کہ بعد مین اور دنکو بہی وحی آئی اگر لفظ اول
نہو یہہ واہمہ مرتفع ہے اسواسطے کہ نزول تو منقطع ہوا اور منتہی اپنی منزل پر جو نبی ہین یعنی خاتم النبیین
پر صلعم مگر بعد نزول وصول وحی مذکور یعنی احکام جو موحی ہین یعنی علوم و معلوم ہین وہ بطور متعارف

طبقات سافلہ میں کسی مدرسی پہنچی بواسطہ ملک بھی یعنی الحاصل غرض متکلم یہ ہوی کہ وہ نبی نہیں
معلوم ہوا اسلوب تعبیر درست نہوا ورنہ بہر خرابی اس کلام کی اس تحقیق مذکور سے ظاہر ہے اب
آگاہ ہونا چاہیے کہ مطلب کلمہ منہن بھی بدیلو را دا ہوا کہ مرجع ضمیر جمع مونث محاذ ہ ط نہ ارض علیا
او مقر طبقہ آسمان دنیا ہی حقیقۃً او باقی طبقات سموات اور ارضی مجازاً تا کہ منہن کا تحس کو بھی
شامل ہو جاوی نہ حقیقۃً جیسا کہ نزول وحی جمیعتہ طبقہ ارض علیا میں وہ بھی بارہ زمین ہے جو
مہبط ہے اوس نزول کا مثلاً مدینہ منورہ یا کہ معظمہ وغیرہ جس جس جگہ نزول وحی ہوا بعض اسفار
میں حالانکہ شامل ہوا تمام طبقہ ارض علیا کو اگر یہہ مراد لیجاوی کہ یہہ وصول بھی کو نزول مجازی
ہے تو مصایقہ نہیں مگر اس نزول مجازی سے جو اوسکی منازل ہیں یعنی درحقیقت مواصل
ہیں نہ منازل جو اوا دائمہ میں وہ نبی نہیں ہو سکتی پس معلوم ہوا کہ فیما بین وصول اور
نزول نسبت عموم خصوص مطلق ہے وصول عام ہے اور نزول خاص مابین جہت کیونکہ
نزول مستلزم وصول ہے من غیر عکس یعنی وصول نزول نہیں علی ہذا القیاس حال طبقات
سافلہ پس ہرگاہ واسطی اس وصول کے اس طبقہ ارض علیا پہ ضرورت نبی ہونی کی نہوئی
علی ہذا القیاس حال طبقات سافلہ اسواسطی کہ اتحاد افراد نوعی متقضی تساوی حکم کی ہے خاصہ
ہیں اور یہہ امر منجملہ خواص نبوت اور امتہ میں سے ٹھہرا پس اختلاف حکم خاص کا اس باب میں نسبت
جمیع طبقات کی بالکل ہوا لہذا نادرا شرعی ہوا فافہم پس اب آپ پر اسی وصول احکام کے طبقہ ارض
علیا سے طبقات سافلہ تک کچھ ضرورت کسی نبی کی نہیں اور وصف خاتم تو ایک امر لاحق ہی ہے
اسکا مرتبہ تو کہاں پس وہ افراد واقع اثر مذکور اولاد م وغیرہ ہادی غیر نبی ہیں جنکو اثر مذکور
میں بتبعیتہ اواخر کہ جنکو براہ شدت مبالغہ وصف ہدایتہ میں نبی کر تعبیر کیا مجازاً یعنی اواخر
سلاسل کہ جو مستمی بہ محمد ہیں بخلاف اواسط اور اوائل کے یعنی اونکو اولاد م اور انوار کر تعبیر کیا
لطریکی وصف ہدایت اونکی کے نسبت اواخر سلاسل کے فتوسل ولا انقطاع جیسا کہ یہہ قصہ
عبارت مذکور یعنی اول آپکو وحی آئی اور پھر بواسطہ ملائکہ کے اونکو پہنچی اور نیز دوسرا قصہ جیسے

کے خیالات کے انبیا کو بطور ملاذمان بالادست ملاذمان ماتحت کو پہونچی فقط اس سے مطلب مذکور پر دلالت کرتا ہے مگر فقط انبیا موہم واہمہ اور موجب تلبس شک ہوتا ہے کہ جنکی اصلاح کی گئی جو رافع التباس و ایہام ہے انشاء اللہ تعالیٰ پس اب معنی مذکور نسبت نزول کے کہ نزول اوپر سے نیچے اوترنی کو کہتی ہیں واسطی اثبات نبوت خواتم ستہ کے مفید نہیں اب رہا تحقیق کیفیت معنی نزول کے بھی غنمریب آتی ہے اور واسطی تسہیل اس مطلب آیۃ ینزل الامر بینہن کے ایک تصویر زیر تحریر کیجاتی ہے خوب ہیان کرنا چاہئی - ہرگاہ زمین بشکل کری ہے اور محوی آسمان کی ہے کیونکہ وہ بھی بشکل کری ہیں اور ہر جسم حاوی جسم محوی سے بالضرور بلکہ بالبداہتہ مساحت جسمی میں کلان ہوتا ہے اور محوی کو چھک تو اوسکی واسطی ہر نقطہ جو منتہا ہے ہر ایک خطوط مخرجہ از مرکز کا نہایت کار تا سطح ظاہر کرہ جو وہ بنا ہے نقاط متواصلہ سے جو جسم تعلیمی سطح کرہ ہے پہونچی وہ جانب علو ہی ہے بہ نسبت نقطہ محاذی جسم محوی اپنے کے اسواسطی کہ وہ جانب علو مذکور منزل ہے نازل کے کیونکہ وہ محاش ہے پس اب جسطرف کو جانب آسمان سے نازل ہوکر منتہی ہوگا وہ ہی نقطہ منزل ہوگا کیونکہ نزول منقطع ہوگا اور اس ہی نزول کو بہرحال مطلق یقین مشتبہ مذکور اوپر سے نیچے کو کہیں گے اور نسبت اور محویات کی وصول کہا جاوی گا کہ آمر ہے فافہم بالفہم الاتم باقی رہی تحقیق لفظ بینہن کی ہر چند اب ضرورت نہیں رہی مگر تاہم مضایقہ نہیں یہ مطلب اہل مطلب بفرض محال نظر بدلایل مذکورہ فی ہذا الباب اگر بمقتضای الفاظ عبارت کچھ نشان بھی دیتا تو بجای لفظ بینہن کے لفظ فیہن نازل ہوتا اور بہر تقدیر عبارت فیہن ہوتی یا لفظ فی ساتھہ تقدیر لفظ کلہن بمعنی علی ہوتا مانند ولاصلبنکم فی جذوع النخل کے لفظ علی کلہن ہے صریح نازل ہوتا مگر اسمیں خدشہ استعمال حقیقی اور مجازی کا بھی فی الجملہ رہتا مطلب ہوتا کہ ظاہر ہے اور بصورت کلہن بلکہ صریح کلو احد منہن بھی اگر نازل ہوتا سب بھی مطلب اہل مطلب حاصل نہوتا بلکہ محمول ہوتا اوپر مطلب اس آیۃ کی کہ یدبر الامر من السماء الی الارض ثم یعرج الیہ جو وحی کہ متعلق بغیر انبیاء ہے یعنی ملائکہ مدبرات الامر ہیں جیسا کہ اہل تفسیر نے

تحقیق کی ہے اسے یہ عذر نہیں ہیں وحی رسالتی اور سماوات کا جو بجھنہ فرمایا ہے مع لفاظ ہے
واسطی منع نہیں کیا اور براہ راست وحی فی کل سماء امرہا کی سماء قوت دار بار کو کرنی دلیل ہے
جو عنقریب آتی ہے کیا یعنی کہ یہ عمل صحیح ہے منع نہیں اسواسطی کہ اس امر خاص میں بھی وحی جس
جو تعلق بغیر بنیاد ہی سموات اور ارضی البکل فارق نہیں ہیں بلکہ اجزاء نفس ہیں ہے کہ طبقات سبعہ سماوی
ارضی سبعہ سموات میں بسبب وحی متعلق بغیر بنیاد کی حوالہ کیا ہے کہ وہ براہ امر میں مگر بعد بعثت
خاتم النبیین صلعم کی وجہ بعثہ مطلقہ عامہ کی آتی ہے ہوں طبقات سبعہ سماوات فرمین وجود مکلفین ہے سموات
تک وسواء حکام منذر ایطبقہ ارض علیا تمکن ہی ہاں اسلئے کہ اگر قبل بعثہ مذکورہ نزول وحی متعلق بغیر بنیاد
جاری ہوتا تو اہل ہر طبقہ کو جدا جدا کہ نہیں اسواسطی کہ نزول آیہ جبرئیل امر سے جس بنیاد ہے
ایسی احکام نشر و قرار خبر بغیر بنیاد ہے اور یہ منسوخ ہے بعثہ مطلقہ خاتم النبیین کے ہے نہ سماوات
سابقہ کے پس محتمل ہی قبل بعثہ خاتم النبیین کے وہاں نزول وحی کو دہ ہوں قرار صحیح ہے

کی الصالبلتہ عند الاشعری ان سن جاء الملک عن اللہ بحکم امر او نہی او اعلام بامر سیاتی فہو نبی جیسا
کہ یہ قول مندرج عبارت فخر الوسواسی ہے یہ غالبا عام نہیں شامل ہے بعثہ خاتمیہ مطلقہ کو اگر بخصوص
ہی کچھ حرج نہیں اسلئے کہ کلی نص کی اور صفوت مخالف نہیں بخلاف بعد بعثہ خاتمیہ کی خاص ہم باقی رہا حال
طبقہ ارض علیا سماء دنیا میں عام ہی کہ بلبقہ قاطع انتشار کیا مذکور طبقات سماوات رہا کہ اسمیں ہر دو قسم وحی کا
نزول یعنی وحی متعلق بغیر بنیاد اور وحی متعلق بغیر بنیاد بھی سنہ دعہ الی ام موسی فاوحی ربک الی النحل ان
بدہ فرق نا ثابت حیا نخفیہ سامد اوحی سموات اور ارضی میں کہ وحی متعلق امر و نہی مخصوص ہی فرد سماء دنیا میں
یعنی علما کا یہ موجب کہ یہ حتی اذا فزع عن قلوبہم قالوا ماذا قال ربکم قال الحق وہو العلی الکبیر اور شرح اوسکی کتاب التفسیر
بخاری مرفوعی کی حدیث نواسی صحیح بخاری ارضی کی تاہم خلاصہ تقریر یہ ہے کہ جو وحی متعلق بغیر بنیاد ہی وہ اصل مختص
بسماوات ہی نہ ملائکہ بعثت سرکل اور جو کہ متعلق باحکام مبنوۃ امر و نہی ہی سکا مقرر طبقات ارض علیا ہے
ہی قبل بعثہ خاتم النبیین شرط وجود مکلفین طبقات سبعہ سماوات ارض میں وحی متعلق بہ نبوت ہی ہو وحی تمکن بغیر
ہی بعد بعثہ خاتم النبیین صلعم اسی وجہ خصوصیت نزول وحی نبوت کی طبقہ ارض علیا پر کہ مقر خاتم النبیین ہے

اور امکان نسبی احکام جو طبقات نسبیہ فلک میں بعد وفات شرعیہ کہ زمان انقطاع نبوت ہے طبقہ ارض علیا کے مخصوص
نہ تھا بلکہ وحی بہ ہر سو کہ رسانندہ وحی کی نسبت ظاہر ہو گیا کہ وحی فی کل سماء امر اسی نسبت وحی صفات ارض سبعہ مثلہا
کی اور نیز طبقہ ارض علیا کی اتباع میں مع الفارق نہیں فافہم واغتنم پس ہو جب اس تخصیص کے واضح ہوا تو غلط فہمی کا جو بعض سندوں سے
عبارۃ الرفیع لوسولیں اور یہ عبارت حاشیہ ملا علی قاری رح کی جو جلالین پر ہے کیا ہی عجیب سند اس عبارت معالم التنزیل
امام بغوی کی تنزل الامر بینہن ہا یوحی من السماء السابعۃ الی الارض السفلی وہ ذیل ہو گیا اسی کی تفسیر ملا صاحب ہی کی
صحیح ہی غایۃ من عمرہ ینہن ای ہذہ الارض العلیا اللتی ہی ایانا وبین السماء السابعۃ التی ہی اعلاہا اور اس تفسیر کو
وہ تفسیر جو بین السماء الدنیا ہی بجای بین السماء السابعۃ اللتی ہی اعلاہا کچھ مخل نہیں ہو سکتا کیونکہ اوسکی عبارت نہیں کہ
ظاہری ملا خطہ سے تحقیق نقطہ نہیں کی اور نیز اسلوب کلی کل سموات گویا منبع نزول وحی ہیں اور جہۃ عدم مذکوریت
اپنی کی واسطی وحی کی اور جہۃ تخصیص مذکوریت مذکورہ کی ساتھ ارض علیا کی تو نجھ وسیلہ خاتمیت مطلقہ کی اور نیز
طبقات ستہ کی اور جہۃ عدم خصوصیت طبقہ ارض علیا کی قبل بعثت خاتمیت مطلقہ کی جیسا کہ عنقریب یہ تحقیق ہو جیتا۔
پس جانا چاہیئے کہ معنی اس آیہ تنزل الامر بینہن کے یہ ہوئی کہ جو وحی کہ متعلق کل تدبیرات امر ہیں غیر انبیاء ہیں کہ
اوسکی منزل وہ آسمان ہی جسمیں اوسکا مدبر ہی اور وہ زمین ہی جسمیں اوسکا مدبر ہی علی ہذا القیاس حال جو
اور جو وحی کہ متعلق انبیاء ہی اوسکی منزل وہ ہی جسمیں وہ نبی ہی پس اگر وہ نبوت مقیدہ رکھتا ہی نزول
اور وصول اور منزل اور موصل مقید ہی امر اگر مطلق ہے تو یہ سب امور مطلق لہذا لفظ امر جسکا مفہوم
عام آیہ مذکورہ میں نازل ہوا نہ لفظ وحی کا اگرچہ یہ لفظ بھی باعتبار اپنی انواع اور اقسام کی فی الجملہ عمومیت
رکھتا ہے نہ مانند لفظ امر کی کہ وہ اس سے بالاتر ہے عمومیت میں کہ اعم العوام اور شامل الشئون اور
احوی الحوایا میں سے ہے فافہم ولا تو تہم جانا چاہیئے کہ روایات تفاسیر میں ہر قسم کی ہوتی ہیں
اور عبارات مگر مغفرہ وہ ہی ہوتی ہیں جو ہر تحقیق ہوتی ہیں اور مخالف اصول دین نہ ہوں خصوصاً
باب عقائد سخت تر ہے کہ ہی واللہ اعلم وعلمہ اسبق واحکم پس اب اس تقریر و تحقیق سے ہر گاہ سب
شبہات جو اہل اشتباہ عموماً وخصوصاً ہی بعنایت الہی جلشانہ زایل ہو گئیں خصوصاً یہ شبہہ بلکہ
از قبیل شبہہ افاضل تو کیا عوام کو بھی شاید مخطور ہو اور اگر بنظر خطرات ہو تو جا نہیں ہے گی۔

خصوصی بان قلم تک تخصوص قلم فاضل اور فاضل اور ماجد کے پہونچنا واسطے اثبات خواتمیت
کے تحت اور نا زیبا ہے کہ غایۃ مافی الباب ملائکہ کو حسب اصطلاح نبی نہ کہا جاوے لیکن بمعنی
بمعنی نزول امر بہر حال ثابت ہی اور حالانکہ نسبت ملائکہ یہ بمعنی نہیں پس ایسی ہی اگر
خواتم ستہ بمعنی کہ شرعا نبی تو نہیں ہیں اور نہ خواتم مگر محل نزول امر تو ہیں پس اگر ایسی ہی نوبت
تحقیقات پہونچی لگی تو بربنا اختراع دیگر مناشی ہو زن ایسی مناشی کے ممکن ہے کہ نادر
موسی علیہ السلام کو اور نحل کو نبی اصطلاحی شرعی تو مت کہو مگر نبی تو ہیں یہہ اس قسم کے کلام
بمنابہ اس کلام کے ہی کہ قاصد نامہ بر نبی تو نہیں مگر رسول اور پیغامبر تو ہے غایۃ مافیہ
لحیض الکلام یہ معنی ہدایت کرتے ہیں کہ یہہ افراد ستہ مفروضہ خواتم نہیں اسواسطے کہ خاتم النبیین کا
حقیقی ہونا یا اضافی نہ مصطلح شرعی ہونا ضرور ہے اور یہہ نبی شرعی ہی نہیں تو خواتم ہی نہیں
بلکہ مثل ملائکہ ہیں جو غایۃ مافی الباب کر تغییر ہوا والا نظر بدیں تحقیق عمیق ملائکہ بھی انبیاء مصطلح
شرعی ہوں نظر بمقتضائے تمثیل مذکور اور پھر ادھر بھی خواتم الملائکہ کا خواتم الانبیاء سماوی ہونا
ضرور ہوا تا خواتم الانبیاء ارضی کے اور پھر واسطے ان خواتم اضافیہ سماوی کے منشار
انتزاع کا ہونا جو خاتم حقیقی سماوی ہو ضرور ہوا اسلئے کہ وجود امور انتزاعیہ کا بلا وجود منشا
انتزاع ناروا ہے پس ضرور ہوا کہ گروہ ملائکہ میں بھی ایک خاتم حقیقی جنس ملائکہ کی ہو تو
ثابت ہوا وجود فرد حقیقی کا نوع واحد میں باتھہ خصوصیۃ کسی خاصہ لازمہ کے اور وہ کیا ہے
کہ نبوت ہی اور مغایرت افراد کی اور کسی امر میں گو وہ قطع نظر کسی اور اعتبار کے خصوصیۃ رکھتا ہو
ساتھہ ایک جنس کے ہر دو جنس مذکورہ میں سے یعنی انسان اور ملک میں سے یعنی نفس انسانیۃ اور
نفس ملکیۃ مانحن فیہ میں منتزع نہیں جیسا کہ مقتضائے تمثیل مذکور ہے اور قطع نظر اس سے کہ خاتم حقیقی
ایک ہی فرد ہے نظر باتحاد نوع واحد مذکور یعنی نفس نبوت قطع نظر خصوصیۃ انسانیۃ اور ملکیۃ
سے جیسا کہ گذرا مگر یہ نظر تمثیل مذکور استحالہ ثبوت نبوت مصطلح شرعی تو خلاف دعوی الزامی
لازم ہی یا نبوت خواتم ستہ ارضی مثل نادر موسی و نحل حالانکہ سخن نبوت مصطلح میں ہے جو جابجا

ہر کلام اہل دعوی میں معتاد ہا ہے اور اونکا یہ لقب نا یافت ہی خصوص عیسیٰ صاحبان سے
ہی اسکی تصریح نہیں کی اگر اشارۃ ہین موافق قاعدہ عقلیہ اون صاحبونکی کہ لہذا میں اخلاق
خواتم کا کیا القاب و خطاب ضروری ہی مگر بظاہر ہلا یکہ کا کوئی خاتم نہیں بسبب عدم شہرت نصوص
کے اس باب مین کہ بیدا نہیں ملایکہ اور وضع مراتب اونکی مترتب بترتب زمانی ہی یا ذاتی بخلاف ان
خواتم کے کہ ذاتی ہے لہذا اونکو یہ خطاب نہ ملا حالانکہ اس امر خاص مین ملایکہ اور اناسی متحد
بحکم ہوا چاہئین تھی مانند افراد نوع واحد کے جیسا کہ مذکور ہوا پس ہر گاہ حکم متحد پر ہوئی تو مطلب
تشبیہ بھی ہاتھ سے جہوٹ گیا تب یہہ قول لغو ہوا ورنہ جس فساد کی یہان انکر کیا تو وہ ہی فساد
افراد اناسی کہ بھی سرایت کر گیا پس اسصورت مین افراد ہر دو گروہ کے منصب خاتمیت ہاتھ نہ آیا
اب کیا کیا جاوے سے خاموش ہونا چاہیئے فقط واللہ اعلم وعلمہ اتم وفوق کل ذی علم علیم
اور اگر یہہ شبہہ کیا جاوی کہ بواسطہ ملایکہ یہہ پیغام وحی کا طبقات سافلہ مین بھی مجرد حصول
جمیع علوم کافی ہے فقط اول تو اب ہی تحقیق وصول وحی کی ان طبقات مین ہو چکی اور تحقیق اس
شبہہ نانی کی بیشتر قسطاس ششم مین ہے بدین طور کہ درباره آگاہی پوری شریعتہ سمحہ حنیفیہ
والعمل خصوص جو متعلق ہین باجی احکامی مجرد حصول جمیع علوم کافی نہین اسلئے کہ یہہ طریق مسالک
اور مانی نہین خلاف سنت الہی جلشانہ ہی قولہم ولن تجد لسنت اللہ تبدیلا اور قطع نظر
اس سے حصول جمیع علوم نسبت آنحضرت صلعم کے مخالف عقاید الاسلام ہے یہہ خاصہ الہیہ کریمہ

عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول اور کریمہ لو کنت اعلم الغیب لاستکثرت
من الخیر وما مسنی السوء الایہ کریمہ ما کنت بدعا من الرسل وما ادری ما یفعل بی ولا بکم ان اتبع
الا ما یوحی الی وان انا الا نذیر مبین اور معہذا علاوہ طرفہ یہ ہے کہ صریح فحوی کلام نسبت حصول
جمیع علوم سے طرف خاتم الاولین والاخرین کے بدلیل مضمون علمت علم الاولین والاخرین نہ کہ طرف
اور انبیاء کے اور عجب تر یہ ہے کہ تقریب تام نہین اسلئے کہ فقرہ علمت الی اخرہ بقید اضافت ہی
خاص ہے اور فقرہ حصول جمیع علوم عام ہے اگرچہ بہہ قید مراد ہو کہ جمیع علوم اولین و آخرین مگر پھر

جس کا علمی سیر حاصل بحث کرنا تو قاصر ہی ہے اسلئے کہ لفظ مخلوق ہی نہ لفظ علیہ ذاتہم
اور یہ شبہہ اہل استشباہ کہ یا جیسی علوم انبیا زمین پر حاصل ہوئی تو پس ان کو وحی کہنا
کیونکہ ظاہر ہے کہ بعد وحی معارف حاصل ہوئی وہ علوم انحن فیہ ہیں اور اس سے نہیں
اور جو انہم سنہ لو حوستہ ہیں ملائکہ درباره وحی قرار دیئی گئی اور اور کوئی نہیں کہہ سکتی کہ
صرف محل وحی ہے مان لیا جاوی پر نبی ماننا پڑیگا وہو خلاف المشروع ومن وذر ما فلان قط
یا صرف تسمیہ ہی ہی لفظ حصول علوم میں اور نبی مصطلح انہوی تو اسکی فباحث ابھی گزر
سو چکی فائدہ مفیدہ بطور سلسلہ مسند تحقیق علامہ قطب الدین رازی قدس سرہ قال انزال
الکتب لیس مستعملا فی المعنی اللغوی الحقیقی وہو تحریک الشئی من العلو الی السفل بل ہو مجاز عن مجرد انبلة
فی اللوح المحفوظ والمراد بانزال الکتب علی الرسل ان تیلقفہا الملک تلقفا روحانیا او یحفظہا
من اللوح المحفوظ فینزل بہا فیلقیہا علیہم قولہ تعم نزل بہ الروح الامین علی قلبک لتکون من
المنذرین بلسان عربی مبین وان جبرئیل علیہ السلام حفظ القرآن من اللوح المحفوظ ونزل
بہ لا یحیط بہا الا اللہ تعالی نقلا من کشاف اصطلاحات الفنون لمحمد بن قاضی محمد اعلی الفاروقی
التہانوی قدس سرہ فقط پس جاننا چاہیئے کہ در اصل یہ ہی امر محض ہی کیونکہ جب تک نزول امر
معنوی ہی تب تک معنی مجازی مناسب ہے اور یہ معنی حقیقی مناسب ہی جیسا کہ نزول
حسی کا ظہور ہو یعنی کسوت کلامی لفظی حسی میں وہ نزول اس عالم شہادتی میں پہنچتا ہی نہ
بدون اس قالب کے ممکن تھا کہ کلام نفسی قدیم ہم تک پہونچتا نہ اس کلام نفسی قدیم کو اس کسوت
حادث سے کچھ تعلق ہی نہ تھا جیسا کہ آفتاب اور عطریات اور قارورات کی تمثیل
تحقیق محقق علامہ مذکور حسب مقتضا مقام حقیقت اور مجاز ہی وہ در اصل جسکو نزول مجازی
کہا علامہ ممدوح نے وہ درحقیقت نزول حقیقی ہے اور جسکو نزول حقیقی کہا وہ نزول مجازی ہی ہی ہے
یہ وہ عالم ہی کیف ہی اور یہ عالم باکیف فافہم اور یہ معنی نزول وحی وہ وعدہ موعودہ ہی پر یا
کیا گیا ہے ہو ہذا ما افادہ معنوی وحال ہی وہ ہی منزل وحی ہی در حقیقت

فائدہ مفیدہ بطور سلسلہ مسند

درجہ قطعیہ کو پہونچی نہ کلام الہین ایسی تصریح ہے نہ حدیث متواترین اور نہ اسپر اجماع منعقد ہوا صرف ایک اثر حضرت ابن عباس رض سے منقول ہے فقط پس جائی غور ہے کہ خود فیصلہ کردیا بلجاء اس فیصلہ کے پھر نزاع کیا باقی رہا کیونکہ کوئی نبی نہین جو اوسکی نبوت قطعی الثبوت نہو اور اوسکی نسبت ایمان قطعی اور فرض نہو مجموعًا و افرادًا دلالۃ وہ شخص مصداق آیۃ نؤمن ببعض ونکفر ببعض کے خلاف کریگا لانفرق بین احد من رسلہ سب افراد انبیاء نفس ایمان لانے مین سباتھہ اونکی برابر ہین اور آیۃ تلک الرسل فضلنا بعضہم علی بعض پھر یہ امر آخر ہے ارباب حصالیں ہمہ گیری انبیاء علیہم السلام کی پس معلوم ہوا کہ خواتم ستہ کی نبوت حسن پر بنائی خاتمیہ اضافیہ ہی قطعی الثبوت نہین ظاہر ہے کہ حال خاتمیہ بھی ایسا ہی ہے قطع نظر خاتمیہ سے جو ایک امر لاحق ہے یہہ تشبیہ فنبی کتبکم درست نہین کیونکہ علاقہ تشبیہ مماثل ہے موجب سرایۃ مطلب قبیح ہے طرف مشبہ بہ کے جو کہ انبیاء قطعی الثبوت ہین خصوص وہ نبی جو مندرج اثر مذکور ہین معاذ اللہ یا بکس اسکا کہ نبوت خواتم ستہ قطعی الثبوت ہو خلاف قرارداد کے پس یہہ تشبیہ تو مشبہ ہی مگر کوئی اور وصف سوای وصف نبوت کی علاقہ تشبیہ ہو تو مضایقہ نہین مانند وصف نفس ہدایت کی بواسطہ کمال مبالغہ فی التشبیہ ہادی بلفظ نبی تعبیر کیا گیا مشبہ بہ اپنی منصب پر جو نبوت ہی اور مشبہ اپنی منصب پر جو نفس ہدایت ہے بلا انضمام ذیل نبوت کی جو پر تو نبوت ہے قایم رہا اگر مانند حضرت خضر کے اختلافی نبوت ثابت کیجائے تب بھی گنجایش ہوتی مگر پھر بھی خاتمیہ اضافی سالم از طعن تو نہ آسکتی پس یہ امر خلاف عقیدہ اسلام ہے پس دراصل یہہ ہی فقرہ مذکورہ کہ ہم کسیکو تکفیر عقیدہ نہین دے سکتی اور نہ منکر کی تکفیر کرسکتی ہین الخ نہو ہی پس بموجب اسکی کوئی شخص توجیہہ کرنیوالا اس اثر کا ہرگز مبتدع نہین ہو سکتا مثل اوس معنی کی جو سابق صالح نے بیان کی کہ اثر مذکور مین لفظ نبی بمعنی ہادی ہے اور اسکی وجوہ و دلایل جابجا اکثر قصاطیس مین تحریر ہین پس بسکو خود مداومت ہو مطالعہ مذکور سے کہ بخوبی الخ

ہوا کہ جو نبی قطعی النبوت نہیں مانند خواتم سنہ وہ لایق تکفیر ہی عقیدہ نہیں اور منکر اوسکا کافر
بھی نہیں اسواسطے کہ احتمال خطار باقی ہے قابل بحث نہیں کیونکہ وہ درحقیقت نبی ہی نہیں پھر
خاتم تو کیسی ہوسکتی غیر نبی خاتم النبیین نہیں ہوسکتا نہ حقیقی نہ اضافی اسلیے کہ لحاظ جانب
حقیقت و اضافتہ بہ نسبت خاتمیتہ تہا بہ لحاظ محض بے حقیقت ہے واسطے بحث فضایا فرضیہ مقدرہ
کے اور موضوعات فرضیہ مقدرہ کیا تھوڑی ہیں پس جانا چاہیے کہ بموجب انصاف اہل اشتباہ
خود اشتباہ برطرف ہوگیا الحمد للہ وہ افراد ستہ مقدرہ الخاتمیتہ نہ خاتم حقیقی ہیں نہ خاتم اضافی
بلکہ افراد امتہ احم سابقہ سی ہوں یا افراد امت محمدیہ میں سے ہیں بصورت ضرورت ہدایت بلکہ
وجود مکلفین طبقات سافلہ یعنی ہادی غیر نبی جنکو براہ مبالغہ نبی کر تعبیر کیا جو یہ اصل خلاصہ اثر
حضرت ابن عباس سلف صالح نے سمجھا اگر اس فقرہ فیہ نبی کنبیکم کو مجاز مرسل کہا جاوے
کہ جسمیں علاقہ غیر تشبیہ ہوتا ہے اور از قسم مجاز لغوی ہے مانند نعمت میں تو یہاں درست
ہی نہیں ہوسکتا کہ ظاہر ہے پس یہہ از قبیل مجاز لغوی استعارہ ہے نبی سے واسطے
ہادی کے لفظ بلایتہ میں براہ کمال مبالغہ المجاز اللغوی الکانت العلاقتہ فیہ غیر المشابہتہ کالید
فی النعمتہ فہو مجاز مرسل و بالعکس فہو استعارہ کما فی کتب فن البلاغتہ اور حالانکہ یہہ فقرہ مندرجہ
قول اعتذار مذکور کہ اسپر اجماع منعقد نہیں ہوا یہہ قول فضول ہے اسلیے کہ ثبوت نبوت میں دخل
ابتدائی قرآن و حدیث ہے نہ اجماع یوں انجام کار اجماع اوسکو لازم آتا ہے الحاصل علتہ
موثرہ صرفہ نہیں بلکہ مؤید ہے فقط فافہم اور اوسکی طرف یہہ امر بھی متوجہ ہوسکتا ہے کہ قطع نظر
اس سے بصورت پذیرائی ازالہ تعطل اور سد ابتہ مذکورہ بتکفل شریعت آدم حقیقی استحالہ دیگر
لازم آتا ہے تو بدستور نہیں ہوسکتا ہے کیونکہ بصورت تسلیم پھر تکفل مذکور کا عزل ناروا
جو غیر ثابت الاصل فی الدین ہے لازم آتا ہے اور وہ یہ ہے کہ ہر وقت ظہور تیار ہی سلسلہ
ہر طبقہ سافلہ بالضرور ظہور سردار اول مذکور یعنی آدم اضافی ہر طبقہ لازم ہے تو عزل تکفل
حضرت آدم طبقہ ارض علیا بھی لازم آتا ہے نسبت طبقات سافلہ اور اجتماع عزل و نصب

شرایع فی طبقۃ واحدۃ وامۃ واحدۃ او متکثرۃ فی حالۃ واحدۃ او مختلفۃ فی شخص واحد یعنی فی
واحد من الہی جلشانہ مین نہین پایا گیا بلحاظ اسکی کہ آدم طبقہ ارض علیا جو آدم حقیقی ہے
یہ امر اوسکی قید حیات مین ہو یا بعد وفات ہو اسکا اعتبار نہین کیونکہ نسخ شرایع یعنی انتہاء
و تبدیل و انتقال احکام موقوف نہین اوپر وفات صاحب شریعت کی بمعنی کہ ہمراہ
اوسکی موت کی شریعت بھی اوسکی موقوف ہو جاوے بلکہ موقوف ہے اوپر حکم انہا حکم
شریعت اول کے مگر یہہ امر بھی موقوف ہے اوپر بعد وفات صاحب شریعت اول کے موافق
بیان سنت الہی جلشانہ کی جو مستمر فی الادیان ہے چنانچہ اوپر اہل تسخ صحیح و تسلیم احکام
نہین روایان مسلور نہین ورنہ مستوجب عزل ہے حیات مین صاحب شرع کے جو مستحیل
شرعی ہے اور وفات مذکورہ عام ہے حقیقی ہو مانند وفات سایر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام
یا حکمی ہو مانند رفع حضرت عیسیٰ و رفع حضرت ادریس علیہما السلام الی السماء تعظیما و تقدس ادانی
الحسنۃ **قولہ التعویل** رفع السرائیہ - وکریمہ ورفعناہ مکانا علیا ساوق مع مزل النظر عن ہذا اول تعویت
اسکا زمہ مدعی ہے ورنہ چہہ عزل متثالیہ متعاقبہ متناوبہ بطبق سلسلہ مترتبہ جو سلسلہ زمانی
ہے لازم آتی ہین اور ہر گاہ سلاسل سبعہ مذکورہ متفاوت النقاط ہوی بوجہہ کلانی ہر ایک
سلسلہ عالیہ کی بہ نسبت ہر سلسلہ سافلہ کی تو اختلاف نقاط متوازیۃ الصورت درحقیقت بہی
لازم آتا ہے مثلاً بمقابلہ آدم طبقہ ارض علیا تو کوئی ہی نہین علی ہذا القیاس بمقابلہ خاتم حقیقی
طبقہ مذکورہ بہی کوئی نہین مگر بشرط مذکور یعنی درباره اول جو آدم طبقہ علیا ہے وجود و وصفا
کوئی نہین اور درباره خاتم طبقہ علیا صرف وصفا کوئی نہین چنانچہ بعض قیاس مین بحجۃ
مذکور ہو چکا ہے پس آدم ہر طبقہ سافلہ بہ نسبت طبقہ علیا محاذی نوح علیہ السلام ہے مثلاً قرن
علی ہذا پس سب طبقہ سافلہ کی نقاط مذکورہ اضافی ہو گئے جانا چاہیے بلکہ یاد رکہنا چاہیے کہ مراد
بلفظ آدم حقیقی سے اس کتاب مین یہ نہین کہ اور آدمی ہو اولاد حضرت آدم جد اعظم ہین وہ
آدمی مجازی ہین درحقیقت آدمی نہین بلکہ مراد اس سے اول الانبیاء ہین وجودا و وصفا درحقیقۃ اولیۃ

پیشتر کوئی بشر موجود نہیں ہوا اور نبی نہیں ہوا جیسا کہ حقیقی اسلام ہے کہ اول الانبیاء آدم علیہ السلام جیسا کہ
مقابل میں خاتم ہے یعنی خاتم الانبیاء پس در اصل عبارت ہے اولیتہ نبوت اور آخریتہ نبوت
سے یعنی اول حقیقی زمرہ انبیاء میں من حیث وصف النبوۃ اور آخر حقیقی من حیث الوصف المذکور
اگرچہ حسب اتفاق ہمراہ اولیتہ اس وصف کی اولیتہ نوع انسانی بھی وابستہ ہوئی ساتھ حضرت آدم
کے بخلاف آخریتہ وصف دوسری کے یعنی وصف خاتمیت کی آخریتہ نوع انسانی نہ وابستہ
ہوئی چنانکہ بجا خاتم النبیین صلعم کے لکھو کہا افراد نوع انسانی کی پیدائش ہوئی پس واضح ہوا
کہ اولیتہ حقیقی اور اضافی اور آخریتہ حقیقی اور اضافی یہاں باعتبار وصف مذکور ہے خاتم
ولانوہم یہ تحقیق جبانکہ کسی اور قسطاس میں بھی مندرج ہے پس واضح ہو کہ مراد آدم حقیقی
سے اول حقیقی نبوت وخلافت انسانیتہ ہیں اور مراد خاتم حقیقی آخر حقیقی ہے نبوۃ نہ خلافۃ فافہم
اور بالفرض اگر تکفل شریعت آدم حقیقی مذکور ہر بارہ وقت نصب ہر آدم اضافی بقید
حیات آدم حقیقی تصور کیا جاوی تو یہ امر مستتبع ہے بقاء حیات آدم حقیقی کو تا اختتام
نقاط سلسلہ نوبت بنوبت الی آخرہ اور نہ معلوم کہ عمر آدم حقیقی کب ختم ہوئی ایا پیشتر نوبت
اس تباری ہر سلسلہ سافلہ منتاد یہ سی ختم ہو گئی اور تکفل مذکور باطل ہوا تو پھر تعطل مذکور
لازم آئی بروقت تباری ہائے سلاسل اور اگر بلا قید حیات آدم حقیقی ہے تو عزل ونصب
مذکور بنسبت شریعت ہا مذکورہ یعنی شریعت آدم حقیقی اور شرایع اولاد آدم اضافی بجلیتہ مذکور
لازم آیا اور قطع نظر اس سے ہرگاہ بتسلیم تکفل شریعت آدم مرطبقہ ارض علیا بنسبت طبقات
سافلہ ثابت ہوا علی ہذا القیاس یہ تکفل بھی ہی اور جاری ہو سکتا ہے بنسبت اوساط
طبقات سافلہ بھی نظر بہ عنوان سلسلہ اور خاتم حقیقی تو اس باب میں استقلالاً از عرش
تا فرش مسلم طرفین اہل نظر میں یہ بھی تکفل مذکور کا فی تنہا پھر کیا ضرورت ہوئی واسطی ایجاد
خواتم سافلہ کی کیا مذکور واسطی جمیع انبیاء وسلاسل طبقات سافلہ از اول تا اواخر اور بقاء
یہ بھی مساوی ہے عنوان عمل بر اور سلسلہ طبقہ ارض علیا کی بھی جو کہ مقرر خاتم حقیقی ہے صلعم

جیسا کہ بعض قساطیس ہین مذکور ہی کہ حکم افراد نوع واحد واجد ہوتا ہی کیونکہ متحد الحقایق
ہوتی ہین اور خلاف اسکا خلاف ہے ہان البتہ اب وہ عذر عدم وصول احکام بعض طبقات
سافلہ کی قلال جبال مین لم جہہ من الوجوہ متعذر ہو تو بعد وجود دعاۃ حقیقیہ کے جو عبارت ہین انبیاء
اور رسل سے طبقہ ارض علیا مین درصورت تعذر قیام تواب اور دراث معتبر شرعی سے کہ منشاء
نجات ہو رحل موافق تحقیق علماء عقاید الاسلام کے یا باکیا جانکہ جند قساطیس تحول صاحب تفسیر
اس باب مین مندرج ہے فقط واللہ اعلم بالصواب **قسطاس سوم و چہارم** مشتمل اصل
وصول علامہ اکثر قساطیس جاننا چاہئی کہ حال مابعثیہ وحقیقہ بعثہ محمدیہ علیہ افضل الصلوۃ والتحیہ
عند التتبع قرآن وحدیث سی معلوم ہوتا ہی کہ بعثہ خالصہ ہی مشترکہ مانند او حضرت
کے حضرت موسی و حضرت ہارون علیہما السلام اور نہ منقسمہ بقسمت ابتدائیہ مانند او حضرت
انبیاء علیہم السلام حضرت شعیب و حضرت ابراہیم و حضرت لوط وغیرہ علیہم السلام اسواسطی
کہ قسمت طاریہ یعنی قسمت بعد شرکت جو امر طاری ہے وہ دربارہ بعثہ دین مین از حضرت
آدم تا حضرت خاتم النبیین صلعم اصلا نہین پائی گئی نہ مصالحۃً نہ منافشۃً کیونکہ سنت الہی
جلشانہ جاری نہین ہوئی معاوم خاص و عام ہے اور یہنامہ بعثتین سواء بعثہ حضرت خاتم النبیین
صلعم جو بعثہ خالصہ ہے من کل وجہہ منقطع الآثار ہین عملاً وحکماً اعتقاداً جو عبارت ہی نسخ سی
یعنی امتہاء الحکم سے اور دلیل شرکت بعثہ حضرت ہارون و حضرت موسی علیہ السلام آیات
قرآنی صاف و صریح **قولہ تعم** واشرکہ فی امری وارسل الی ہارون وغیرہ ذالک چنانچہ
ارشاد ہوا کریمہ اذہبا الی فرعون انہ طغی فقولا لہ قولا لینا لعلہ یتذکر او یخشی یعنی چلی جاؤ تم دونون
طرف فرعون کی اوس کمبخت نے بہت سر اوٹھایا اور حد سی باہر چل نکلا اور ولا تنیا فی ذکری
اور سستی مت کرو تم دونون میری یاد مین علی ہذا القیاس اور آیات بس صاف شرکت ہی
قسمت نہین اور معانیہ اور مواخذہ حضرت موسی کا ساتھہ حضرت ہارون کے بکمال شدت
بعد تشریف آوری کوہ طور سی دربارہ گوسالہ پرستی جو یہ حرکت سامری سے واقع ہوئی تھی اور

قسطاس سوم و چہارم

اختیار حضرت ہارون اس بارہ مین باوجود چھ لاکھ بنی اسرائیل کے یہہ ہی امید تہا شریک مذکورہ
کا اور فرعون اور آل فرعون یعنی اتباع فرعون جو مرسل الیہم تہی متحد تہی اور شریعت بہی ایک
ہی تہی اور طبقہ بہی بطور ضلع بندی اور علاقہ بندی کے ایک ہی تہا کہ علاقہ جداگانہ نہ تہا گو
حضرت موسی افضل تہے مرتبہ مین یہہ امر آخر ہی پس حضرت ہارون علیہ السلام دخل دیتی
تو گنجایش تہی اسلئے کہ شریک تہی اس منصب مین بالخصوصیہ المذکورہ لیکن اونکی فعل کو
اپنا ہی فعل سمجہتی تہی علی ہذا القیاس بعثۃ حضرت ابراہیم و حضرت لوط اور بعثۃ حضرت شعیب
و حضرت موسی سا نہہ قسمت ابتدائی کی تہی کہ فی الجملہ آپس کا رایک قسم کی شرکت ہی ہے
یعنی کہ تصرف و استقلال خالص نہ تہا یعنی ہر ایک فرد اپنی اپنی علاقہ جداگانہ سی ایک زمان
مین تعلق رکہتی تہی مانند ضلع موتفکات علاقہ حضرت لوط علیہ السلام زمان حضرت ابراہیم علیہ السلام کے
جو بابل اور ازدان و فلسطین وغیرہ ملک شام سی تعلق رکہتی تہی علی ہذا القیاس مابین اور ایک علاقہ
حضرت شعیب علیہ السلام علیحدہ علاقہ حضرت موسی و ہارون علیہما السلام سی کہ تعلق بمصر
و توابع اوسکی تہا مجامع زمان حضرت شعیب علیہ السلام تہی اور شرایع بہی جداگانہ تہین
غالبا پس معلوم ہوا کہ بعثۃ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم خالص محض متفرد بالاستقلال ہے نہ شرکت
پذیر ہی نہ قسمت گیر مانند بعثۃ اور حضرات انبیاء علیہ و علیہم الصلوۃ والسلام کے کہ ظاہر ہی لا کلام
بلکہ اخبار صحیحہ مستفیضہ سی خود حال مدعیان نبوت کذابون ملعونون جو وارد احادیث صحیحہ تا قیام قیامت
جو موعود ہین کہ منجملہ اونکی مسیلمہ کذاب ہی خود دعویہ واہمہ شرکت فی النبوت واضح ہے کہ کذاب
مذکور کا ہرگاہ ایلچی خدمت بابرکت آنحضرت صلعم سین آیا دست مبارک مین ایک شاخ خرما تہی
فرمایا مین اسقدر بہی شرکت روا نہین رکہتا جبکہ درخواست تقسیم ملک بالمناصفہ تو درکنار
جسکا تو ہی خواستگار فرمایا ان الارض للہ یورثہا من یشاء پس صاف معلوم ہوا کہ اس نبوت
مین اصلا شرکت نہین ہمین وجہ کہ وہ کافر تہا جو ایسی درخواست کی اور مدعی نبوت ہوا
لہذا کوئی مسلمان کبہی مدعی نبوت نہین ہو سکتا لزوما و تعدیا بھی نہ ابتدا و اسطی اور نہ واسطی

غیر کی اور یہہ نبوت محمدیہ علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیہ لظاہر مانند نبوت حضرت سلیمان و حضرت
داؤد و عیسیٰما السلام بر تمام سلطنت تا عہد خلافت راشدہ تھی لہذا وہ کافر شرعی نبوت کذاب کہ
مدعی نہ ہوا اور نہ حدیث نحن معشر الانبیاء لا نورث خود دلیل نفی سلطنت ہی بطور میراث و سے
بطور ملک عضوض تسلط بالجبروت منصب نبوت سی جیسا کہ اخبار صحیحہ کا مفہوم و منطوق ہے
پس ہر گونہ نفی شرکت و قسمت مذکورہ ثابت ہوی نبوت حضرت خاتم النبیین صلعم اور عموم لفظ
آنحضرت صلعم بلا شرکت ہے اور بغیر قسمت جو طاری ہوتی ہے بعد وقوع شرکت کی اور کسی نبوت
میں بھی نہ مصالحۃ نہ منازعۃ ہرگز ثابت ہوی ہرگز کسی اصول میں سی اور نفس نبوت فی
محل شرکت ہی نہ قسمت بلکہ محل تصور ہے مگر جو کچھ ہے فی ضمن الافراد ہے خارج میں کیونکہ
بسیط معنوی ہے کہ از قبیل اوصاف ہی واسطی طبیعۃ واحدۃ او حقیقت واحدہ کی جو ذات
موصوف ہی بنفس افراد انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور تمائز مابین الافراد بانضمام اوصاف
زائدہ سے چنانچہ اسکی تحقیق کما حقہ بعض قسطاس میں مفصل مذکور ہی پس قابل ہونا بوجود
خواتم ستہ خارج میں کسی المتبعین ہمراہ بعثت حضرت خاتم النبیین صلعم بشرط منتفی النبوت
قطع نظر اس سے کہ تابع شریعت محمدیہ ہوں یا نہوں اور نیز قطع نظر اس سے کہ خاتم اضافی
ہوں یا نہوں کہ یہہ ایک وصف زائد لاحق ہے ہرگز ہرگز عقیدہ اسلام نہیں بلزوم
استحالہ شرعی شرکت و قسمت مذکورہ چنانچہ بہمین علت النشاء النبوۃ جو مستلزم شرکت
ہے اور قسمت جو مآل کار متحیر بجانب ایک نوع شرکت ہی ہی وفات صاحبزادہ سید ابراہیم
و قاسم و طیب طاہر منظور الہی جلشانہ ہوئی و اللہ اعلم پس غور کامل و انصاف عادل سے کام

قسطاس میں حصہ اول و چہارم موجب قائل ہونی کی ساتھ اس قول کی کہ معنی اضافت درباره
خواتم ستہ یہہ ہیں کہ نسبت اپنی اپنی طبقہ ارض کے سلسلہ کے انبیاء کی خاتم ہیں فقط یہہ جتانا
ہے کہ اگر یہی مراد ہی کہ بلا لحاظ طبقہ دیگر کے طبقات سبعہ سی اپنی اپنی طبقہ کی خاتم ہیں تو
یہی تعریف صادق آتی ہے اور پر خاتم حقیقی کے بھی پس تعریف خواتم اضافی مانع ہوئی اور

اور نیز تو یہ خاتم حقیقی جامع نہوئی بوجہ مصادقت طرفین بلکہ فاقد المصداق ہوئی خلط
امر ہوگیا نہ کوئی فرد خاتم حقیقی ہے دستیاب جانا نہ فرد خاتم اضافی علی ہذا القیاس حال
اور دلیل اضافی جو اوادم اضافی ہین اور نیز اوسط سلسلہ مذکورہ بلکہ بنظر حقیق تمام افراد
خواتم جملہ طبقات سبعہ خواتم حقیقی ہی ہین کیونکہ یہہ اضافتہ دراصل اضافتہ ہی نہین بلکہ حقیقت
ہی ہے اسواسطے کہ اضافت بالنسبت الی منتسبین ہوتی ہے اور لحاظ اعتباری کا ایسی مقام
مین کچھہ اعتبار نہین پھر اسکی بحث اور طرز نا بلا ضرورت بیفائدہ ہے اور جاننا چاہئی کہ تعدد اور
تکثر اول حقیقی نوح واحد یعنی مبدء حقیقی اور نیز تکثر و تعدد آخر حقیقی یعنی مختم و خاتم حقیقی نوح
واحد لاسیما سلسلہ ترتیبی زمانی مین بدیہی البطلان ہے پس اگر اوادم ستہ جو اولاد آدم
لبقہ ارض علیا سے ہین تو اول حقیقی ہونا اونکا وجودا باطل ہے اور نیز باطل ہے حقیقی
ہونا اونکا وصفا جو مراد ہی وصف نبوت سی طیاری سلسلہ نبوت مین جو مراد ہی ان
کونون وصف سی آدمیتہ مانحن فیہ مین علی ہذا القیاس خاتم حقیقی مگر اسقدر فرق ہے
درمیان اوس اول حقیقی اور آخر حقیقی کے کہ اسکی خاتمیتہ آخریتہ یعنی ہونا اس فرد کا
قطع سلسلہ مذکورہ صرف وصفا ہے نہ وجودا اسواسطے کہ مابعد اوسکی اور افراد بنی آدم
کی وجودا ہین نہ وصفا اور سر اس امر فارق اور فیصل مین یہہ ہے کہ اسکا وصف مستمر
ہے بالدوام الی یوم الفنا بخلاف وصف اول حقیقی یعنی مبدء مذکور ابو البشر آدم طبقہ
ثمن علیا کہ وصف اوسکا مستمر نہین بلکہ اوسکو انتہا ہی نظر بنسخ شریعت مانند اور
اسطے کی یعنی دیگر رسل و انبیاء کے نہ عزل منصب نبوت والا یعنی اوادم ستہ اگر اولاد
ہے اور کسی آدم کی ہین بقول مشہور السنہ عوام کہ اونکا باوا آدم ہی نرالا ہے یا منتقل
الی آدمیتہ مین وجودا اور وصفا مثل آدم طبقہ ارض علیا مشہود لہ بالقران والحدیث
بجماع مصداق آیتہ ولقد کرمنا بنی آدم الایتہ واول الانبیاء آدم و آخرہم نبینا
وعلیہم السلام وحدیث المحشر انت ابو البشر دربارہ شفاعت پس بعد ثبوت اس

امر کی جیسا کچھ ہو دیکھا جاوی ۔ اور جو کوئی قید زاید جامع تعاریف وحدود ہی کہ جس سے امتیاز
مابین فرد اضافی او حقیقی بسبب خواتم واوخر سلاسل او بسبب اوایل وسبادی سلاسل و نیز
اوسطو و واصل سلاسل ناصل معلوم ہوں چاہیئی بسبب خواتم آدم طبقہ ارض علیا سی کہ یہہ امر
متحقق الثبوت بالخصوص ہے اور بدو صورتیکہ ہوں اولاد آدم دیگر سے یا خود استقلال اونکی
آدمیت کی بعد ثبوت وانتیاث کی قابل بحث ہے جیسا کہ گذرا پس پھر یہہ معنی ہیں کہ طبقات
دیگر بھی ملحوظ التعاریف والحدود ہیں دربارہ مطلب اعتبار اضافت مذکورہ کے تاکہ ثبوت فرد
حقیقی ہو اور نیز اضافی بھی بشرط وجود منشا اضافت خصوص منشا شرعی نہ صرف عقلی
جو اصل خمیر مایہ نزاع ہے مانحن فیہ میں اور جدد منضبطہ ہوں تو آدم طبقہ ارض علیا حقیقی
ہو او خاتم حقیقی طبقہ مذکور اور اولاد آدم طبقات سافلہ باقیہ اضافی ہوں علی ہذا القیاس
حال اوسطو طبقات متبعہ اور پر ظاہر ہے کہ یہہ بھی سزاوار ہی مثبتین افراد خواتم اضافیہ
سے کیونکہ اول اضافی وہ ہے جس سے پیشتر اول حقیقی ہو یعنی یہہ متاخر ہو اوس سے
اور متقدم ہو اور افراد باقیہ اوسطا اور اواخر پس اندریں صورت ظاہر ہی کہ ہر دو
نقطہ اول و آخر سلاسل طبقات ستہ سافلہ معہ نقاط متوسطہ اپنی کے جو عبارت ہی ہماری
سلسلہ سے چھوٹا ہونا چاہیئی بہ نسبت طبقہ علیا کی اور غیر محاذی جمیع نقاط متجانسہ سے
او علی ہذا القیاس ہر طبقہ سافلہ جو محوی ہے کسی طبقہ عالیہ کا اوسکا بہ نسبت اوسکی کوچک
ہونا چاہیئی غرضکہ الفراض اور اختتام سلسلہ ہر طبقہ کو چکنا پیشتر ہونا چاہیئی سلسلہ
ہر طبقہ عالیہ اپنی سے اور ابتدا اوسکا مابعد ہونا چاہیئی بہ نسبت اوسکی بالضرورت
وجہہ ترتیب سلسلہ زمانی کے درباب اولیتہ اوادم سبعہ اور آخریتہ وخاتمیتہ خواتم سبعہ
کو وہ صادر زمانی امور آتیہ میں سے ہو مانند نزول سورہ اقرا اور سورہ مدثر یا بلد یا بینہ
مستمرہ میں سے ہو مانند امتداد زمان بنوت پس یہہ قول کہ جانبی خواتم اضافی ہیں
یا ہمراہ خاتم حقیقی ہوں باطل ہے بدلیل نظم طبعی سلسلہ اور اقتضا اصلی اوسکی کے

اور حال اوایل یعنی اوادم بھی ایسا ہی جانا چاہیئے کہ ہمراہ اول حقیقی یعنی آدم حقیقی کے نہوں جو عبارت ہی مرسل اول سے اور نیز بیشتر اوس سے نہوں پس اونکی طبقات کی ہنوز طیاری نہیں ہوئی کہ ظاہر ہے بوجہ کو جاب ہونے ہر طبقہ کے طبقات سابقہ سے بہ نسبت اپنی اپنی طبقہ عالیہ کے اور نیز متاخر الوجود ہونے اپنی کے باعتبار ترتیب زمانی بہ نسبت طبقہ عالیہ کے قسط اس چہل و پنجم ہر گاہ وحی مطلق جو لاذع ہے اتی ہے رسالت خاتمیہ مطلقہ کا شامل ہوا جمیع طبقات ارض کو بدلیل قول تعم قل اوحی الی ہذا القرآن لانذرکم بہ ومن بلغ۔ تو جڑ کٹ گئی بعنایت الہی جلشانہ عقیدہ فاسدہ مندرجہ رسالہ نصیر المومنین فی رد قول الجاہلین کے جو صریح خلاف ہے قول دافع الوسواس وغیرہ اقوال من جملہ کے بھی کیا بلکہ تمام اہل اسلام امتہ کی اور وہ عقیدہ فاسدہ آدم خصوصیتہ خاتمیتہ حضرت خاتم النبیین صلعم کے ساتھ اس ہی طبقہ ارض علیا کے کیونکہ ظاہر ہے کہ مبلغ اس قرآن مجید کا قاصر نہیں ساتھ کسی بھی دلیل کے جو۔ تمام اہل اسلام ہو بلکہ عموم بعثتہ آنحضرت صلعم پر جو ثابت النصوص القطعیہ ہے اجماع امتہ ہے پس شامل ہے تمامہ مکلفین کو خواہ بطور امتہ اجابت خواہ بطور امتہ دعوت جمیع طبقات میں باعتبار عقیدہ و عمل از روز بعثتہ تا قیام قیامتہ اور باعتبار عقیدہ تو جمیع امم سالفہ کو اور اثر اسکا تو جو عبارت ہی قبول سے ہر مخلوق پر حسب حیثیتہ اوسکی روحانیت کے تو ظاہر ہا ہے اور کیفیت اوسکی سر مکتوم ہے جو مخزون ہے خزانہ علم علام الغیوب میں بدلیل خبر لولاک لما اظہرت الربوبیتہ اسلئے کہ یہہ آوازہ ہر گوش موجودات میں پہونچا ہوا ہے اور دراصل یہ بات یوں نہیں جیسا کہ عبارت نصیر المومنین فی رد قول الجاہلین کو شبہہ الحادی ہوا بوجہ استدلال ساتھ استغراق قاصر کے الف لام العالمین سے آیتہ متبرکہ یا مریم انی اصطفیک علی نساء العالمین اور یہ العالمین آیتہ متبرکہ لیکون للعالمین نذیرا اور وما ارسلناک الا رحمتہ للعالمین کے اور اعجد شبہات اوسکی سے یہہ ہے کہ عام

مخصوص البعض ہوتا ہے پس جاننا چاہیے کہ یہ عام از قبیل مخصوص البعض نہیں بلکہ کہنا
چاہیے کہ جو عام مخصوص البعض نہیں ہوتا وہ بمنزلہ خاص کے ہوتا ہے پس افادہ قطعیہ حکم
کے یعنی حصول مطلب اور مقصد کے کہ گنجائش استثنا کی نہیں ہوتی نسبت کسی بھی
فرد کے یعنی جمیع افراد کو حکم عام قطعی شامل ہوتا ہے گویا وہ خاص ہی ہے چنانچہ مثال اس
میں ہے ان العموم مثل الخصوص عند نافی ایجاب الحکم قطعا وبعد الخصوص لا یبقی الاحتمال فکان
تغییرا پس اس عموم کا کوئی مخصص نہیں پایا گیا ہرگز اور تفصیل اسکی فہ طاس پنجاہم میں ہے
یعنی ﴿ بشیرا ونذیرا لیکون للعالمین نذیرا میں اور رحمۃ عامۃ جمیع افراد عالمین کو آیہ رحمۃ
للعالمین میں شامل ہے پس معلوم ہوا کہ خاتمیۃ مطلقہ عامہ خاصہ مخصوصہ حضرت خاتم النبیین
ہی کا ہے جو شامل ہے تمام خدائی کی مخلوق کو حسب حیثیۃ ہر ایک مخلوق اور خالق
مفہوم اطلاق اور مفہوم عام میں بھی فرق ہے مفہوم اطلاق عام ہے بہ نسبت مفہوم
عام کے یعنی اعم العوام ہے اسلئے کہ ضمن ہر مفہوم عام میں بھی پایا جاتا ہے اور اپنی ضمن
میں بھی کہ جسکا اطلاق بشرح حقیقت وبیان عنوان کر تعبیر کیا جاتا ہے نہ از قبیل قید
ہوتا ہے کیونکہ وہ کسی ضمن کی قید میں نہیں قایم رہتا ہے بلکہ اپنی حقیقت مطلقہ اور حیثیۃ
مرسلہ پر قایم رہتا ہے اگرچہ مجاز الاطلاق حمد گری متداول ہے پس جاننا چاہئے
کہ صاحب مرعوب المسلمین نصر المومنین فی رد قول الجاہلین مذکور وادی الحاد اور
ضلالت تدقیقات زندقیہ میں صریح قدم مارتا ہے ہر چند بوجہ شکست دلیل عمدہ اور اسکی
کے بفقد تحریر دندان شکن جو باعث ہے تدمیغ باطل اور تدبیغ کامل کو کافی تھی اور
ماوا اسکی تمامہ قساطیس سقسم کے جمیع وسواس کو زایل کرتے ہیں اور بمنزلہ لاحول ہے
مگر تاہم قسطاس پنجاہم میں جدا گانہ نصر المومنین کی عبارت کی تشریحات اباطیل اور اقوال
ارجف کا بجواب حد شکنی کی گئی ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ اور ستم تو بڑا یہ ہے کہ
عبارات نصر المومنین کے سیکو طاق میں بٹھا دیا عبارات دافع الوسواس ومن حک

تاویلات فاضلانہ تو ہیں اور لعنتہ مطلقہ کی تو قایل ہیں اگرچہ دربارہ اثبات خاتمیتہ
اضافیہ عنقاوہ تہا بخلاف اس عبارت کی کہ کوئی درجہ باقی ہے نہ رکہنا خاتمیتہ کو
ایسا سست بنیاد کرنا چاہا کہ نفی الثبوت عموم اور اطلاق کو اس ہی طبقہ ارض
علیا میں ہند کرنا چاہا ذرہ بہر بہی خیال نہ ہارد مٹا کہڑا ہوتا ہے اونکو کچہہ گذارنگی
نہیں آتی قشعریرہ بہی نہیں ہوتا حالانکہ یہہ خاتمیتہ مطلقہ اور لعنتہ عامہ اوس ہی
قرآن مجید سے ثابت ہے کہ جسکی شان میں یہہ آیت نازل ہے کریمہ لو انزلنا ہذا
القرآن علی جبل لرایتہ خاشعا متصدعا من خشیتہ اللہ الایتہ مگر اس ہی قرآن شریف
میں یہہ بہی نازل ہے فاما الذین فی قلوبہم زیغ فیتبعون ما تشابہ منہ ابتغاء الفتنہ
وابتغاء تاویلہ الایتہ الیتہ پہر ہر مسلمان بخش ہے بجز استرجاع چارہ انہیں سپرد نجدا
کریمہ کل حزب بما لدیہم فرحون اللہم انا نعوذ بک من الفتن ما ظہر منہا وما بطن اور
اعجاب کل ذی رای پہر یہ وارد احادیث صحیحہ ہے اور اس عبارت نظر المومنین
کو کیا بلاردلیری ہے کہ نسبت قائلان لعنتہ عامہ مطلقہ صاحب خاتمیتہ مطلقہ حضرت
خاتم النبیین صلعم کے تمامہ علماء اور فضلاء بل تمام امتہ محمدیہ کو داغی کردیا کسیکو جاہل
کا خطاب اور کسیکو کافر کا دیا اور نیز فتوی عدم جواز نماز خلف اس عقیدہ والے کے دیا
پس معلوم ہوا کہ تمام امت اگر ایسی ہی ہوئی خدانخواستہ تو یہہ شخص معہ اپنی چند اتباع
کے اکیلی بہشتو نمیں کیا کریگا کڈکڑیاں مارلے پہر نگی بہشتان تو اونکی حق
میں مثل بن بیشہ ہو جاوینگی آخر جی گہبراویگا پہر طرف جماعت کلان کی رجوع کرنا پڑیگا
پس اب ہی تقلیل مسافت کریں تو کیا خوب بات ہے معلوم ہوا کہ اندلو نمیں فضل و
کمال اور تقوی وطہارت وجاہ وجلال اور دیانت اور نصیحت بذریعہ جہاپون کے
صفحہ ہی پر سیاہی ڈالنی کا اور زہر میں لگادینی کا ہر کس و ناکس کا نام ہی صادق آتا
ہے قول حضرت مخبر صادق صلعم کا اتخذ الناس رؤسا جہالا افتوا بغیر علم فضلوا واضلوا

در سرپہ کہ عالم آن باشد کہ ہند نباشد فقط پس ایجواب معلوم شد کہ عام علی العموم
ہوگیا کہ مصنع لمرسل قرآن مجید محدود و محصور اور ممنوع و محجور نہیں نسبت حاضرین و
غائبین کے جو کہ ہے جہان کہیں ہوں اور جو کوئی ہوں از قسم مبلغین و منذرین
اور حدیث شریف لا یبقی بیت مدر ولا وبر الا ادخلہ اللہ کلمۃ الاسلام بعزیز عزیز و ذل
ذلیل اور کلمۃ الاسلام داخل قرآن شریف ہے اور مراد اوس سے تمام احکام
قرآن شریف ہیں بلکہ تمام قرآن کا مطلب متعلق بکلمۃ الاسلام ہی ہے بالاجمال
اور ما سوا اسکی خیال ہے واجب الابطال اور از قبیل سقط متاع ایدیہم والدراعلم بحقیقۃ
الحال والمآل فقط قسط اس مہمل و ششم ملتحق و مناسب و موید و معاضد مضمون
و مطلب آیۃ قل اوحی الی انما القرآن لانذرکم بہ و من بلغ الایۃ کے یہہ آیات بینات
ہیں کہ یہہ قل یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا الذی لہ ملک السموات والارض کریمہ
یا ایہا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم الآیۃ اسواسطے کہ بظاہر اس قسم کے دعوہ عامہ کے
مساہمہ کسی نبی کو ندا ہوتی معلوم نہیں ہوتی اور تخصیص ندا اس آیۃ میں مساہمہ ناس کی بخلاف
آیۃ و من بلغ کے کہ وہ عام ندا ہے مباینۃ نہیں بوجہ شرافت ناس کے اور مراد غیر ناس
بھی ہیں اور وہ مناسبۃ اور تائید مذکورہ اسواسطے ہے کہ ندا ہے عموم ناس کو حاضرین
اور غائبین گذشتہ اور حال اور استقبال کو حسب حیثیۃ ہر ایک صنف کے باعتبار ہر ایک
زمان کے تا صادق آوے مطلب رسول الرسل کا اور خاتم الرسل کے بدلیل کریمہ
و ما ارسلناک الا کافۃ للناس بشیرا و نذیرا اور کریمہ و ما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین عمدہ آیات رحمت
سے لبتہ ہے پس وہ شامل ہے تمامہ عالمین کو کسواسطے کہ بعض اونمیں سے ایسے ہیں کہ مطلوب
الایمان والاعتقاد بالحقیقۃ ہیں مانند رسل اور ائمہ اونکی کے اہل زمان ماضی عام ہے
اس سے کہ نبی ہوا یا غیر نبی جیسا کہ توارث اوسکا ناظر بشریعت حضرت خاتم النبیین
ہے بدلیل کریمہ و اذ اخذ اللہ میثاق النبیین

لما اٰتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ قال اٰاقررتم
واخذتم علی ذالکم اصری الاٰیۃ اور بعض کی نسبت کیفیت عمل ہی اضافہ ہوئی مانند
حاضرین زمان برکت نشان حضرت نبی آخر الزمان صلعم حقیقۃً مانند صحابہ کرام رضؓ اور
حاضرین حکماً تا نفاذ زمان پہر عام ہے اس سے کہ اُمّتہ اجابتہ ہو یا امتہ دعوۃ اور اس
حکماً مین نبی سابق النبوۃ معزول الشریعۃ باقی النبوۃ ہو مانند حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور
حضرت الیاس علیہ السلام کے داخل ہین اور ندا رندکو یاد رہے کہ انی رسول اللہ الیکم
علی ہذا القیاس خطاب الیکم طرف عموم ناس کے حسب حیثیتہ تصور کرنا چاہیے اور وجہ تخصیص
ناس عنقریب گذر چکی اور پہر تاکید فرمانی ساتھہ لفظ جمیعاً کے تاکہ کوئی فرد اس دائرے
فائت نہو جہان کہین ہو اور کسی گروہ سے کسی طبقہ مین کسی زمان مین ہو کیونکہ سیاق
کلام الذی لہ ملک السموات والارض دلالتہ کرتا ہے اوپر اس مطلب کے کہ جیسا وہ مالک
ہے سموات اور ارض کا ویسی ہی عموم رسالت اس رسول مقبول کی ہے نسبت ہر شی
کے حسب حیثیتہ ولیاقت اوسکی اور ذکر ناس اس آیتہ مین بطریق ذکر افراد عظیمہ ہے اور دلالت
اوپر افراد باقیہ کے اور سایر انبیاء اور رسل از قسم ناس ہین پس معلوم ہوا کہ رسول انبیاء
اور رسل بہی ہین پس واضح ہوا کہ جانب خالق جلشانہ سے جو مبدء فیاض ہے تمام
مخلوقات واسطی اس فیض بعثتہ عامہ کی فیض رسی مین سب شامل ہین تاکہ مبدء فیاض
کی جانب سے کمی نرہے۔ مگر یہ امر آخر ہے کہ کوئی خفتہ بخت نصیب واژون بے بہرہ رہجاوے
بموجب اس حدیث شریف کے فمن اصاب من ذالک النور اہتدی ومن اخطاہ ذالک النور
ضل اور علی ہذا القیاس کریمہ قل یاایہا الناس انتم الفقراء الی اللہ الاٰیۃ اگر البسا ہو تو سوا
جنکی جو اس طبقہ ارض علیا کے ہین اور فقیر الی اللہ ہون حالانکہ یہ وجہ عموم المراد تمام
مخلوق سوا ثلثہ اور اور جو جو مخلوق علم الہی جلشانہ مین ہین فقیر الی اللہ ہون اور
علی ہذا القیاس کریمہ یاایہا الناس اعبدوا ربکم الاٰیۃ مین صرف آدمی ہی مخاطب نہین بلکہ

اور خصوص آدمی طبقہ ارض علیا ہی ہون اور علی غیر القیاس صرف تخویف و تہدید و انذار لور تہویل اس آیت شریفہ مین یا ایہا الناس اتقوا ربکم ان زلزلۃ الساعۃ شیٔ عظیم متوجہ طرف آدمیون ہی کے کیا بلکہ اس ہی طبقہ ارض علیا کے آدمیون کی طرف متوجہ ہو حالانکہ ملک مقرب اور جن کا کیا بلکہ بموجب قولہ ثقلت فی السموات والارض الایۃ یعنی تو جہل پر رہی وہ ساعت آسمانون اور زمینون مین سب ہی کا زہرہ چاک ہی اوسکی ہول سے ایسی ہی آدمیون ایسی ناہنجار آدمیونکی لئے کہان تک قلم سرگردان رہی اگر بنا بر اس ہی ہتا وہ بھی سمجھ لیتا اگر یہ سمجھا تو عبارت نصر المومنین لئے نہ سمجھا ط

اف فہم والسر اعلم **قسطاس چہل و ہفتم** اگر یہ شبہہ کسیکو وارد ہو در بارہ اثبات خواتم ستہ کہ اوصاف انتزاعیہ موجودہ بوجود المنشا رہوتے ہین جس سے موجودیت بالعرض نمایان ہے موجود بالذات نہین ہوتی فقط تو یہہ شبہہ بدین نہج زایل ہو سکتا ہی کہ یہہ امر مسلم ہے مگر شرط ہے کہ ہر ناشی حسب منشا اپنی موجود ہوتا ہے یعنی ناشی عقلی کیواسطے منشا عقلی پر ضرور اور نقلی کیواسطے نقلی اور ہر نقل کے واسطے اوسکا عرف خاص مثلاً عرف شرعی یا دیگر یا عرف عام جو اوسکی انتزاع کا مدار اور موقوف علیہ ہے اوسمین مؤثر بالاستقلال ہے اگرچہ بعض صورت مین تبعاً و لحوقاً ضمناً و ذیلاً منشا دیگر شامل ہو کر دونون بخش اور تقویت دہ ہو جاوی مثلاً بعد دلیل شرعی کے جو منشا شرعی ہے امر شرعی مین کوئی امر شامل حال ہو جاوی مطابق عقل کے یعنی وہ بھی ضمناً منطبق ہو جاوی تو وہ اس محل مین منشا نہین قرار دیا جاویگا کیا معنی کہ اگر منشا شرعی سے عزل نظر کیجاوی تو منشا عقلی یا عرفی اسجگہہ واسطے حصول مطلب کی محض بیکار ہے چون مذہب اندر بنا کار مد بیکار مد سے زیادہ تر بیخ دل ہے اور منشا مذکور کبھی صریح ہوتا ہے اور کبھی خفی عام ہے اس سے کہ وہ امر باعث انتزاع یعنی استخراج ہو تو قرینہ باعثہ ہے اور مانع انتزاع و استخراج ہو تو قرینہ صارفہ ہی پس حسب اقتضاء منشا مذکور ناشی موجود اور بالذات

ہوگا یا ممنوع اور مصروف ہوگا پس متشابہات شرعی میں اگر وہ ناشی امر صریح اور مفصل مفسر ہے تو قابل تفسیر نہیں اور اگر امر خفی محمل منضبح ہے تو قابل تفسیر و توضیح ہے اور اگر بالکل مجمل مبہم ہے مانند حروف مقطعات قرآنی تو درحقیقت قابل تفسیر نہیں اگرچہ بعض اہل تفسیر نے کچھ کچھ کہا سنا اگر حضرت ابن عباس رض رئیس المفسرین نے الم کی تفسیر میں سوای اللہ اعلم بمرادہ کے کچھ نہ کہا اگرچہ اس تفسیر میں لطیفہ ہے کہ تفسیر بنام نہاد ہوگئی کہ مراد الف سے اللہ ہی اور لام سے اعلم ہے اور میم سے بمرادہ کا لفظ مراد ہے لیکن تاہم راز مخفی نکھلا یا توضیح قریب الفہم والہام ہے مانند متشابہات کی پس ہرگاہ یہ مقدمہ ممہد ہوا تو بدلیل صرف قرینہ عقلی لفظ فیہ نبی کنیکم سے بلا انفہام کیا بلکہ بلا استقلال و استبداد دلیل نقلی شرعی کے بطور انتزاع ناشی بوجود منشا و پر اثبات خاتمیت کی خواہ اضافی ہو یا حقیقی صرف بتقویت دلیل عقلی یا قرینہ عقلیہ جو مقتضای سلسلہ ترتیبی ہے وجود مبدا اور وجود مقطع جو درباره منتزع عقلی کے جو برہان واقعی ہے ہرگز استدلال صحیح نہیں خصوص اس مقام میں کہ مزاحم عقیدہ اسلام ہو تو زیادہ تر واجب الاحتراز ہی جیسا کہ مزاحم مذکور لزوم شرکت و قسمت ابتدائی وغیرہ مذکور اکثر قساطیس ہے فافہم بالفہم الام ورنہ تفسیر بالرای اسی کا نام ہے اگرچہ اصابتہ عقلی فی نفسہ پائی جاتی ہو مگر اذن شرعی نہ ہو تو ابھی اطلاق ناروا ہے قطع نظر لزوم عقیدہ فاسدہ سے کہ اور بھی امر اوسع ہے اذ لا بد للاطلاق المستفاد من الاذن الشرعی چنانچہ یہی مطلب ہی اس حدیث شریف کا من قال فی القرآن برایہ و اصاب فقد اخطا یعنی اگرچہ تفسیر قرآن مجید مطابق صرف عقل صائب کیجاوی بدون لگاؤ ملکہ راسخہ مستحصل بارادا تعلیم اساتذہ جہرہ بالقران جو قابل الحینان ہے کہ جسکا لگاؤ قواعد شرعی سے ہو اور حسب الاتفاق مطلب شرعی کو پہنچ بھی جاوی تب بھی خطا ہی اور اگر نہ پہونچا باوصف صائب عقلی کے تب بھی بطریق اولی خطا ہے نظر باینمعنی کہ غالبا آئندہ کو اکثر خطا صادر ہوگی لہذا

سد الباب یہ فعل منقول شرعی ٹھہرا اگرچہ وہ تفسیر منقول شرعی رہی یعنی آئمہ کیا علماء
اولی الابصار کو مقبول ہو اور اگر صائب عقلی بھی ہو تب تو بالکل خطا ہی خطا ہے ماکہ بدید
تحقیق معدود ہو سکتا ہے جو سخت نادر ہے تحت قولہ صلعم فاصاب انی حسب الاتفاق ۱۲
حاشیہ مشکوٰۃ شریف تحت قولہ صلعم فقد اخطاء ای فھو مخطی بحسب الحکم الشرعی ۱۲
حاشیہ مشکوٰۃ شریف پس مراد صائب معتبر سے صائب شرعی ہے ہے در اصل اگر اوسکے
ساتھہ صائب عقلی بھی ہو تو نہایت تائید ہے لہذا قول حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ
وارد صحیح جامع ترمذی شریف ہے لو کان الدین بالرای لکان اسفل الخف اولی من اعلاہ
پس رائے سوا گو ایک امر فی نفسہ معقول ہے مگر مشروع نہیں تو وہ قابل اعتبار شرعی نہیں
جانا چاہیے کہ ہر معقول مشروع نہیں لہذا عقیدہ اہل تسنن قرار پایا کہ الحسن ما حسنہ الشارع
والقبیح ما قبحہ الشارع لا ما حسنہ العقل وقبحہ العقل کما قال المعتزلۃ بخلاف اہل الحق اہل السنۃ
والجماعۃ ایک نکتہ بطور اسرار شرایع جو از قسم سر مکتوم ہے جانا چاہیے ظاہر بین سمجھا
جاتا ہے کہ علوم منقول شرعی فی نفسہ غیر معقول ہیں جو لوی سفاہت اور بیخبری دیتے ہیں
معاذ اللہ ایسا نہیں ہے بلکہ وہ در حقیقت الطف معقول ہیں نسبت مخلوق اور نسبت خالق
سبحانہ علوم قدیم ہیں کہ عقل جزوی الکنہ کنہ اوسکی سے قاصر اور عاجز ہے سوای عقل
کلی کے جو وہ ذوات حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں بذریعہ اونکی بیان شافی
کافی اور اونکی نقل کے حضرت حق تعالی وتبارک سی راز کہلتا ہے ورنہ ناممکن ہے الکنہ
کنہ اوسکا لہذا معتبر نہیں ہے نہ یا یعنی کہ سفہ اور بیخبری ہے معاذ اللہ منہ بخلاف نخرو
چیستان کے وہ از قبیل عقل جزوی ہے نہایت کار یہہ کہ فی الجملہ در پردہ وغشاوتہا ہی
کہ کاشف اوسکی عقل جزوی ہے بکند و کاوش ہے خواہ مخواہ محتاج کشف عقل کل
نہیں جو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں بذریعہ پرتوہ وحی الہی جلشانہ کی فافہم
یا للفہم التام واحفظہ بالحفظ التام پس ہر گونہ ایسی تفسیر تفسیر خیالی ہے اور مزاحم ہے

تفسیر حسب قول کو یعنی حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ کو جو کہ روایۃ سے اور نسبۃ بطور حدیث قدسی کے یروی عن اللہ تبارک وتعالیٰ ولہم اختم بہ النبیین بخلیت لا تبا کون بعدہ نبیا البتہ یہ حدیث شریف صریح منتشار شرعی ہے اطلاق لقب خاتم النبیین کا اور جو خاتم طبقہ ارض علیا کے فقط لاغیر قطع نظر اس سے لقب مذکور متلو نقص قرانی ہے آیۃ خاتمیۃ میں یعنی اگر نزول آیۃ خاتمیۃ بالفرض نہ ہوتا تو یہ ہی حدیث قدسی کافی ہوتی واسطی اثبات مطلب خاتمیۃ کے صریح بین جو قرینہ عقلیہ کسی قرینہ شرعیہ کے ساتھ منضم کیا جاوی واسطہ اطلاق لقب مذکور کے بنسبت خواتم اضافیہ سے مذکورہ کے تب بھی وہ بمقابلہ صراحت حدیث قدسی مذکور تفسیر بالرائے کیا ملکہ از قبیل تحریف متصور ہے جبکہ خود آیۃ خاتمیۃ اس بارہ میں بالاستقلال نازل ہے تو اب تو تحریف قرانی ہی ہے اور حالانکہ یہ آیۃ خاتمیۃ باتفاق علماء مفسرین ومحدثین وفقہا ومتکلمین وغیرہ کسیکا خلاف نہیں اسمیں کہ اسمیں گنجائش ہو کسیکو کسیطرح کی تاویل کی چنانچہ قاضی عیاض رح نے شفا میں لکھا اجمعت الامۃ علی حمل ہذا الکلام علی ظاہرہ وان مفہوم المراد بہ دون تاویل ولا تخصیص فلا شک فی کفر ہولاء الطوائف کلہا قطعا اجماعا وسمعا اور اوس ہی شفا میں مذکور ہے وکذالک من ادعی نبوت احد مع نبینا صلعم بعدہ کالعیسویۃ من الیہود والقائلین بتخصیص رسالت صلعم الی العرب وکالحرقیۃ القائلین بتواتر الرسل یعنی بعد خاتم النبیین کے صلعم کہ مراد خاتمیۃ خاتم النبیینؐ کے ہے واکثر الرفضۃ القائلین بمشارکۃ علیؓ رضی فی رسالۃ النبی صلعم وبعدہ یعنی بعد وفات صلعم کے وکذالک کل امام عند ہولاء الرفضۃ یقوم مقامہ فی النبوۃ والحجۃ وکالبشریۃ والبیانیۃ او من ادعی النبوۃ لنفسہ او جوز اکتسابہا والبلوغ بالصفاء القلب الی مرتبتہا کالفلاسفۃ وغلاۃ المتصوفۃ وکذالک من ادعی منہم انہ یوحی الیہ ولم یدع النبوت ہولاء کلہم مکذبون لنبی صلعم لانہ اخبر انہ خاتم النبیین لا نبی بعدہ واخبر عن اللہ تعالیٰ انہ خاتم النبیین وانہ ارسل کافۃ للناس اور مانند اسکی شرح مواقف میں مرقوم ہے

مخاذ تطویل باعث تقلیل ہوئی اور کچھ تفسیر کی تعریف میں تفسیر کیجاتی ہے تاکہ سند ہو
اور تشفی تحقیق سامع ہو اور مانع ہو اہل جرأۃ کو باب تفسیر بالرای میں التفسیر ہو التفصیل
من التفسر وہو البیان والکشف ویقال مقلوب السفر یقول اسفر الصبح اذا اضاء ویقال
ماخوذ من التسفرۃ وہی اسم لما یعرف الطبیب المریض والتفسرۃ مثل التکرمۃ وہی عند الاطباء
اسم لما یعرف بہ المریض یعرض علی الطبیب ویسمی دلیلا ایضا انما سمیت بہا التفسیر
للطبیب احوالہ المہمۃ التفسیر بیان لفظ لا یحتمل الا وجہا واحدا وقال الماتریدی التفسیر
القطع علی ان المراد من اللفظ ہذا والشہادۃ علی اللہ سبحانہ انہ عنی باللفظ ہذا فان قام دلیل
مقطوع بہ فصحیح والا فتفسیر بالرای من کشاف اصطلاحات الفنون للمجددی قاضی محمد اعلی التہانوی
التہانوی قدس سرہ پس موافق اس تعریف تفسیر کے تفسیر ابن عباس رضہ وہ ہی تفسیر ہے
جو امام قسطلانی و زرقانی وغیرہ نے کی ہے چنانچہ تفصیل اوسکی سے تمام قسطلانی میں
ہین اسلئے کہ موافق ہے عقیدہ اسلام کو اسمین کچھ ہرگز نہین اور مراد
ہے خود تفسیر صاحب قول کو یعنی حضرت ابن عباس رضہ جیسا کہ مفاد و مراد صریح حدیث قدسی
مذکور مروی ابن عباس رضہ ہے باقی سب تفاسیر خیالی خیالات فاسدہ و ہمیات کاسدہ ہین
فلیحذر الحذر **قسطاس چہل و ہشتم** اگر یہہ خیال گذرے کہ سلسلہ نبوت کی ابتدا ابنچی کی
زمین سے قرار دیکر اوپر تک پہونچانا تاختم نبوت ہوا اور بر طبقہ ارض علیا کے اور نزول وحی
کو اسکی برعکس نخو نیز کرنا کہ بواسطہ حضرت محمد رسول اللہ صلعم خاتم النبیین صلعم کے وحی نیچی کے
انبیاء کو پہونچی مانند ملازمان حکام مالا دست کے اسواسطے کہ یہ امر موجب عظمت و حرمت
ہے اسمین شان و شوکت حضرت خاتم النبیین صلعم زیادہ نکلتی ہے اھ
پس جانا چاہئے کہ یہہ شبہہ کسا بلکہ وہم محض ہے اسمین خلل ظاہر ہے اسلئے کہ نزول وحی حقیقتاً
باحکام ہے موقوف علیہ نبوت ہے بلکہ علت تامہ ہے جس سے تخلف معلول ناروا ناممکن ہے
انجمن صرف قیاسیہ بحیثیہ ذاتی ہے پس ہرگاہ کہ ظہور نبوت اور نزول وحی کا باعتبار محل

کے جواد سکی افراد ہیں کہ وہ انبیاء علیہم السلام ہیں زمانی ہیں کیونکہ ترتیب اس سلسلہ کی
زمانی ہے پس ہر گاہ کل انبیاء اپنی اپنی زمانہ میں نبی ہوئی تو بدون نزول وحی کے نبی ہیں
ہوئی بالضرور نزول وحی متقدم ہے ساتھ تقدم زمانی کے اوپر نبوت ہر ایک نبی کے تو
زمان واحد ہونا بدو وحی کا اور بدو نبوت کا بالضرور ایسا ہی لازم ہے کہ جسکا انفکاک
ممتنع ذاتی ہے پس یہ کہنا البتہ باطل ہے کہ نبوت اور انبیاء کی جو بطور سلسلہ زمانی کے
متقدم ہے نبوت حضرت خاتم النبیین صلعم سے منتظر رہے اپنی وحی کے اور نبوت آنحضرت
صلعم کا حال نہیں معلوم ہوتا کہ آیا وہ بھی اس ہی طور پر ہے یا نہیں اگر ہے تو قلب وضع
شرعی و وہم عقلی و عرفی لازم آیا بہ نسبت جمیع افراد کے ورنہ اختلاف خاصہ لازمہ ذاتیہ
بین الافراد لازم آیا کیا معنی کہ کل افراد انبیاء علیہم السلام آپ سے پیشتر نبی ہو کر
گذر چکی حسا یا حکما مانند حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اور حضرت ادریس کے ساتھ نبوت بلا وحی
کے اور حال نبوت آنحضرت صلعم دو حال سے خالی نہیں یا بدو نبوت بلا وحی ہوا مانند اور
انبیاء کے تا حالت نہ گذرنی اپنی کے اور بعد گذرنے کے ہوا قطع نظر استحالہ سابقہ سے
تو بھی صاف باطل ہے خلاف نصوص ہے اسلئے کہ اونکی وفات شریف کے بعد وحی کا
انقطاع قطعی ہو چکا کیونکہ لگاؤ نزول وحی ہی نہیں رہا یا بدو نبوت اونکا بلا وحی ہوا تو خلاف
ہے کیونکہ اختلاف افراد نوع واحد خاصہ لازمہ ذاتیہ میں لازم آتا ہے وہ باطل ہے خلاف
مفروض لازم آتا ہے اسلئے کہ اقرار ہے نبوت کا بدون وحی کے پھر یہ نہیں معلوم ہوتا
یہ اجتماع نبوت اونکی کا اور بہبود وحی کا اگر بطور بعدیت ذاتی ہے تو وہ مستلزم ہے
معیت کو تو وہ خلاف قرار داد ہے یا بطور بعدیت زمانی ہے یا تو بحالت حیات شریف
ہے یا بعد وفات شریف ہے بہر صورت وہی استحالہ مذکورہ لازم آتے ہیں پس ایسی
شان و عظمت کا تجویز کرنا بہ نسبت حضرت خاتم النبیین کے خود موجب کسر شان ہے
جو مراد لفظ واسطہ سے برکت ہو تو ہاں البتہ استحالات مذکورہ سے سلامتی ہے فی الجملہ

بہرا ردشواری اسلئے کہ جو کچھ ہے برکت موصوفہ سے ہے بشرطیکہ مراد نزول وحی سے
ثبوت ہو اور ثبوت سے نزول وحی ہو یعنی برکت سے خاتم النبیین صلعم کے نبوت یا وحی
نبی کے انبیاء کو پہونچی یا نزول وحی یا نبوت نبی کے انبیاء پر بہرکت حضرت خاتم النبیین صلعم کے
ہوا ہر دو حمل صحیح ہیں اور یہی مراد لینا واجب ہے بوجہ مذکور یعنی یہ دونوں امر نزول وحی
اور نبوت آپسمیں علت و معلول کے طور پر معیت ذاتی رکھتی ہیں جیسا کہ اب ہی تحقیق کیا گیا
بخلاف وحی غیر مصطلح کے مانند وحی نحل وغیرہ کے جو از قبیل الہامات ہیں بالطبع حدوث غریزہ
قلبیہ کے نسبت غیر ذوی العقول کے اور بہ نسبت ذوی العقول غیر انبیاء کی مانند وحی حضرت موسیٰ
کے خواہ بطور رد کور ہو خواہ بواسطہ دیگر ذوی العقول وظہور ملک وغیرہ مانند حضرت مریم علیہا السلام کے
کہ یہ خارج از بحث ہیں مگر باینہمہ برکت کے تاویل اوسوقت درست ہوگی جبکہ قید ابتداء
نبوت کی طبقہ ارض سفلی ہو اور نیز قید یہونچی وحی طبقہ ارض سفلی سے طبقہ ارض علیا تک وصلہ
ختم نبوت کی جو بھی ہو اسلئے کہ اسمیں خلل ظاہر ہے کہ خلاف واقع ہے خلاف نصوص شرعی
ہے اسواسطے کہ بالتفاق آیات و احادیث و بہم اجماع علماء ابتداء نبوت طبقہ ارض علیا سے
ہے جسکی آدم صفی اعظم ابو البشر نقطہ اول سلسلہ نبوت ہیں ان سے شروع نبوت ہوئی
چنانچہ عقیدہ جملہ اہل اسلام جو اہل قبلہ ہیں یہی ہے کہ اول الانبیاء آدم و آخر ہمارے نبی
محمد صلعم پس بظاہر اسلام یہ مقال بہر حال سخت پر اختلال ہے کہ ایک قسم کا بڑا اجمال
ہے آئندہ علم الٰہی جملتہ محیط ہے واللہ اعلم **قسطاس چہل و ہشتم** اور وہ تحقیق لفظ واسطہ
کی جو بلفظ واسطہ فی العروض ہے سخت پر اشتباہ ہے وہ اس قسم کی اصلاح کے تحقیق سے
ابا کرتی ہے کیونکہ مرد رفاہ ہے کچھ مختصر بطور ما قبل و دلیل اور بحکم جزا قل و کفی خیر مما کثر و
الہی و نیز حدیث شمر لیفاعط و او جز سیرد قلم ناقص قسم اظہارا للحق و اجتنابا للتخبط کیا
جاتا ہے جاننا چاہئے کہ واسطہ بروزن لغت بمعنی میانجی اور درمیانی کی ہے جیسا کہ اللغات
وغیرہ سے صاف واضح ہے اور بروزن اصطلاح عرف علماء بمعنی مستعمل ہے بعرف ل

حساب مین واسطہ عددیہ کو معروف ہے مثلاً عدد چار کا جو نصف ہے مجموع اپنی دونون
حاسبونکا ایک حاشیہ اوسکا عدد تین کا ہے اور دوسرا حاشیہ عدد پانچ کا ہے تین اور
پانچ کو اگر جمع کیا جاوی تو عدد آٹھہ کا حاصل ہوتا ہے کہ اوسکا نصف جا کا عدد ہی یعنی
ان دونون عددونکی مجموع کا نصف جو حاصل ہوا تو بواسطہ عدد چار کی حاصل ہوا یعنی اوسکی حصول کا سبب یا علتہ عدد مذکور
ہی ثابت ہوا ورنہ کہ علتہ اور معلول ایک ہی امر ہین جو عدد چار کا ہی اور یہہ امر باطل ہے اسواسطی کہ نصف اور
شے ہے جو معدود ہے اور چار اور شی ہے جو عدد ہے از قبیل فرق صادق و مصدق
فافترقا فافہم اور عرف اہل عقول ہی بچند وجہہ ہے واسطہ جو مسمی بواسطہ فی التصدیق
بھی ہے جو مقرون ہوتا ہے ساتھہ لفظ لانہ کے برہان انی مین مانند العالم حادث لانہ متغیر
لاقترانہ بالتغیر و ہوا لواسطہ یقال لہ الحد الاوسط یعنی جو منشا احتیاج استدلال
ہوتا ہے اور ہر گاہ کہ وہ لفظ لانہ مذکور مرتفع ہے تو کچھہ احتیاج دلیل کی نہین ہوتی
ہے اسلئی کہ حصول مطلب جو ثبوت کسی امر کا ہوتا ہے واسطی کسی امر کے جیسا کہ گذرا وجود
روشن ہے پھر کیا ضرورت ہے اور واسطہ فی الثبوت اور وہ عبارت ہے ہونی کسی
شے کے سے علتہ واسطی کسی شے دوسری کے نفس الامر مین اور وہ دو قسم پر ہے ایک
یہ کہ نہ ثابت ہو وہ وصف جو عارض ہوتا ہے معروض کو واسطہ اوس امر واسطہ کے یعنی
علت کی اصلا و قطعا یعنی وہ علتہ جو باعث ہے متصف ہونے شی دوسری کی خود
اوس وصف مین شریک نہو بلکہ علتہ محض ہو پس ایسے محل مین ایک ہی عارض ہوگا بالذات
اور بالاعتبار ہی مانند نقطہ کے جو عارض ہے خط کو بواسطہ تناہی کے یعنی علت عروض
نقطہ کے خط کو وصف تناہی ہے اور حالانکہ وصف تناہی متصف نہین ساتھہ وصف نقطیتہ
کے بخلاف خط کے کہ متصف ہے ساتھہ نقطیتہ کے اور مانند انگیز ہونے کے کہ وہ علتہ ہے
متصف ہونے کپڑے کے ساتھہ وصف رنگا کے کہ رنگین ہے بخلاف رنگریز کے کیونکہ
وہ شریک نہین وصف رنگینی مین نہ بالذات نہ بالاعتبار اور مین کہتا ہون کہ میری نظر دیکھا

اجلی و واضح ہے بہ نظیر اعراض کی جو قائم ہیں ساتھ ممکنات کی بواسطہ واجب
تعالیٰ و تقدس کے کیونکہ اللہ تعالیٰ جلشانہ پاک ہی تلوث اعراض سے فافہم اور بسیط
واسطہ فی العروض ہے اور وہ عبارت ہے اس سے کہ خود متصف ہو وہ واسطہ یعنی
علت ساتھ اوس وصف عارض کے جسکی یہ علت معروض ہے یعنی موصوف ہے یعنی
وہ وصف صرف علت ہی کا ہے درحقیقت اور بواسطہ اوسکی یعنی علت کے اور دوسری
شے متصف ہو ساتھ اوس ہی وصف مذکور کے یعنی علت اور معلول ہر دو شریک وصف
مذکور ہوں فی الجملہ علت محض نہیں جو شریک وصف نہیں ہوتی مگر وہ علت متصف بالذات
خود بالامالنہ ہوتی ہے اور وہ معلول بتبعیت اوسکی نہ یہ کہ اوس جگہ بد والتصاف حقیقی ہوتا
ساتھ وصف مذکور کے بجہت امتناع قیام وصف واحد کے ساتھ دو موصوف حقیقی کے
کہ یہ امر بین البطلان ہے بلکہ التصاف درحقیقت واقع ہیں ثابت ہے واسطہ اوس
ہی واسطہ کے یعنی علت مذکورہ کے اسلئے کہ وہ واسطہ درحقیقت متصف ہے نہیں تخیل
اور دہوکا ہی ہے مثلاً کشتی اور راکب کشتی اور وصف تحرک تو درحقیقت ہے واسطی
علت کی جو کشتی ہے نہ واسطی راکب کے جو دوسرا واسطہ ہے یعنی معلول خیال ہے علت کا
جو کشتی ہے اور وہ معلول ساکن ہے اور کل وصف مشہود جو متحرک ہے وہ واسطی واسطہ
ہی کے ہے یعنی علت کی پس یہ امر مذکور فارق نہیں درمیان اس قسم واسطہ فی الثبوت
کے جو یہ قسم عبارت ہے واسطی فی العروض سے مانند حرکت کشتی اور حرکت راکب کشتی
کے واقع میں کشتی متحرک اور راکب کشتی درحقیقت ساکن ہے اور درمیان قسم اول
مذکور کے الواسطہ فی الثبوت وہی یکون الشی واسطۃ الی علۃ ثبوت وصف لشئ آخر

فی نفس الامر وہو قسمان احدہما ان لا یثبت ذالک الوصف للواسطۃ اصلاً بل تکون علۃ
محضۃ فیکون ہناک عارض واحد بالذات والاعتبار کالنقطۃ العارضۃ للخط بواسطۃ البیاض
وکالاعراض القائمۃ بالممکنات لواسطۃ الواجب تعالیٰ وتقدس فانہا ان تتصف الواسطۃ

بذلک یسمی ولو اسطتہا یتصف ذلک الشئ الاخر بہ لان مبانک الصافین
حقیقتین لاستلزام قیام الوصف الواحد بہ موصوفین حقیقۃ بل الصاف بالحقیقۃ ہو الواسطۃ
وتبعیتہا لذالک الشئ الاخر اذ لا مخذور فی جواز تعدد الشئ بالاعتبار وہذا القسم یسمی
واسطۃ فی العروض تمییزا لہا عن القسم الاول وہذا فی الحرکۃ العرضیۃ کراکب السفینۃ فان
الحرکۃ بالذات للسفینۃ وتبعیتہا للراکب ہکذا استفید من شرح المواقف فی بحث الحاصۃ
ومن حواشیہ فی بحث الموضوع نقلا من کشاف اصطلاحات الفنون للبحر الحاذق بندی
القاضی محمد اعلی الفاروقی التہانوی قدس سرہ کالحرکۃ اللاحقۃ بجالس السفینۃ بواسطتہا
فانہا لاحقۃ للسفینۃ حقیقۃ ولجالسہا بواسطتہا بالعرض لانہا فی الواقع لاحقۃ ساکن فیہا لا متحرکۃ
من حواشی الفاضل النبیل مولوی محمد مبین لکھنوی علی الزاہدیہ علی الجلالیۃ ۱۲ —

قسط سوم پنجم پس جاننا چاہیے کہ قرار دادہ ذات اقدس حضرت خاتم النبیین
صلعم پنجم وسالیکہ مذکورہ مصداق واسطہ فی العروض نسبت سائر انبیاء علیہم
وعلیہم الصلوٰۃ والسلام محض خیال خام ہے بسبب قصور مباشرت اسباب سوء
فہمی کے اسلئے کہ بصورت ہذا تمام انبیاء علیہم السلام درحقیقت ہرگز نبی نہیں ہوسکتے
اور نہ اوپر وحی نازل ہوئی کیونکہ درحقیقت وصف نبوت بالاصالۃ اون تک
نہیں پہونچا مگر بتبعیۃ واسطہ کے یعنی علت کی مانند حرکت کشتی کے اور حرکت جالس
کشتی کے کیا معنی کہ یہ تبعیۃ بھی ایک امر خیالی ہے کہ جسکا پایہ پایا اعتبار کو نہیں پہونچتا
اسواسطے کہ امر موہوم ہے کہ جالس مذکور کو وصف تحرک بطور عمیق ہرگز حاصل نہیں
اور اگر بالاعتبار والاضافۃ خواہ مخواہ سمجھا جاوے تو ایک امر عدمی دیتا ہے اور حالانکہ
حق تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے انا اوحینا الیک کما اوحینا الی نوح والنبیین من بعدہ اور
مذکورہ وحی کا حضرت نوح علیہ السلام تک جو بوجہ اولوالعزمی کے ہے امر متحقق الوجود
یعنی الثبوت ہے اور یہ تشبیہ صرف نہیں بطریق مثال مانند قولہ تعالیٰ مثل نورہ کمشکوٰۃ

فیہا مصباح ملکہ بطریق مثل ہے جو بھی صفت ہے جو امور تحقق واقعی میں سے ہے
مثل قولہ تعالیٰ ولہ المثل الاعلیٰ فی السموات والارض وہو العزیز الحکیم یعنی صفت وحی نبوی
کے جو امور حقیقہ میں سے ہے جو منشاء اصلی اور علت واقعی وصف نبوت کی ہے سلسلہ
مکالمات بین الہ قبیل وسائط متعددہ قریبہ بعیدہ کہ جس کی ساتھ علت یعنی واسطہ مذکورہ متصف
ہے وہ مانند صفت وحی نوح علیہ السلام کے اور دیگر انبیاء علیہم السلام کے ہے جو گذری
لہ نوح علیہ السلام کے بطور امر ثبوتی تحققی کے نہ مانند تشبیہ زید کا لاسد کے اور نہ مانند
لدی اسد شاکی السلاح مقذف لہ لبداظفارہ لم یظفر استعارہ کے کہ محض مستعار ہے
او رحقیقت کچھ نہیں اگرچہ تشبیہ کے درجہ استعارہ بالاتر ہے افادہ میں طرفہ مناسبت
کے ساتھ حقیقت کے اور تحقق کے پس یہ افراد انبیاء متجاہد حقیقۃ متصف بصفت
نبوۃ الاستقلال ہیں چنانچہ منشاء نبوت جو وحی ہے برابر بالاستقلال سب پر ہوتی ہے
کریمہ واوحی الی نوح لن یؤمن قومک الا من قد آمن اس میں کچھ خفا نہیں جو قابل
تعلیل تاویل ہو مانند آیہ سابقہ کمشکوۃ فیہا مصباح کے علی ہذا القیاس کریمہ ولقد
اوحی الیک والی الذین من قبلک یہ آیت شامل ہے تا حضرت آدم علیہ السلام
کے حوالہ تا حضرت نوح علیہ السلام کے مانند آیہ سابقہ کی من ابتدای حضرت خاتم النبیین
درباره استقلال نبوت ونزول وحی نسبت تمامہ انبیاء علیہم السلام بلا تفصیل او لوجہ
وعید بواعزی کے مانند آیہ سابقہ کے "قسطاس یتجاوبکم" اور ظاہر ہے کہ واو عاطفہ
ہے اس آیہ میں جو منجملہ دس حروف کے ہے معروف لعطف حرف او اور اسکو عطف النسق
بھی کہتی ہیں اور وہ واو واسطی جمع کے ہے درباره حکم میں تابع اور متبوع دونوں برابر
ہیں پس درحقیقت نزول وحی واسطی جملہ انبیاء علیہم السلام کے اور حضرت خاتم النبیین کے
برابر ہے واسطہ تاثیر کے استقلال نبوت میں ہر ایک نبی کی کیفیت تفضیل البعض امر
آخر ہے اس میں کچھ کلام نہیں پھر جب آیہ تلک الرسل فضلنا بعضہم علی بعض الآیہ چاہیے

قسطاس او کیل او میزان

تحقیق اسکی عنقریب آتی ہے پس صدق مضمون واسطہ فی العروض مصطلح اہل معقول اوپر
حضرت رسول مقبول خاتم النبیین صلعم غیر معقول ہے اور محض فضول تفسیر بیضاوی
مین تحت قولہ لتم انا اوحینا الیک الایۃ مذکور ہے جو اب لاہل الکتاب عن اقتراحہم ان
ینزل علیہم کتابا من السماء و احتجاج علیٰ بان امرہ فی الوحی کسائر الانبیاء یعنی کفار نے تحکم
طلب کیا آنحضرت سے صلعم کہ اتار لاؤ کتاب ہمپر آسمان سے اوسکا یہ آیۃ جواب ہے
اور حجت ہے اوپر یہود بیطور کہ شان اس رسول کی دربارہ وحی کی مانند تمامہ انبیاء کے
برابر ہے نفس استقلال نبوت مین پس اثر مضمون واسطہ فی العروض کہان سخت ناموزون
ہے بلکہ از حد زبون اور جانا چاہیئے کہ جابجا قرآن مجید مین واسطہ تمامہ انبیاء کے
ایسا ہی نازل ہے جیساکہ نازل ہے واسطہ آنحضرت خاتم النبیین صلعم کے
اثبات بشریۃ مستقلہ مین جو بمنزلہ جنس کے ہے جو شامل ہے تمام افراد انسان
کو بلا تفصیل نبی اور غیر نبی کہ جسکی فصل اور تمیز بھی مستقل شامل ہے جمیع افراد انبیاء
کو بالاستقلال بلا تفصیل یعنی وحی جو اصل منتشا ہے نبوت کا اور یہہ ہر دو امر مذکور
بالاتفاق ذاتیات مین سے ہین پس بشریۃ بہ نسبت جمیع افراد بشر کے جنس ہے اور وحی
بہ نسبت جمیع افراد مخصوصہ مشخصہ انبیاء علیہم السلام کے بالتعیین التشخیص جداگانہ فصل
ہے جنس مذکور سے جو یہہ ہر دو امر قوام نبوت ہین کہ جسکی اجتماع اور امتزاج سے
نوع جو وہ کلی ذاتی ہے متقوم ہوئی یعنی نوع نبوت حاصل ہوئی پس ظاہر ہے کہ نفس
نوع مین بالضرور تمام افراد انبیاء علیہم السلام تحت حقیقۃ واحدۃ متحد الحقیقۃ متمایز الشخصیۃ
شریک متساوی بالاستقلال ہین امر اولیۃ و اولیۃ افراد مضر اور مخل نہین ان
دونون مطلب کی دلیل یہ دونون آیۃ ہین کریمہ قل انما انا بشر مثلکم یوحی الیّ انما الٰھکم
لہ واحد الایۃ کریمہ تلک الرسل فضلنا بعضھم علیٰ بعض الایۃ پس اسا غور درکار ہے
کہ ذات متقدس حضرت خاتم النبیین صلعم مصداق واسطہ فی العروض کیسے ہوسکتی ہے

قسطاس بنجاہ و دوم مشتمل بر تفصیل تتمہ واسطہ فی العروض قولہ کتبہ قل انما انا البشر
متکلم بطور حصر ہے جو کلی ذاتی ہے ہر ہر فرد بشر کی نسبت بلا فرق نبی اور غیر نبی کے
اور کریمہ یوحی الی بھی کلی ذاتی ہے نسبت ہر ہر فرد نبی کے بالخصوص جو بمنزلہ فصل ہے
واسطی اخراج غیر نبی کے اور واہمہ خصوصیۃ مضمون وحی ساتھ فرد واحد اور حد یکتا یا جو
باب نبوت میں جو محض باستمرار شان نزول ہے بطور ورود خاص اور مفہوم عام ہے یا
بطریق تذکرہ فرد اشرف اور دلالۃ او بجمیع افراد باقیہ ہے جو ملتشار الالتباس فی متعلقین
مضمون الواسطہ فی العروض شاید ہو گیا ہو مدفوع ہے اس آیت سے جو نسبی کریمہ ان نحن الا بشر
متکلم ولکن اللہ یمن علی من یشاء الایۃ اور تعبیر وحی ساتھ لفظ است کے محض واسطی دلالت
کے ہے اور ہر مضمون اولویۃ افراد کے تا کہ مطلب کریمہ تلک الرسل فضلنا بعضہم علی
بعض ظاہر ہو جاوے اور واہمہ واسطہ فی العروض دور ہو جاوے چنانچہ اس مطلب کا تذکرہ
بزنگ دیگر بعض قسطاس میں گذر چکا ہے پس مضمون ان آیات کا مقوم ذوات جملہ
انبیاء علیہم السلام برابر ہے پس خاصہ شاملہ اس مابہ نبوت کا جو جملہ افراد انبیاء علیہم الصلوٰۃ
والسلام کو متواطی مساوی شامل ہے جو قاطع ہے شرکت دیگر افراد غیر نبی کو کہ جس کا
خاصہ لازمہ تبلیغ احکام اور دعوت خلق الی اللہ تعالیٰ اور ہدایۃ صراط مستقیم اور احقاق
حق بالاعجاز عند التحدی اور ماورا اسکی ہے اگرچہ دیگر خصائص شخصیہ ہر ہر فرد نبی کے
بمنزلہ ذاتیات شخصیہ انکی کے درباب غیر الفکاک کے اوس خرد خاص سے ہیں کہ جس
ملقب ہوئی مثلاً کلیم اللہ و روح اللہ و خلیل اللہ و خلیفۃ اللہ و حبیب اللہ یہ امر دیگر ہے
علی ہذا القیاس لقب شرعی حج اکبر بہ نسبت حج کے باعتبار عمرہ کے کہ اوسکو حج اصغر کہتے ہیں
کرلیتے ہے کریمہ واذان من اللہ و رسولہ الی الناس یوم الحج الاکبر الایۃ اس لقب کو قبول
فرمایا کہ منصوص قرآن ہوا اگرچہ جاہلوں میں حج اکبری کہ مشہور ہے جو حج روز جمعہ
واقع ہو یعنی ۹ تاریخ ماہ ذی الحجہ پر روز جمعہ واقع ہو یہ حج اکبر لقب شرعی نہیں بلکہ تمام حج

کسی روز واقع ہوں وہ حج اکبر ہی ہیں باعتبار مذکور ہیں اگر صرف لفظ حج بولا جاوی یا لفظ
حج اکبر بولا جاوی مراد حج ہوگا نہ کہ عمرہ کچھ تخصیص روز جمعہ نہیں اور یہ امر دیگر ہے کہ ثواب اوس
حج کا جو بروز جمعہ ہو بموجب روایات احادیث تلیسیر الاصول وغیرہ پچاس حج کا یا ستر حج کا
بیشتر بروی روایات مختلفہ اندرین باب ہوتا ہے سمعت شیخی واستاذی مولانا محمد اسحاق
محدث قدس سرہ اور بخلاف لفظ عمرہ کی نسبت نماز عشاء کی اسمیں روایات مختلف ہیں درباب
کراہیۃ اطلاق اوپر نماز عشاء کی جو منصوص قرآنی ہے وَقَوْلُہُ تَعَالٰی مِنْ بَعْدِ صَلٰوۃِ الْعِشَاءِ جیسا
کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے لا یغلبنکم الاعراب علی اسم صلوتکم المغرب الحدیث رواہ البخاری
وغیرہ یعنی نماز مغرب کو عشاء اول کر تعبیر کرتے تھے اور نماز عشاء کو عتمہ کر تعبیر کرتے
تھے اسواسطے کہ آنحضرت صلعم نے خود لفظ عتمہ نسبت نماز عشاء کے بھی فرمایا جیسا کہ بخاری
میں مروی ہے جسپر امام بخاری نے کہا کہ جائز ہے مگر اختیار وہ ہے کہ مت کہو
اگرچہ جواب اسکا یہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے واسطے سمجھانے اعراب کے لفظ عتمہ فرمایا یا بطور
حکایۃ فرمایا کہ تا کل ان ہر دو توجیہہ کا ایک ہی ہے لیکن آخر کسیطرح پر ہو اطلاق اسکا شرعی تو
پایا گیا لہذا امام بخاری نے صریح لفظ من بعد صلوۃ العشاء مذکور پر خیال نکیا جائز رکھا اور
اختیار صلوۃ العشاء کو کیا اور شروح بخاری میں اور اوسکی حواشی میں اختلاف رہا ہیں
کہنا ہوں محاکمہ فیما بین ان اقوال مختلفہ کے یہ ہے کہ کراہیۃ اطلاق لفظ عتمہ اوپر عشاء کے تنزیہی ہے
کہ مرجح اوسکا خلاف اولی ہے مطلق بخلاف لقب حج اکبر مذکور کہ نسبت اوسکی کوئی حدیث
مزاحم حال نہیں ہوئی لہذا یہ لقب شرعی منحصر رہا اوپر عام حج کے بلا تخصیص روز جمعہ کے
تا وقتیکہ کوئی عموم نص منزل اس باب میں نہ پائی جاوی چنانکہ اس قاعدہ شرعی کی
تصریح تورپشتی سے جسنے شارح بخاری نے کی قال التورپشتی المعنی لا تطلقوا ہذا الاسم علی ما ہو
متداول بینہم فیتخذ مصطلحہم علی الاسم الذی شرعتہ لکم اور یہہ امر آخر ہے کہ کوئی نص مزاحم ہو جاوی
جیسا کہ اطلاق عتمہ میں مزاحم ہوئے فافہم اعلی ہذا القیاس حال لقب خاتم بہ نسبت افراد

سته اضافی ہو یا حقیقی برابر ہے بلکہ یہ تحقیق بنظر غور متعاون ساتھ اضافت ہی کی ہے
جو مقتضا یوم الجمع الاکبیر ہے پس اب یہ اضافت خواہ مخواہ قرار تکلف بے اضافت شرعی ہے
نا روا ہے فافہم بالفہم الاتم واللہ اعلم مگر واقع میں بہ نسبت عموم ماہیۃ ہونا کہ جسمیں
تمام افراد انبیاء متساوی ہیں سب برابر ہیں پس مانند اس قسم کے مخصصات کے
فی الواقع خصائص شخصیہ من حیث التشخص ہیں سے ہیں جو بمنزلہ اعراض ذاتی مشخصی شمار
کئے جاویں کہ اسمیں تمیز بین الافراد حاصل ہے جسمیں یہ امر پایا جاویگا وہ خصائص
اور لوازم ماہیۃ سی نہیں ہوگا بلکہ خصائص اور لوازم شخصیہ میں سی ہوگا جسکا منشاء
امور خارجیہ ہوتی ہیں نہ نفس اقتضاء ماہیۃ پس اب بھجنا فرد اقدس حضرت خاتم النبیین صلعم کو
بہ نسبت اور افراد مقدسہ دیگر انبیاء علیہم السلام کی واسطہ فی العروض اور موصوف بالذات
و بارد وصف نعوت کی بالکل غیر معقول ہے محض خیال خام کیا بلکہ از قبیل اوہام اینا بالغول
ہے پس اب جنداوہ اور مناشی خصائص شخصیہ حضرات انبیاء علیہم السلام سے جسکا مضمون
اس سند مستند نص قرآنی سے صاف دستیاب ہی قولہ تعالیٰ تلک الرسل فضلنا بعضہم
علی بعض الایۃ زینگار عنقریب ہوتی ہیں انشاء اللہ تعالیٰ المستعان فقط اسی واسطہ فی العروض
تمہ واسطہ فی العروض خلاصہ عبارات فضلاء اہل معقول مانند فاضل میرزا جان وغیرہ
و میرزا مبارک ہروی و قاضی مبارک گوپاموی و مولوی محمد مبین لکھنوی و مولوی حاجی محمد تراب علی
بارہ بنوی و حرر متفق جدی مولانا قاضی محمد اعلیٰ فاروقی تہانوی صاحب کشاف اصطلاحات
الفنون ماہیۃ طبقہ مرسلہ بحیثیت ہی ہے اگر متجاوز ہو طرف افراد کے تو قابل بحث اور
معقول نہیں کیونکہ عوارض ذاتیہ سی سادہ اور عاری ہے اور لصورت تجاوز مذکورہ بالا وہ
عوارض ساری ہیں طرف تمیع افراد کی مانند شکل طبعی عارض واسطی جسم طبعی کے فلکیات
اور عنصریات کے یا طرف بعض افراد کے مانند کون و فساد کی جو عارض ہے بعض افراد طبیعیہ
کو مانند افراد عنصریہ کی میں کہتا ہوں پھر یہ ہر دو قسم مذکور بالا واسطہ فی العروض ہے یا لواسطہ

قولہ فضلنا بعضہم علی بعض الایۃ واسطہ فی العروض

کوئی ایک قسم منجملہ دونوں قسم واسطہ فی الثبوت کی ہے پس نظیر واسطہ فی العروض مانند حرکت
کشتی اور راکب کشتی اسلئے کہ اسمیں وصف حرکت درحقیقت واسطہ کشتی کے ہے نہ واسطہ
راکب کے اگرچہ بتخییل ہے متحرک اوسکا کہ وہ محض وہوکا ہے پس موصوف بالذات اور حقیقی
علت ہے یعنی کشتی نہ راکب اور نظیر ایک قسم واسطہ فی الثبوت کے جسمیں واسطہ علت محض
ہے کچھ شرکت وصف معلول میں نہیں رکھتی مانند صباغ یعنی رنگریز اور پارچہ رنگین کے
کہ محض معلول ہے جو ذو واسطہ ہے موصوف بالذات ہے اور بالاعتبار بھی ہے تو وہی
ہے ہرگز ہرگز رنگریز کو شرکت اس وصف میں نہیں علت محض ہے اور نظیر دوسری قسم
واسطہ فی الثبوت کے جسمیں علت اور معلول یعنی واسطہ اور ذو واسطہ ہر دو وصف میں
شریک ہیں مانند حرکت ہاتھ کے اور کلید کے یعنی دونوں موصوف بالذات ہیں یعنی واسطہ
صفت حرکت کی درحقیقت دو فرد ہیں ایک قایم ساتھ ہاتھ کے ہے جو واسطہ ہے یعنی
علت ہی اور دوسرا قایم ہے ساتھ کلید کے جو معلول ہے مگر اسقدر فرق ہے
کہ فرد اول سبب ہی فرد ثانی کا فی الجملہ مگر نزد یک کاتب الحروف کی اس نظیر دوسری قسم
واسطہ فی الثبوت مذکور میں یعنی ید اور کلید میں ایک طرح کی بالغزی ہے کہ ظاہر ہے مگر
مخل مطلب اور مضر مقصد ہماری نہیں کیونکہ ہماری کلام اصلی واسطہ فی العروض میں ہے
اور وہ بالغزی آپ ہی کہ یہ مثال اوسوقت مطابق ہوگی جو گرفت ید سست ہو مانند حرکت ارتعاشی کے
اور درحقیقت کچھ حرکت کلید میں بھی ہو اگرچہ حرکت کلید بسبب حرکت ید ہے والا فلا اسواسطہ کہ
بہر تو مثال واسطہ فی العروض کے ہوگی فتامل قال الفاضل میرزا جان رح فی حاشیہ
شرح المواقف فی مقدمۃ الامور العامۃ قولہ الخ واسطہ فی الثبوت انیکون ہناک وجودان
ینبت احدہما للموصوف وینبت الآخر للصفۃ لکن ثبوتہ للصفۃ تبعیۃ ثبوت الوجود لموصوفہا وثبوتہ
لوجود الجواہر واسطۃ لوجود الاعراض وقولہ واسطۃ فی العروض انیکون ہناک وجود واحد
ثابتا للموصوف اولا وبالذات وللصفۃ ثانیا وبالعرض فقط علی ہذا القیاس قال حاشیۃ

ترابہ قاضی مبارک پر قولہ واسطہ فی الثبوت وہی عبارت گا یکون علۃ لاتصاف شئی بصفۃ
یا یکون ذالک الشئی متصفا بتلک الصفۃ حقیقۃ وبالذات ویکون تلک الواسطۃ علۃ لاتصافہ
بہا وہی علی تسمیۃ الاول لم یکون الواسطۃ وذوالواسطۃ کلاہما متصفین بالذات بتلک الصفۃ
فیکون للصفۃ فردان احدہما قائم بالواسطۃ والاخر قایم بذی الواسطۃ لکن قیام فرد منہا
بذی الواسطۃ یکون بسبب قیام فرد منہا بالواسطۃ لما البدفان قیام الحرکۃ بہا سبب لقیام
الحرکۃ بالمفتاح والثانی لما لم یکون الواسطۃ متصفۃ بالصفۃ اصلا بل یکون سفیرا محضا ولکن
لوحظ من الجلیۃ کالصباغ الذی ہو واسطۃ فی اتصاف الثوب بالصبغ ۱۲ اور تحقیق محل
حاوی جوانب لہلو یا لغزی مثال حرکۃ ید اور مفتاح بہت ہی قریب ہیشتر اس ہی عبارت
عبل سے مذکور ہو چکی واللہ اعلم بالصواب **قسطاس پنجاہ وچہارم** ثم الواسطۃ فی العروض
محصول خلاصہ عبارات قوم نظر قاصر اپنی مین یہہ ہی کہ ایک قسم واسطہ فی الثبوت مین
جو علت ہی متصف ہوتی ہے ساتھہ وصف معلول کے التباس ہوتا ہے ساتھہ واسطہ
فی العروض کے اور منشاء التباس یہہ ایک امر اشتراک مذکور ہی یعنی اتصاف مذکور پس امر
فارق وفاصل وجود صفۃ مذکور ہے بدینطور کہ واسطہ فی الثبوت مین دونون علت اور
معلول موصوف ہوتی ہین بالذات نہ بالاعتبار یعنی نہ متصف بوصف اعتباری انتزاعی
عدمی اور واسطہ فی العروض مین صرف علت ہی موصوف ہوتی ہے بالذات ہی اور
بالاعتبار ہی اور منشاء التباس لفظ بالذات ہے جو واقع بعض عبارات قوم ہے تعریف
واسطہ فی الثبوت مین اور کشف التباس مذکور رای ناقص مین یہہ ہے کہ متبادر عند المقابلہ لفظ
بالاعتبار سے غالبا البتہ مباحث عقلیہ مین مراد امر عدمی فرضی مفہوم ہوتا ہے مگر در اصل مراد
لفظ مذکور سے بالعرض ہے مقابل الذات کے اور عرض از قسم وجودی ہے جو کہ مقتضی ہے واسطہ
فی الثبوت کا باختلاف مفروضات معتبرات کے جو امر عدمی انتزاعی کے قبیل سے ہین یعنی موجود
لوجود عرضی نہ جوہری یعنی واسطہ فی الثبوت مین وحقیقت مطابق واقع ہے وصف معلول

قسطاس پنجاہ وچہارم ثم الواسطۃ فی العروض

کالبطور وجود وصف اعراض لبطور وجود وصف ذوات وجواہرات بوجہ نفرد باستقلال
وجود وانہی ہین گو بطریق عرض ہے ہی مثلاً بشدت سواد ثوب جو ایک امر محسوس ہے خارج
مین نہ کہ مفروض ہے اور نہ موہوم جو کہ معدوم ہے پس وجود وصف واحد درحقیقت ہے
واسطہ فی العروض ہین اور وجود وصفین قسم مذکور واسطہ فی الثبوت ہین قطع نظر اس سے
کہ ایک سبب ہے اور دوسرا مسبب۔ قسطاس پنجاہ و پنجم تتمہ واسطہ فی العروض ہین
کہتا ہون معنی لفظ بالا عتبار کی جو واقع عبارات قوم واسطہ فی العروض ہے میرے
نزدیک یہہ ہی ہین کہ وہ ہوگا انہو ماند حرکت ارتعاش کے جو گرفت سست بد ہے کیونکہ وہ اقسم
بکقسیم واسطہ فی الثبوت کی ہے جیسا کہ مذکور ہوا بخلاف ہے بلکہ وہ حرکت منبسط ہے جو کہ موثر
ہے جسم دیگر ملاصق اپنی کو جہانتک قوت درکی کی وہانتک ہر جسم کو جو دائرہ اور احاطہ اوس قوۃ
مین ہوگا یہ ہی حرکت پہونچی گی پہر اوسکی سکون کے ساتھہ وہ جسم دیگر ملاصق ساکن نظر آویگا
جیسا کہ متحرک نمایان تہا پس لہذا بادی النظر کو وہوگا ہوتا ہے یہی منشاء اعتبار ہے جو امر
عدمی انتزاعی ہے پس ہمکو جہتہ حقیقتہ اور جہتہ اعتبار مذکور متغایر ہوئی تو واسطہ محذور اجتماع
حقیقتہ ومجاز یعنی اعتبار فی محل واحد بہی اس تحقق سے برطرف ہوگیا فتدبر بخلاف شدت وصف
سواد ثوب کہ وہ موقوف نہین اصالتہ اور پر ثوب کی اگرچہ جو ہو اور ثوب موقوف ہی اور پر ثوب کی ہ
امر آخر ہے مگر بتوسط واسطہ قریبہ جو در اصل اسکا موصوف ہے اور معروض اور سپر موقوف ہے
گو وہ معروض اور موصوف از قبیل اعراض ہے مگر امور موجودہ محسوسہ مین سے ہے کہ جسپر
اس درجہ مین اطلاق ذات باعتبار اعتبار مذکور جو امر عدمی ہے صحیح ہے پس ہرگاہ یہہ التباس
مذکور لعنایت خداوندی جلشانہ جو سپر اہون بعض اذہان ہوتا ہے برطرف ہوا فرق کلی
درمیان وصف واسطہ فی العروض اور واسطہ فی الثبوت کی بالتقسیم کے کہ جسمین علت بہی
سفیر محض نہین ہوتی بلکہ شریک وصف ہوتی ہے ظاہر ہوگیا پس گرہ کہل گئی اور تابان
تر از آفتاب واضح ہوا کہ ذات مقدس آنحضرت صلعم پر واسطہ فی العروض درباره وصف

نبوت بہ نسبت نبوۃ اور حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہر کرو اصلا نہیں صادق آتا
اور علی ہذا القیاس مثال آفتاب رافشاں آفتاب اور نہ تفلیعات دھوپ اور نہ مکمل انداز
آئینہ اور نہ بطرز سرایا مناظر عکوس اجرام سفیفہ کہ جسکی تشریح وتحقیق عنقریب فیصلہ
مستقل میں ہوتی ہے بوجہ ورود نصوص قطعیہ فی الدین قولہ تعم تلک الرسل فضلنا بعضہم
علی بعض الایۃ کریمہ ولقد اوحی الیک والی الذین من قبلک وکریمہ انا اوحینا الیک
کما اوحینا الی نوح والنبیین من بعدہ حتی کہ عنقریب مدلل نقلا وعقلا ہوچکا پس صاف صاف
ملا خبار رسید ہی ہمیشہ یہی بات یہہ ہی ہے بے تکلف جو کہ درباره انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام
حدیث صحیح وارد ہے الانبیاء کلہم اخوۃ لا الانبیاء بنوا العلات امہم واحد واباہم شتی
یعنی مان اوکی جداگانہ ہیں اور باپ اونکا ایک یعنی اصل نبوت میں ایک ہیں اور احکام
دین اور غیر الخ میں بخلاف علی ہذا القیاس اصل وصف نبوت میں ایک یعنی ہر ایک نبی اور
اور رسول نفس نبوت میں برابر اور حصائص وفضائل جزئیہ شخصیہ میں مختلف قولہ تعم لا نفرق
بین احد من رسلہ کا یہی مطلب ہے اور تلک الرسل فضلنا بعضہم علی بعض کا یہی منشا کریمہ
تو من بعض وتکفر ببعض کا اندیشہ اور استباہ پیدا ہوتا ہے فافہم ولتلقن پس واضح تر
از نہار ہوا کہ یہ امر حرکت موہوم مذکور وجود ہوگا ہے وہ موقوف ہے اور یہ حرکت کشتی
کے بعود واعادہ فی العود ہونے کے تو قبل صدور وظہور حرکت کشتی ظہور وصدور مذکور بھی غیر
منصور ہے یعنی اس صورت میں قبل ظہور نبوت آنحضرت سرور عالم صلعم ظہور نبوت دیگر
حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ناممکن ہے ظاہر ہے کہ وجود معلول بے علت
باطل ہے بہر مطلب آیۃ مذکورہ من قبلہ الرسل کا جو مسلم ہے درست نہیں ہوسکتا بدوں
تاویل حلو افراد کی جو رسول ہیں باعتبار ماسکیول کے بہر حصول اس مطلب کا موقوف ہے
اور بر وجود ان افراد کے بروقت ظہور نبوت السنور عالم تسلیم کئے واسطی انتساب نبوت
نبی کے اور ظہور اوسکی کے بہر ہیہ امر یعنی وجود مذکور موقوف ہے اور بر دو امر کے یا حیات

طویل ہونیکے اور ان افراد مذکورہ سے یا اعادہ اونکی کے جو مستلزم ہیں رفع خلود مذکور کو جو
مسلم ہے یہ ہر دو امر باطل شرعی ہیں قطع نظر اس سے استحالہ عقلی بھی لازم آتا ہے کہ
افراد انبیاء زمانی ہیں مستوجب الترتیب پس اس صورت میں بھی دو صورت مذکور یعنی
حیات طویل مذکور اور اعادہ مذکور اس دار دنیا میں مجامع الزمان ہونی چاہئیں اور یہ امر
باطل ہے بخلاف عالم حشر کے کہ وہاں تفاوت زمان نہ ہوگا پھر وہاں ترتیب مذکور کہاں غرضکہ
ادعاء مطلب واسطہ فی العروض اس مقام میں استحالات شرعی وعقلی سے مالا مال ہے
قسط پانچ ۵ و ششم اگر منجاد وسابقہ مذکورہ واسطہ فی العروض وغیرہ مصطلح اہل معقول
سے ایک قسم واسطہ فی الثبوت کا مضمون جسمیں شرکت ہے علت اور معلول کو صفحہ ۱۵۷
میں جسکی مثال بید اور مفتاح گذری بشرطیکہ گرفت سمت ید ہو مانند تحقیق وتنقیح میرے
کے تاکہ مفتاح بھی متحرک ہو نسبت ذات اقدس حضرت خاتم النبیین صلعم اور دیگر انبیاء کی
بر سبیل تجوز بتاویل اطلاق لفظ علت اور مراد اوس سے سبب الشبیہ صادق آسکتا ہے
نہ کہ مضمون واسطہ فی العروض کا سو اسطی کہ ذات اقدس حضرت خاتم النبیین صلعم بالنظر
سبب ہے ذوات حضرات انبیاء علیہم السلام کا جو مسبب ہیں اسمیں کچھ حرج نہیں کیونکہ
دراصل علت اول ان سب حضرات کی اور آنحضرت صلعم کی ذات حضرت حق تبارک وتعالیٰ
ہے جو علت کل موجودات ہے پس یہ ہر دو وصف سبب اور مسبب معلول علت واحد
کے قبیل سے ہیں پس یہ امر راجع اور آئل ہے طرف مبدء فیاض جل جلالہ عم نوالہ کے جو باعث
ہے فضیلت شخصی آپ میں حضرات انبیاء علیہم السلام کے بعد تسویہ نوعیہ مذکورہ کے
پس کیا ضرورت ہے ایسے تکلفات وتعسفات معقولی میں پڑنیں سیری ہے پس تفاضلا الملتفت
وتحققا المنشر افتہ بنسبت براہین نقلیہ کے جو کہ بحق ہم جملہ اہل اسلام کے زاید از سد سکندری
ہیں اوسکی طرف کیوں نہ رجوع کریں جسکی طرف جا بجا اشارات اور تصریحات قرآنی اور
اخبارات نبوی صلعم اور نیز اخبارات دیگر انبیاء اور اقوال سلف اور نیز کلیات اصول

ہیں ثابت ہیں حواس اور کے مناشی ہیں جو موجودہ ہتی کچھ اوسکی مختصر شرح کیجاتی
ہے جنانچہ اسکیطرف صاف اشارہ ہے طرف سے بعض محققین اہل معقول سے بھی بلکہ
سراحتہ ہے جیسا کہ یہ عبارت حاشیہ مولوی محمد مبین لکھنوی مرحوم ہے اور پر اس قول فما

لیہ دلیل التی میر زاہد جلالیہ کے والقسم الاخر من الواسطتی الثبوت وہو ما یکون فیہ کلا ما
یتصفان بالذات فالبحث عنہ فی النفی لا یکون اذا کان ذالک الواسطتہ مساویتہ لذاتہا
پس ظاہر ہے کہ ما نحن فیہ ہیں واسطہ اور صاحب واسطہ یعنی علت اور معلول یعنی ذات
اقدس آنحضرت صلعم اور ذوات دیگر حضرات انبیاء علیہم السلام دربارہ اتصاف بوصف
نفس نبوت بطور افراد نوع واحد لا کلام متساوی الاقدام ہیں بسبب جعل جاعل حقیقی جلشانہ
اول کل کائنات موجودات سبب فیاض حقیقی حضرت ذوالجلال والاکرام کے مگر بشرط تجویز
تجوز اطلاق لفظ واسطہ یعنی علت اور مراد اوس سے صرف سبب ہو اسلئے کہ اگرچہ جمیع
علل اور معلولات ممکنہ اور اسباب اور مسبباب بیشمار قدرت حضرت حق مطلق جلشانہ بلا
تفصیل سراسر ہیں کہ منجانب انکی حسب ارادہ حقیقی اپنے جسکو چاہے ہیرایہ علت عطا فرماوے
اور جسکو چاہے کسوۃ معلول بلا استحقاق ذاتی اور اصلی اوسکی کے مگر یہاں ہیرایہ علت
نبوت ذات اقدس آنحضرت صلعم کو بسبب معلولیتہ دیگر انبیاء مقدس کے بعلت مخالفت
اور معارضتہ نصوص قطعیہ قرآنی اور اخبار نبویہ اور اخبار و اطلاعدہی انبیاء سابقہ جیسا
کہ دلائل مذکور ہو چکا ہے درست نہیں بیٹھتا سوای مسببیتہ اور مسببیتہ مذکورہ کے جسکا
منشا اخبار شخصیتہ مذکورہ ہیں جو ثابت ہیں منصوص قرآنی و اخبار وغیرہ اصول ہیں
مانند خصیصہ خاتم النبیین اور کلیم اور خلیل اور خلیفۃ اللہ آدمی اور داؤدی اور عبد شکور
اور مسیح اور روح وغیرہ القاب مخصوصہ انبیاء علیہم السلام کہ جسمیں ہرگز ہرگز دخل رای
کسی ذی رای نہیں ہے کہ از قبیل اعجاب کل ذی رای برایہ ہے جو مردود شرعی ہے جب
اس خبر مذکور کے اور لا بد بالاطلاق التشریعی من لا مر الشرعی مسئلہ اصول مجمع علیہا ہے

لہذا تاویل مذکور پر ضرور ہوئی مگر ٹھیک وہی تقریر اس عاجز کاتب الحروف کی ہے جو سادہ ہے تکلفات و تعقیدات فن معقول سے بروش شرعی جو گذری حلوا سپید و دار پالودہ خیر آلودہ بلا غبار ہے یعنی اللہ تعالیٰ جلشانہ جو مفصل و منعام ہے نسبت افراد انبیاء کی فرماتا ہے تلک الرسل فضلنا بعضہم علی بعض منہم من کلم اللہ الایۃ پس شرافت ہا مخصوصہ ہا افراد مخصوصہ از قبیل تمایز اوصاف و عوارض مشخصہ مخصوصہ ہیں نہ لوازم ماہیۃ ہیں جیسا کہ مشرح مدلل مبین ہو چکا فقط اگر یہ عذر کیا جاوے کہ نبوت محتاج نزول وحی نہیں بلکہ عکس ہو سکتا ہے اسواسطے کہ نبوت منجملہ کمال علمی سے ہے اور وحی از قبیل معلوم ہے کیونکہ وحی عبارت ہے احکام اخبار وغیرہ سے اور معلوم ہوتے ہیں پس کمال علمی وحی پر موقوف نہیں بلکہ وحی موقوف ہے اوپر کمال علمی کے پس جاننا چاہیئے کہ یہ عذر محض خیال اور وہم ہے اسلیئے کہ مبنی اعتراض کا بظاہر یہ حدیث ہے کنت نبیا و آدم بین الماء و الطین اور وانہ لمنجدل بین ترابہ اور امثال اسکی ہم مضمون اور روایات سویہ بمطلب احادیث مذکورہ متعلق بعالم ارواح ہے جو حاکی ہے استعداد اور تہیا وصف نبوت سے جو متعلق بمرتبہ عالیہ منصاعدہ اور کا منہ ہے بہ نسبت اس مرتبہ سافلہ متنازلہ بارزہ کے منجملہ مراتب ستہ مشہورہ کے نزدیک صوفیہ کرام کے کیونکہ مفہوم مخالف کا اعتبار نہیں نہ کہ حاکی ہے ظہور اور فعلیۃ استعداد مذکور سے جو منبر لہ محکی عنہ ہے بلکہ اس سے بھی بالاتر ہے صرف خانہ علم الٰہی جلشانہ میں کہ جس جگہ نہ کچھ تفصیل نہیں درمیان علم اور معلوم کے بلکہ علم اور معلوم ایک ہی مرتبہ میں ہے پس حدیث اشارہ ہے طرف اس حدیث کے نحن الاخرون السابقون یعنی ہیں متصف تہا ساتھ اس وصف نبوت کے بمنزلہ اس خمیر اور سرشت اور قالب آدم سے جو توطیہ اور پردا ظہور ارواح ہے عالم اشباح میں یعنی مراد اس سے اظہار از تقدیر ہی ہے جو مقدم ہے ایجاد تکوینی اور ایجادی پر واسطہ ازالہ اوہام باطلہ

دربارہ مسلہ بداکی جو مزاحم اور مخالف ہے مسلہ تقدیری کو جو سابقہ ازل ہے کیونکہ اول
مرتبہ ظہور ارواح بہہ ہی خمیر مایہ مذکور ہے نہ مراد ہے اس سے یعنی نبوت حضرت آدم اور
اور انبیاء اولاد آدم سے اوس عالم مین یا عالم ظہور مین اور تخصیص نبوت ابتی کے جو صادر
ہوئی حدیث مقدس مین وہ بنا بر اظہار شرف رتبہ عالیہ اپنی کے ہے اور دلالت اوپر
افراد باقیہ انبیاء کے پس اگرچہ باعتبار ظہور عالم اشباح بطور ترتیب سلسلہ زمانی تاخر
ہے کہ اس سلسلہ کا اس تاخر ہی مین شرف ہے مگر باعتبار ان مراتب کے تقدم ہے کہ
اوس سلسلہ کا شرف تقدم مین ہے جو ماقبل زمان حادث ہے جو مشتمل ماضی و مستقبل
ہے اور حال کہ وہ نزدیک حکماء حد فاصل ہے بین الماضی والمستقبل جہان انعدام
ونشان ہی نہین جو مراد ہے تسرمد سے اور لسان شرع سے معبر بدہر ہے جیانچہ
حدیث ہے لاتسبوا الدہر انا الدہر اقلب اللیل والنہار اس ہی معنی مین ہے پس
واضح ہوگیا کہ کمال حدیث کنت نبیا وآدم بین الماء والطین اور حدیث نحن الآخرون
السابقون واحد ہے جو مراد ہے ثبوت نبوۃ واسطی ہر فرد نبی کے اور اظہار شرف
واسطی اشرف الانبیاء کے علیہ وعلیہم السلام اور مہذا بیش ہم رتبہ حضرت علم کے مرتبہ نبوۃ
جو کہ مراد از علم کہا گیا اور مرتبہ وحی یعنی سوحی جو مراد از معلوم کیا گیا برابر منجلی اور منکشف
ہے اگر تفصیل ہے تو مراتب وجودی مین بطور تقدم ذاتی ہے سو وہ بھی موقوف ہے
اور بلحاظ حضرت وجود حقیقی کے بطور لوحی تغایر اعتباری کے کہ علم ذاتہ بذاتہ لا بغیرہ
وان قلا یعنی بہر سادگی مطلق ہے کہ وہان رسائی ہے انہین نہ پرندہ پر مار سکی نہ گردہ
گرد پا سکے جیسا کہ مولانا رومؒ فرماتے ہین ؎ چونکہ بیرنگی اسیر رنگ شد ۔ ماہیان دریا بصید چنگ شد
چونکہ بیرنگی اسیر رنگ شد ۔ موسیان در جنگ شد ۔ گرچہ در خشکی ہزاران رنگہاست ۔
میان دریا یکدست جنگہاست ۔ چون بہ بیرنگی رسی کل شما ہوسی فرعون ماند آشتی
[illegible] اس قسم کے علوم کا کرنا از قبیل تلبیس وتخلیط ہے جو کہ واسطہ

خلاصہ مناص کے ایک قسم کا ذریعہ ہے سوا اسکی اور کیا تصور کیا جاوے بالفرض
سوا اس قسم کی تدقیق بجبور ہی اور بی محل ہے اس کتاب کا وظیفہ اور راتبہ نہیں بلکہ یہ
خلوفہ ہے کتب تصوف کا اور کیا نہیں معلوم خاص و عام ہے کہ باوصف استعداد کمال
علمی مذکور کے مرتبہ ارتاض میں تا مدت عمر شریف چہل سال تک جو منجملہ آثار عالم غیب
عالم ارواح تھا بدون نزول وحی کے جواز قبیل معلوم مذکور ہے اور منجملہ آثار عالم شہود اور
اشباح ہے ملقب بلقب رسول اور نبی نہوی اور نہ مشہور ہوی ساتھ اس لقب کامل اور نہ
کسی نے اس مرتبہ کو پہچانا اور نہ مامور بدعوت الی الحق ہوے اور نہ موید بمعجزات ہوی
اور اور لوازم ثبوت ماورا اسکی اگرچہ صدور بعض آثار خارق مرتبہ ارتاصیہ ہوا
مانند کلام سلام حجر وغیرہ اور اگرچہ موجود رہے لبعض احتہ آیتہ مبشرا برسول یاتی من
بعدی اسمہ احمد وغیرہ مضامین کے ساتھ جو مشعر ہے مرتبہ جنکا تیسری مگر مرتبہ محکی عنہ مذکور
کے طور پر نہوی تا وقتیکہ نزول وحی نہوی چنانچہ یہ آیتہ شریفہ دال ہے کان الناس امتہ واحدۃ
فبعث اللہ النبیین مبشرین ومنذرین اسواسطے کے لفظ فا وواسطی تعقیب تفریع کے ہے
ہوئیدا ہوا کہ کمال علمی یعنی نبوت کا ظہور جو مقصود تھا بعد بعثتہ ہوا جسپر موقوف تھا اگرچہ بعض
مفسرین نے ہونا آدمیوں کا ایک روش پر قبل بعثتہ انبیاء مبشرین ومنذرین سے مراد کیا
ہے قبل بعثتہ نوح علیہ السلام سے سوا خلاف تفسیر مذکور مخل استدلال نہیں۔ اور جانا چاہیئے
کہ افراد مستدرجہ منوع بلد و نوع ہوتی ہے ایک معروضہ بعوارض یعنی محجوبہ بعوائق ممنوعہ بموانع
اور دوسری غیر معروضہ اور غیر محجوبہ بغیر ممنوعہ مثال قسم اول افراد مذکور حضرت عمر فاروق
موافق اس حدیث شریف کے لو کان بعدی نبی لکان عمر اور مثال اس حدیث کے
لو عاش ابراہیم لصدیق لکان نبیا کہ جو معتبر بلسان شرع شریف الصدیقین ہیں قولہ تعالیٰ
الصدیقین والشہداء والصالحین وحسن اولئک رفیقا یعنی صدیق وہ ہے کہ شان مرتبہ
اوسکی تفویض کیا جاوے تو بخوبی انجام دی اور تصریح اس مرتبہ کی بہ نسبت حضرت عمر

اور حضرت سیدنا صاحبزادہ کی بوجہ عدم القاب وخطاب صدیق کے نسبت انکی عمل
میں آئی بخلاف حضرت صدیق اکبر کے کہ خود لقب صدیق ہے دنیا کہ جسکی یہ مضمون ہر دو حدیث
مذکور خود تعریف ہے۔ قسم دوسری افراد مذکورہ مانند سایر حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام
یعنی یہ قسم افراد مذکورہ محبوب و معروض و ممنوع موقت ہیں کہ وہ وقت معتبر بوقت ارتباص
ہی اور قسم دوسری افراد مذکورہ محبوب و ممنوع و معروض موقت ہیں جو کہ غیر معتبر بمرتبہ ارتباص
ہیں سلئے کہ ارتباص حاکی ہے فعلیت مرتبہ سی اور غیر ارتباص غیر حاکی ہے۔ فافہم۔
پس خوب روشن ہو گیا اس تقریر و تدقیق سے کہ یہ ظہور کمال علمی نہ کورہ بالضرور موقوف ہی اوپر وحی
وحی کی اس عالم تکلیف اور امتحان و تمرین ہیں کہ محل ارسال رسل اور انزال کتب موجود اور
سیاق ہے حدیث شریف سار سل الیکم رسلی جو کہ بمنزلہ اسند مسند بہی یعنی مصدری یا حاصل
بالمصدر مانند قولہ تعم وما کان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا او من وراء حجاب کہ جو موقوف ہی
حصول معلوم کو جو موحی بصیغہ مفعول ہے یعنی کمال علمی کے ظہور سی حصول معلوم ہوتا ہے
فافہم یعنی کمال علمی جو نبوت ہے اور اوسکی ظہور کا نام جو وحی ہے حصول معلوم ہوتا ہی
جو کہ موحی ہے یعنی نفس وجود کمال علمی جو ظاہر ہونیوالا ہے اوپر وحی کے جو سبب ظہوری
موقوف نہیں مگر ظہور اوسکا جو عین مقصود ہے وہ بالضرور اوپر وحی کے موقوف ہی تاکہ
کمال مخفی مذکور ظاہر ہو کہ صورت موحی معلوم پکڑ لی و اطلاق ظہور کا اور وحی کے از قبیل اطلاق
سبب ہے اوپر مسبب کے فافہم بالفہم الاکمل والاتم توقف ظہور النبوۃ علی الوحی لاستحصال
الوحی الذی ہو المعلوم الذی ہو الاحکام والاوصاف الاتیۃ والاخبار الماضیۃ والاتیۃ
والقصص الذی ہو اجزاء القرآن واقسامہ واللہ اعلم پس ہر چہ در ینمقام در خاطر فقیر رسخید
یرچہ و پیچید پیچہ شد بلکہ اطلاق واسطہ فی العروض سراسر مبائن مطلب اہل مطلب ہے
سواسطی کہ یہ مقتضی ہے نفس رسالت و نبوۃ کو اور مطلب اصلی تعدد خواتم ہی جو مبنی
ہے اوپر تعدد و تکثر رسالت و نبوۃ کے مثل مشہور اکن کی خرد انشتا یا لانش نبود افتا

پالان گرگ خر را در ربود یعنی اگر مدعا حاصل ہو تو دلیل حاصل نہیں اور عکس
دلیل حاصل کیجاوے تو مدعا حاصل نہیں ہوتا اور ظاہر ہے کہ ظل اور ذی ظل یعنی اصل اور
عکس جو کہ بطور مرایا مناظر ہے اوسمیں سوای وجود واحد کے وجود ہی نہیں بلکہ ذی عکس
اور ذی ظل اوس کسوت ظل اور عکس میں متمثل کیا ہی بطور پرتو اپنی کے اور نیز قبح اور کثرت
کے اور وہ متحرک ساتھ تحرک ذی عکس اور ذی ظل کے یا کسی محل اپنے نہ از خود اور در حقیقت
وجود بسیط عقلی کا تو قابل ہے کوئی نہیں کہ شرک لازم آتا ہے لہذا اعلماء طوائف تک بھی مثل
میر زاہد وغیرہ کی قائل ہوی کہ وجود واحد موجودہ متعدد بلکہ بہ مرتبہ واسطہ فی العروض
واسطہ علت اول حضرت ہویۃ مطلقہ حقہ کی در حقیقت عقلاً ثابت ہو سکتا ہے کہ وہاں
کچھ خرابی لازم نہیں آتی مانند جوہر کے مگر واسطہ اطلاق ایسی امور کی اذن شرعی لازم ہے
بخلاف سلسلہ تحکیات کی یعنی خواہ نظیر اوسکی آفتاب پور آفتاب ہو اور تقطیعات ظلی جو
عکوس اشعہ ہیں ہو خواہ آبگینہ شیشہ ہو یا اور ماسوای اسکی اجسام شفیفہ بانی وغیرہ
ہو محض از قبیل رہو کہ ہیچو قولہ تعالیٰ صرح ممرد من قوارید ہے جو کہ منشار تقریر بعض الاقائل
بل الاماجد والاماثل ہو گیا ہے پس السر لسر اور باقی ہوس فقط واللہ اعلم سنوان مباحث
کا وظیفہ علم تصوف ہے نہ علم ظاہر خلط مبحث اچھا نہیں فقط یوں تو ہر موافق اپنی اصطلاح
کے آدمی جو کچھ چاہتا ہے کہہ سکتا ہے تب یہی تو مطلب تصوف کا اگرچہ بلفظ مصطلح
کوئی سا لفظ ہو یا کہیے نہ جاوی اور مخالف نہو جاوی مسایل شرعیہ ظاہر یہ کو کہ انمیں
در حقیقت اختلاف نہیں آل کار شریعت اور تصوف ایک ہی ہے ایک ہی ہونا چاہیے
تو پھر بھی اگر بلفظ واسطہ العروض سے مراد حضرت حق ہویۃ مطلقہ ہو کی جو علت اول اور
حقیقی ہے نہ کہ ذات انور عالم صلعم جیسا کہ تحقیق کیا گیا واللہ اعلم جاننا چاہیئے کہ اثر
نور آفتاب جسکو ظل کر تعبیر کیا قرآن شریف میں اور اوسپر شمس کو دلیل گردانا وہ امر جوہری
اور حسی شہادی ہے یعنی عین ظل امر مقطوع بہ ہے صریح منصوص نص قرآنی ہے اور

اعتبار یہ عدمیہ مین سی نہین اور وجود ظلی ہونا اسکا اگرچہ وجود حقیقی نہین مگر ثابت بالنص
المذکور ہی قولہ تعالیٰ الم تر الی ربک کیف مد الظل ولو شاء لجعلہ ساکنا ثم جعلنا الشمس علیہ دلیلا
ثم قبضناہ الینا قبضا یسیرا اور علی ہذا القیاس عکوس مرایا مناظر کہ جسکا وجود اجرام صقیلہ
کے ذریعہ سی بشرائط اتصال اجرام کثیفہ حاصل ہوتا ہی ایسا ہی اشعہ شمس مناظر اضاءت کو تو نہین لیکن تموج ہوا کے ذریعہ سی
اوسکی صراحت ہی وہ بھی موجود محسوس ہین نہین منصوص اور متعلق بنفس قدسی علیہ السلام کما انہ لجۃ کشفت عن ساقیہا فافہم
اور صریح ممد اس تقریر کا قصہ بلقیس مین نازل ہے کہ عکس ساق لجہ مین پایا کما علی ہذا القیاس عکس اور
آفتاب آئینہ مین اور اوسکا عکس دیگر اجرام کثیفہ پر اگرچہ بطور جزئی خاص تو منصوص مقطوع
بہ نہین معلوم ہوتا مگر بطریق تمثیل مستلزم نہین انتفاء امر وجودی حسی ہے اور ظاہر ہے کہ وجود ظل
اور وجود ذی ظل ہر دو وجود من مستقلا من نہین کیونکہ وجود ظل تابع ہے وجود ذی ظل کے
مگر ہر دو از قسم وجود ہین نہ امر عدمی اعتباری مانند امر اضافی اعتباری کے جیسا کہ وصف
خاتمیہ اضافیہ پیغمبر وجود مذکور صریح منصوص مقطوع بہ ہین یعنی ایک ذات ہی کہ جسکی نسبت
بحسب ظلی الوجود والتشخص علماء ظاہر اہل حق کے نزدیک وجود واحد موجود متعدد یعنی حضرات
صوفیہ شہودیہ کے نزدیک اور علماء ظواہر مذکور کے نزدیک لقدر مذکور اتفاق ہے الا حضرات
صوفیہ وجودیہ بعد اتفاق مذکور یعنی توقف استقلال وجود کہ اسمین سب متفق ہین وہ قائل
ہین وجود ظلی مذکور بطور متوہم الوجود کے نظر اینکہ ہر گاہ محوط بالعدمین ہے گویا وہ معدوم
ہے ہی نہین نہ بایں معنی کہ عدم محض ہے تا رائحہ وجود اور نسبۃ الکون بھی متنسم اور مستریح
نہین ہوا مین کہتا ہون کہ اس میری تقریر سے محاکمہ درمیان صوفیہ وجودیہ اور صوفیہ
شہودیہ کے حاصل ہوگیا الحاصل وجود مستقل واحد اور موجود متعدد یعنی وجود واحد مستقل
در ضمن واجب و در ضمن ممکن ممکن لیس جانا چاہئی کہ سلسلہ ممکنات مین جو اشرف موجودات
افراد حضرت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہین وہ البتہ ضرور ملاسک نفوس وجود بشری اور نیز
صنف سردی اور نفس وصف نبوۃ مین متساوی الاقدام ہین خواہ وجود اصلی خواہ وجود

مطلق بہ نسبت کسی وجود کے بطور مشرب طور پر موصوف مذکورہ تجویز کیا جائے اس سے چنداں
کاوش نہیں اور نہ یہ مخل مطلب ہے کہ جو تساوی ہے مگر تفاضل ہے مگر تساوی الاقدام
مذکور اور نیز خصائص اور عوارض شخصیہ بموجب نص قرآنی تلک الرسل فضلنا بعضہم علی بعض
الآیۃ اور موافق اخبار و آثار اندریں باب سے قطعاً حاصل ہے بخلاف استدلال بقاعدہ
واسطہ فی العروض وغیرہ کے کیونکہ اس قسم کے امور نسبت حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام
از قبیل جمیل السبیل قسمہ کہاں ہیا اور امتنوراً ہی فاہذا التمثیل علی کوس من شعہ وغیرہ وامثالہ تلطیفات
وسوسہ وغیرہ جو امور متخیلہ صرفہ ہیں نسبت اور حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بعد قرار داد
واسطہ فی العروض ہونے کی نسبت حضرت خاتم النبیین صلعم بالکل فضول ہیں اور غیر منطبق
والبداعلم قسطاس پنجاہ و ہفتم قسطاس واسطہ فی العروض اور ملکیہ فضیۃ معقولیہ
کہ نور القمر مستفاد من نور الشمس صرف فضیۃ معقولیہ ہی جیانکہ اسکی تصریح اقوال کبار سی
کشاف اصطلاحات الفنون مذکور ہیں مرقوم ہی اور میری نزدیک البتہ یہ آیۃ شریف
قرآن کریم اس مطلب پر دلالت کرتی ہے ہو الذی جعل الشمس ضیاءً والقمر نوراً الآیۃ بذریعہ
حرف واو عاطفہ جو تالیع اور متبوع متحد النسبۃ فی الحکم ہوتی ہیں یعنی ہر دو نور مجعول مستقل ہیں
خواہ بطور جعل مرکب خواہ بسیط اور بیضاوی رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں نور کو ضیاء ہی عام کیا ہے
پس ہر گاہ اپنی عمومیت ضمن میں بدون ضم خصوصیۃ پایا گیا تو صاف معلوم ہے کہ نور مستقل الوجود
ہے نہ عرضی الوجود مستفاد الوجود پس نور قمر مستقل ہے مانند ضیاء شمس کے اور یہ اضافت
نور القمر اور ضیاء الشمس اضافۃ بیانیہ ہے مبالغۃً بعد قرار و ثبات اس امر کی کہ قمر و شمس
میں درحقیقت افراص جرمیں غیر نور و ضیاء ہیں اسلئے کہ ہر دو قرص مذکور بدون ضیاء اور نور
سفال محض ہیں فافہم پس تمامہ حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں نفس نور نبوۃ برابر
ہے مانند نور نبوت حضرت خاتم النبیین صلعم کے باقی شرف رتبہ اور فضلیت اور چیز ہی
اسمیں کیا کلام ہے قولہ تعالیٰ تلک الرسل فضلنا بعضہم علی بعض پس واسطہ فی العروض کا

صدق اور دیانت حضرت خاتم النبیین صلعم کے ہرگز ہرگز نہیں وقد قال فی کشاف اصطلاحات
الفنون ان الظہور المطلق ہو الضوء والنہار لمطلق ہو الظلمۃ واللتوسط بینہما الظل وقد
یعنی مانند وقت فجر کے جو ظل متوسط ہے جنت میں ہوگا قولہ لغۃ فی ظل ممدود ذکر بسبب
آں آنکہ کیف ما الظل فتظلل - لبطلان التحقیق اور در صورت جعل بسیط کے جو بمعنی خلق ہے اس
آیۃ شریفہ میں لفظ ضیاء اور لفظ نور حال ہوگا مجعول السیر اور در صورت مجعول السیر
کے یعنی مرکب کی ہی بلکہ جعل فاعلی نہ ہوگا بلکہ جعل وصفی ہوگا مانند وجعلنا اللیل لباسا وجعلنا
النہار معاشا کی اور مراد ضیا رسی تیزی اور زیادہ جلا اور نور رسی نرکت یکمی روشنی
ورنہ وجود دلیل باقی نرہے فافہم اور اگرچہ شرح مواقف میں اس آیۃ شریفہ سے استدلال
کیا گیا ہے اور پر اس قضیہ معقولیہ نور القمر مستفاد من نور الشمس کے بدینطور کہ نور القمر بالغیر ہی
بالذات نہیں مانند نور شمس کے جو ضیا کر کر تعبیر ہے اور وہ غیر بحق نور قمر ضیا آفتاب ہی
اول الخ اس قضیہ مذکورہ ہی میں تجوز ہے کہ لفظ ضیا منصوص قرآنی کو نور کہنا اور قطع نظر
اس سے تحقیق کشف بزدوی سے صریح یہ دونوں لفظ مترادف ہیں میں کہتا ہوں ہر مستفاد
کہنا کجا اسوا سطی کہ مترادف مستقل ہوتے ہیں اگرچہ حق عبارت اور لفظ میں ہر دو مترادف
بذریعہ حرف عطف تعابر ہو سکتی ہیں یعنی کہ ایک مستقل ہو اور دوسرا غیر مستقل اگر بحق معنی و مقاصد موصوف
جس جگہ بیان لائق ہو جدا گانہ جیسا کہ اس آیۃ کریمہ میں کہ وہاں ہر دو مترادف مستقل ہوں ہی بمعنی ایک دوسرے
مستفاد نہیں ہوتا ہے فرق تعبیر لفظی ہی ہے تا ہے النور بالضم وسکون الواو لغۃ اسم کیفیۃ الحاصلۃ للقمر والشمس وانما ظہر الاول
الکثفۃ کالارض ومن خاصتہ ان یبصر الممتنیات بسببہ منجلیۃ منکشفۃ ولہذا قیل
فی تعریفہ ہو الظاہر بنفسہ المظہر لغیرہ کذا فی کشف البزدوی فعلی ہذا یرادف النور فحینئذ یکون بحسب
التحقیق کے واضح ہوا کہ آیۃ مذکورہ میں نور قمر مستقل ہے مانند ضیا شمس کے اور بموجب اس
آیۃ شریفہ کی میری نزدیک حمل بالحقیقۃ صحیح ہے بالاستقلال بالمعنی والمراد نہ صرف بالالفاظ
والعبارات القمر نور مستقل لا مستفاد کما ان الشمس ضوء مستقل اور تفاوت مراتب تسلہ

اور قوت اور نزاکت اور ضعف کا اختلاف بمقتضای محل و ضرورت وغیرہ مصالح وقتیہ اور
امور حکمیہ میں قادح اصل مطلب اور مضر مقصد نہیں ثم النور ہو الضوء بالحقیقۃ کما یفہم من
شرح اشراق الحکمۃ وقد یقال النور مختص بالمنیر بالواسطۃ والضوء بالمضی بالذات من
کشاف اصطلاحات الفنون پس یہ قول ضعیف ہے بدلالہ لفظ قد اور پر صیغہ مضارع تمریض
کے اور احتمال تنویع اور تشقیق کے بسبب ہونے صیغہ تمریض کے شق اول میں فافہم ہر چند
خلاف اس تحقیق کے دستیاب کسی محقق کی از قبیل خرط القتاد ہی مگر بہر حال در صورت تسلیم قضیہ
مقولیہ مذکورہ استدلال ساتھ اوسکی اور پر صادق آنی مفہوم واسطہ فی العروض کے اور ذات
مقدس حضرت خاتم النبیین صلعم باطل ہے بوجہ منحصر ہونا جانی و صفت نبوت کی بالکلیہ ذات
مقدس حضرت خاتم النبیین صلعم میں فقیر قسطاس پنجاہ و ہشتم جاننا چاہئے کہ ہرگاہ خصائص
شخصیہ واسطہ اکثر افراد انبیاء علیہم السلام کے منصوص قطعیہ قرآنی و سم باخبار متواترہ
و مشاہیر غیر آنا صحابہ کرام و اقوال تابعین کبار و جمہور علماء اعلام و مشائخ عظام ظاہر
و باطنیہ مجمع علیہا بیش امتہ بلکہ جمیع امم سابقہ مثل لقب کلیم اللہ لقب مسیح و روح و خلیفہ وغیرہ
خصوص لقب خاتم النبیین واسطہ فرد احد یکتای سیدان خاتمیہ من حیث التشخص قطعاً ثابت
ہوا اور ساحت امکان سے مرتبہ فعلیہ میں آیا نہ اور کسی کے واسطے اور خود سند میں جو اثر
مذکور حضرت ابن عباس رض جو بالخصوص فیہ ہی اوسمیں اس لقب کا کچھ اثر ہی نہیں اور یہ خصوصیت شخصی
موعود موثوق بوعدہ واثقہ صادقہ حضرت حق مطلق جلت سطوتہ وعمت قدرتہ ہوئی گو تحت قدرت
حضرت قادر مطلق جل جلالہ بنظر نفس امکان داخل ہے بنظر اسکی کہ ہر ممتنع بالغیر جو وعدہ واثقہ
موصوفہ مذکورہ جو صفات الٰہیہ میں سے ہے کہ وہ صادق الوعد کی صفتہ سنی بکمال ذاتی متصف ہی
رہ غیر ہے ذات مقدس خاتم النبیین صلعم کا کیونکہ آپ منجملہ ممکنات میں سے ہیں بالضرور ممکن بالذات
ہوتا ہے اور یہ بھی ضرور نہیں کہ ہر ممکن کو خارج میں موجود ہو پس ممکنات قطع نظر ممتنع بالغیر
ہونے سے فی انفسہا کبھی موجود بوجود خارجی نہیں ہوتی خواہ متعلق بواجب ہوں خواہ متعلق

بمکنات مانند بعض افعال ممکنات مثلاً بعض حرکات متعینہ بحیثیت مخصوصہ باوصف امکان صادر
کبھی ہی صادر نہیں ہوتی اور اسی فعلیت اور سکی نسبت واجب نہیں بخلاف واجب کی مثلاً
تحریر کتاب بکستان بہ نسبت زید بن بکر یا اور ممکنات مانند غیر مراد الوجود بارادہ اللہ تعالیٰ
فافہم پس جب یہ عمدہ مسادقہ موصوفہ مذکورہ توجیہ قدرت اللہ تعالیٰ بجانب فرد دیگر یعنی نظیر حضرت
خاتم النبیین صلعم حالاً و مآلاً حقیقۃً و اضافۃً و اصالتاً و اعتباراً انظراً بالغیر المذکورہ بالذات
بالضرور ممتنع ہے اگر وہ فعلیۃ متعلقیہ فرضیہ اعتباریہ ہو مکرناً و تنکیلاً اطلاق شرعی نہونا جائز شرعی
ہے ہرگز عقیدہ اسلام نہیں ہو سکتا قطع نظر اس سے کہ حوادر دلایل سے اس باب بین قسم الیس
مشحون ہیں پس امتناع بنظر حضرت خاتم النبیین صلعم ہے جیسا کہ حقیقۃً و اصالتاً بالغیر المذکور
جو وعدہ الہی جلشانہ سے موجب کریمہ ان لا یخلف المیعاد عقیدہ اسلام ہے ویسا ہی اضافۃً
و اعتباراً بھی عقیدہ اسلام ہونا چاہئی کیونکہ منشار اضافۃ و اعتبار عقلی بحسب شرعی ہیں ناروا
ہے مثلاً و اتخذ اللہ ابراہیم خلیلا کی آیتہ میں موسی خلیلا پڑھا جاوی حالانکہ بنظر نفس مطلق جائز
مطلب ہیں مگر بخصوصیۃ لقب مذکور ہرگز درست نہیں اور نماز قطعاً فاسد ہوگی بموجب روایۃ مذہب
کے اور معتبر کے بسبب تغیر مراد کی گو لفظ قرآنی دونوں ہیں فافہم اصلاً و فرعاً اور بڑا تعجب ہے
ہر کہ و نفس نبوت حضرت خاتم النبیین صلعم میں شرکت اور قسمت بوجہ امتناع بالغیر المذکور ناروا ہے
ویسا ہی خاتمیت کا یکسان ہے حال ہی اور اوسمیں تفصیل ہرگز نہیں بلکہ اگر بنظر غایر دیکھی تو
حضرت خاتم النبیین صلعم کی نبوت کو وصف خاتمیۃ من جمیع الوجوہ اوصاف مخصوصہ خاصہ محققہ
لازمہ غیر منفکہ حسب وعدہ موعودہ مذکورہ البسا پیوند جان ہے کہ دخل واسمہ بغیر ہرگز نہیں پس
اسمیں کسیطرح شرکت اور قسمت درست نہیں اور اعتبار اور فرض تو ایسی مقام میں کوئی چیز ہی
نہیں کہ خود ہی وجود ہے یعنی اگر اعتبار کیا تو معتبر ہوا نکیا تو نہوا اور یہہ وصف خاتمیۃ اگر اعتبار
ہی رہا ہی مگر معتبر لہ تو قطعاً پیشتر ہی قطعی الوجود بوجود خارجی ہونا ضرور ہی لازم آتا ہی جو
منشار شرکت اور قسمت نبوۃ خاتمیۃ ہے پس لہذا نبوت اور خاتمیۃ ایسی چیز نہیں جو لعبۃ المتوسل

ہو معاذ السرمنہ اوسکو کعب علیا اور ید طول اور باغ فضوی بعنایت الہی و اعانت باری جلشانہ حاصل ہے جو لانی مقال اس میدان مین سخت بالغری اور بیخبری ہی فافہم بالفہم الاتم فاعتبروا یا اولی الباب ولا تحتبر کافی بذالباب فسطاس سخاوتہم خلاصہ تقریر کا یہ ہے درباره امتناع نظیر حضرت خاتم النبیین شراج منیر لشبر نذیر صلعم - ظاہر ہی کہ وجود باجود حضرت سید المرسلین خاتم النبیین صلعم منجملہ سلسلہ ممکنات مخلوقات سے ہے بموجب قولہ تعالیٰ قل انما انا البشر مثلکم المدینہ وغیرہ اخبار و آثار بے شمار و اجماع عام و خاص بی تکرار اور مضمون مشابہت افراد مقتضی ہے دخول افراد کو تحت حقیقت واحدہ جو عبارت ہی افراد نوعیہ سی کہ متحد الحقایق اور متمیز الشخصیہ ہوتی ہین پس ہر ممکن بالذات بالضرور تحت قدرہ واجب بالذات مطلق ہے من حیث القادریۃ و من حیث المقدوریۃ تو ہرگاہ کوشہ امکان سے جو کوئی ایک فرد ساحت فعلیہ مین حسب ارادہ واجب بالذات مطلق آیا تو نظر بالذات فرد دیگر منجملہ افراد ممکنہ بھی بالضرور داخل تحت قدرت مذکورہ ہوگا ورنہ وہ فرد مذکور بھی جو کہ ساحت فعلیہ مین حسب ارادہ آیا تھا از قبیل ممتنع بالذات ہوگا اور یہ امر باطل ہے کیونکہ نظیر الممکن ممکن مسلم الثبوت ہے پس امتناع بالغیر بہ نسبت دیگر افراد کہ جنکی طرف ارادہ الہی جلشانہ متوجہ نہین ہوا ثابت ہوا قطع نظر اس دلیل عقلی سے دلیل نقلی شرعی بھی قایم ہے کریمہ اولم یروا ان اللہ الذی خلق السموات والارض بقادر علی ان یخلق مثلہم بلی وہو الخلاق العلیم - عدم تذکرہ لفظ دنیا کا اکتفا کیا گیا اور پر تذکرہ اوسکی کے اور آیات مین جنانچہ ضمیر تذکیر جو لفظ ہم ہے مثلہم مین دال ہی اور پر ذوی العقول کے زمرہ ممکنات مخلوقہ سی یعنی موجودہ فی الخارج جسمین ذات مقدس حضرت خاتم النبیین صلعم داخل ہے کریمہ وما نحن بمسبوقین علی ان نبدل امثالکم وننشئکم فیما لا تعلمون اور کریمہ ولم یعی بخلقہن دفع کرتا ہے واہمہ اور وسوسہ تسلیب قوت کو قدرت مطلقہ سی بعد خلق مخلوق کے اور نیز کریمہ ولا یؤدہ حفظہما وہو العلی العظیم دفع کرتا ہی واہمہ اور وسوسہ عدم تحفظ کو بعد خلق مخلوق مذکور کے کہ پیدا تو کر دیا ایک دفعہ جون تون کر کے

اور قوت ساری ہی خرچ نہیں ہو گئی جو عاجز ہو جاوے پیدا اسی مثل دیگر سی مگر اب پیدا کرنا
نہیں چاہتا اسلئے کہ یہ بھی سہل نہیں سکتا تھک گیا اور کیا پیدا کرے گا اس معلوم ہوا
کہ ہر گاہ ذات حضرت حق تبارک و تعالیٰ و تقدس پاک ہی ایسی تو سمات بیہودہ سی تو بات تنقیح
صحیح بلکہ بالبداہیہ باطل ہے وصحیح حسب وعدہ موعودہ جو منجملہ صفات الٰہیہ ہی کہ صادق الوعد ہے
نہ کہ مخلف الوعد ہو جب قولہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین السجاد و کریمہ ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا وعدہ رسالہ جو
غیر ہے مخلوقات کا اسواسطے کہ صفات واجب واجب اور صفات ممکن ممکن ظاہر ہی ہے ہی
غیر ہی جو مانع ہے کہ جسکی سبب سی نظیر ممتنع بالغیر ہو لہذا نظیر خاتم النبیین صلعم من حیث الخاتمیہ جو
خاتمہ محققہ کیا بلکہ بمنزلہ داخل مسخ قوام حقیقۃ محمدیہ ہی صلعم جو کہ بنا رہی عدم شرکت اور عدم
قسمت ابتدائی مذکورہ فی اکثر القساطیس کا ممتنع بالغیر ہے حقیقۃ و اضافۃ شرعاً و عقلاً اسرعا
تو ظاہر ہے فانا عقلیہ کہ ایسی صادق القول سے صدور خلاف قول نا ممکن ہے فافہم پس شان اس
عقیدہ کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور صدق کامل اوسکا جو رکن رکین عقاید جمیع انبیاء
و مرسلین ہیں جمیع اہل اسلام کے وہ عقیدہ سے حاصل ہے بخلاف اوس عقیدہ کی جو مستلزم ہی فوت ہونی ایک
رکن کی ان دونوں رکن مذکورہ کی اور فوت نقیض ان دونوں کے کو یعنی با عجز خدا تعالیٰ
جلشانہ لازم آتا ہے فافہم باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا الحمد للہ علی ذالک
ایک مدت دراز سا بہا سال سے اس قسم کی تقریرات کو قید تحریر میں باسلوب بدیع مسبرہن
بسراہین عقلی و شواہد نقلی سرکوز خاطر فاتر تھا سو بعنایت الٰہی جلشانہ یہ خلش رفع ہو گئی فقط
واللہ العلم بحقیقۃ الحال۔ میں کہتا ہوں بڑا تعجب ہے کہ یہ سب صاحب یعنی صاحب عبارت
دافع الوساوس وغیرہ اور صاحب حقوب المسلمین لنصر المومنین فی رد قول الجاہلین باوجود فاضل ہونے
صرف امکان نظیر آنحضرت صلعم کے نظر بالذات کی نہ فعلیہ اوسکی کے بوجہ امتناع بالغیر ہونے اوسکی
کے جو وعدہ الٰہی جلشانہ ہی جو منجملہ صفات الٰہی ہے اور وہ واجب ہے نہ بوجہ امتناع بالذات
کی اور وہ نظیر مطلقاً عن قید الاضافۃ والاعتبار بالتفصیل اسلئے کہ کوئی دلیل قائم نہیں ہوئی اوپر

تخصیص اضافہ کی فعلیتہ مین بلکہ علی العموم والشمول للحقیقتہ والغیا للاضافتہ والاعتبار پر قایل
ہونا ساتھہ وجود خواتم ستہ کی فعلیتہ مین اگرچہ بالاضافتہ والاعتبار ہی ہو باطل ہے اضافت
شرط ہے پس ساقط ہو گیا اور باطل یہ کہنا اوسکا کہ جایز ہے کہ خواتم ستہ بالاضافتہ موجودہ
بالفعلیتہ ہون بالاضافتہ اسلیے کہ یہ عقیدہ منجر ہوتا ہے طرف وجود خواتم ستہ کی بالفعل
جو نظیر آنحضرت صلعم مین ولو اضافتہ حالانکہ نظیر آنحضرت صلعم بالفعل اعنی بالوقوع ممتنع ہے
ولو اضافتہ کیونکہ نقیض صریح ہے فتفکر غایتہ الفکر واللہ اعلم

قسطاس ششم

متعلق تقریر مشہور بنور افشان آئینہ جانا چاہیے یہ شبہہ کہ اور انبیا علیہم السلام رسول
اللہ صلعم سی فیض حاصل کر کی اپنی اپنی امتون کو پہونچاتے ہین بیچ مین واسطہ ہین منتقل بالذات
نہین کوئی کمال ذاتی یہ بیچ مین کچھہ ہے ظل اور عکس محمدی ہے یہ تعینیہ مثل نور افشانی آئینہ کی
ہے جو واسطہ ہی آفتاب کا اور اوسکی دھوپ ہین جسکی زایدہ اور وسیلہ سی اون موضع پر
جو آفتاب کی مقابل نہین ہین پہونچتی ہے اور موصوف بالذات تو ہماری ہی رسول مقبول ہین
اگر اور انبیا مین کمال نبوت آیا ہی تو جناب ختمی کی طرف سی آیا ہے فقط یہ منظور رایل ہے
جانا چاہیے کہ یہہ مثال آئینہ اور نور افشانی اوسکی لعینہ اثبات مطلب واسطہ فی
العروض ہے حسب مزعوم زاعم نسبت آنحضرت صلعم کی جسکا استیصال کامل بتقاریر متنوعہ
زنگارنگ عقلاً و نقلاً اکثر قساطس مین مذکور ہے کہ شرعاً یہہ مطلب واسطہ فی العروض ذات
آنحضرت صلعم پر صادق نہین آتا ورنہ اس مسئلہ کا کچھہ اور مطلب ہے تو وہ معلوم ہونا چاہیے
ہمکو بھی منظور ہی بشرطیکہ مخالف عقیدہ اسلام نہو مانند مطلب واسطہ فی العروض کے پھر ہمارا
کچھہ حرج نہین بلکہ جو کچھہ حرج ہے وہ راجع جانب دیگر ہے اسلیے کہ خلاف قرار داد جو لازم
آویگا وہ باطل ہے مگر یا اینہمہ چند وارد جو وارد ہوتی ہین متعلق بقول مذکور رہوتی ہین
مثلاً ہرگاہ ذات مقدس آنحضرت صلعم موصوف بوصف نبوت بالذات ٹہہری تو کیا معنی کہ
سلسلہ ممکنات مین بالذات عبارت ہی جوہر نبیہ سی کہ جسکی شان یہ ہے کہ معروضیتہ اور موصوفیتہ

اوسکو حاصل ہوتی ہے بلا واسطت کسی غیر ممکن کے بخلاف عرضیہ کے کہ وہ محتاج ہوتا ہے
اپنے اتصاف کا ساتھ کسی ممکن کے محصول الکلام یہ ہے کہ اوسکو قیام منبعثہ ہے لیکن
امکان نہ وجوب اور اسکو یعنی عرض کو قیام غیر ہے جو وہ غیر موجود ہے لیکن ذو امکان
وجوب پس معنی موصوف بالذات یہ ہین کہ وصف اوسکی ساتھ قایم ہے یعنی مرتبہ
ذاتیہ اوسکو حاصل ہے نہ عرضیہ جو وہ محتاج اور منتظر ہے قایم ہونے کو کسی اور ممکن کے
ساتھ پس وہ موصوف بالعرضیہ ہے یعنی مرتبہ عرضیہ حاصل ہے بخلاف واسطہ فی العروض
کے اسواسطے کہ بعد منتفی ہونے کسی وصف کے اوسکی ذات مین بعد حصول مرتبہ ذاتیہ مذکورہ
کے فیضرسان ہو کسی اور ذات ممکن کو پس سرگاہ یہہ دو قید اسمین زاید ہوئین تو پھر یہہ
اطلاق کہ آپکی ذات مقدس صلعم واسطہ فی العروض ہے اور موصوف بالذات ہے
فضول ہے کہ ظاہر ہے اور جانا جاے ملکہ اگر مشتبہ ہو ساتھ مطلب واسطہ فی الثبوت
کے تو مضایقہ نہین نہ کہ عین واسطہ فی الثبوت ہے اسواسطے کہ اوسمین مطلب علتہ
و معلول ہے اور یہ مطلب سبب اور مسبب ہے اسلیے کہ واسطہ فی الثبوت مین علتہ اور
معلول مشترک ہوتے ہین وصف مین مگر علتہ بالاصالتہ اور معلول بالتبعیتہ بخلاف مثال
نور افشانی مذکور کے کہ امور اضافیہ مین سے ہے اسواسطے کہ مثل ہے بمثال آپکے مثل
ناور دال فیض کے پس قیاس مقتضی تہا کہ جیسا معنی جوہریتہ کے نسبتیت وصف نبوۃ ذات
مقدس رسول مقبول صلعم بہ نسبت وصف نبوت دیگر انبیا علیہم السلام ثابت ہے ایسے ہی
معنی عرضیہ نسبت وصف نبوت دیگر انبیا علیہم السلام حاصل ہو موافق اس تحقیق کے یعنی اگر
مین قایمیہ بغیرہ بوساطت کسی اور ممکن کے ہو یعنی نبوت اونکی قایم ہوی ساتھ نبوت
رسول اللہ صلعم کے اور شبہہ قیام المعنی بالمعنی کا یعنی قیام نبوت اور انبیا کا ساتھ
نبوت آنحضرت صلعم کے بدلیل قیام سرعتہ اور بیاض کے ساتھ حرکت کے کہ یہہ سب معنی
ہین یہ طرف ہے بخلاف واسطہ فی العروض کے کہ اوسمین ایک ہی وصف ہے درحقیقتہ

بالذات نہی اور بالعرض بھی اگرچہ یہ کہنا قوم کا بالعرض بھی ہو سکتا ہے ہے مگر متعارف
بشایع ذالج ہو گیا ہے اسلئے کہ مقتضای جوہر تشبیہ یہ تھا کہ دو وصف ہوں ایک وصف
متعلق بجوہر اور دوسرا متعلق بعرض پس ذوات حضرات دیگر انبیا علیہم السلام کو نہ قابل
وصف موصوفیہ و معروضیہ کہا نہ قابل وصف عرضیہ کہا بلکہ ایک امور آلیہ میں سے بموجب
مطلب واسطہ فی العروض کے اور نیز بموجب ایراد نظیر عکس و شعاع آئینہ آبگینہ کے کر دیا
مثل ناودان فیض کے واسطی امتہ کی پس بموجب اسکی توفی الجملہ امت ہی زیادہ مستفید
رہتی نظر آتی ہے ظاہر ہے کہ امور آلیہ کو حصول وصف میں کچھ شرکت نہیں بلکہ بنظر
غایر ترسلیم مشتبہ ساتھ مطلب واسطہ فی الثبوت ہی نہیں متحض آرہے سبب کامل بھی
نہیں چہ جائکہ واسطہ فی العروض او رفی الثبوت پس حسب مزعوم اور انبیا میں نہ کوئی کمال
ذاتی ہے نہ عرضی حالانکہ کمالات حضرات دیگر انبیا علیہ السلام کمالات مستقل بالذات
ہیں اور تفاوت مراتب بالتشخص فی خاص اور چیز ہے بموجب قول حق سبحانہ و تبارک۔
تلک الرسل فضلنا بعضھم علی بعض الآیۃ ای فضلنا بعضھم علی بعض بخصائص ھی وراء اصل الرسالۃ ۱۲
من خلاصۃ التفاسیر ۱۲ بان خصصناہ بمنقبۃ لیست لغیرہ منھم ۱۲ بیضاوی۔ بالخصائص ھی وراء
الرسالۃ لا ستوائھم فیھا کالمؤمنین یستوون فی صفۃ الایمان و یتفاوتون فی الطاعات ۱۲ مدارک
مگر ہاں یہ امر بالضرور ہے کہ بعد لوحہ کمال وحی کے بالاستقلال جو کچھ نصیبہ اور حصہ نفس وجود
میں یا حصول صفات زایدہ میں مثل نبوت وغیرہ نسبت انبیاء اور ولایت اور قرنیہ نسبت
اولیاء اللہ اور ملائکہ مقربین و کروبیین سکان خطایر قدس بموجب لولاک لما اظہرت الربوبیۃ
وہ سب پرتوہ ذات سرد فتر افراد وجود ہی ہے اسمیں کچھ شک نہیں پس واسطہ اس مطلب
کے ایراد مثال واسطہ فی العروض مصطلح میں انبیں جو موروث وحشت اہل اسلام ہے علی الاطلاق
مثال آئینہ وغیرہ بیجا ہے بقول شاعر ؎ اے ذات تو سر دفتر افراد وجود ہم ہر بود و نبود
را زبودی تو نمود ہا صحیح ہے والا پھر وہی خرابی لازم آتی ہیں کہ ذات دیگر انبیا علیہ السلام

فاقد اللیاقۃ معدوم اللیاقۃ کیا بلکہ ممتنع اللیاقۃ عن الاوصاف الفاضلہ ہوی جاتی
ہین کمال والی تو درکنار کمال عرضی سے بھی محروم ہوئی جاتی ہے اور پھر دیکھنا ہوتا تھا
کے جو کہ مکتب ہے لفظ تشبیہ سے جو واقع فی قصہ ذبح بقرہ فیہ بنی کتبکم اشرنا ذکورہین یہ از قبیل ولوج
الجمل فی سم الخیاط ہے امر تشبیہی امور وصفیہ مین سے ہے جو قابیم بذوات ہوتے ہین
نہ امور ذاتیہ مین سے جسکی یہ شان نہین محض آلہ ہے قیاس مرتجل بھی تو نہین بن سکتا
گو علاقہ تشبیہ ہو مگر لیاقت تشبیہ تو رکھتا ہو بخلاف امر آلی کی کہ اس قبیل ہی سے نہین
پھر اس تشبیہ پر سوائی فائدہ بی فائدگی کے اور کوئی ثمرہ مرتب نہین اور اس توزانشان
سے عقل سمجھ آئینہ ارشش جہت حیران ہوتی ہے فقط واللہ اعلم آن اسقدر امر مسلم
خاص و عام الکلام ہی کہ آپکی رسالت اور بعثت کی عموم مین بہ نسبت تمامی انبیاء و مرسلین
بھی کچھ شک نہین بطور امر کلی ہر ایک کیطرف انبیاء اور غیر انبیاء آپ مرسل ہین چنانچہ
سلف نے اسکا اقرار اپنی تصانیف و تالیف مین کیا ہے مگر بانیہہ فیض رسالت و
نبوت مستقل اونکی کے قابل ہوی اور مضمون واسطہ فی العروض کے نسبت اس باب
مین کوئی قابل نہین ہوا پس واضح ہو کہ یہی مطلب عموم رسالت و عموم بعثت کا اور
نبوت مطلقہ کا موافق منطوق واجب الوثوق کریمہ وما ارسلناک الا کافۃ للناس
الایۃ ہی یہ ہی عین مطلب نصوص قرآن و اخبار متواترہ و مشاہیر ہی اور اس ہی پر
اجماع و اتفاق سب کا ہی اور مین کہتا ہون کہ بلکہ اگر یہ مثال فیض تعشانی نور
افشانی ایشہ اور فیض نا وزانی اور روشندانی وغیرہ لطور تقطیعات رہوب وغیرہ
جو کچھ تعبیر کیا جاوی اور یہ بادی غیر حقیقی کے جو سادہ ہی منصب نبوت سی مانند علماء ربانی
ائمہ اور اولیاء صدیقین و صالحین و شہداء و حفاظ و عرفاء جنسی فیض ظاہری و باطنی
روحانی وہبی و کسبی و البتہ ہی منطبق کیا جاوی تو زیبا ہے کیونکہ یہ اشخاص بمنزلہ امور
آلیہ مانند ملائکہ جارحہ تدابیر تقادیر الہیہ کر تعبیر کیی جاسکتی ہین نہ انبیاء و مرسلین جو نفس

منصب نبوت میں شریک ہیں اور للہ واولویہ افراد اور چیز ہے اور مغایرت افراد اور چیز ہے حالانکہ طفیلی اوس ذات مقدس خاتم النبیین سید المرسلین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کے علی قدر المراتب ہر یک جزئی خاص سب ہی ہیں کچھ انحصار جن وانس ملک پر نہیں تمام مخلوقات عالم شہود و موالید ثلثہ کیا اور عالم غیب جنت وحور وقصور وعالم برزخ مستفید ہیں اسلیئے کہ صورت وجود خود ہر یک نے بطفیل آنحضرت صلعم ہی پائی ہے ھذا والسر اعلم وعلمہ اتم واحکم الحذر الحذر **فقط اس شصت ویکم** دہوکا نہوگا کہ خاتم اضافی ہے بے مضاف الیہ کی متحقق نہیں ہوسکتا سو جسقدر مضاف الیہ ہونگی اوسقدر افزایش ہوگی مانند بادشاہت کے کہ ایک امر اضافی ہے محکومون اور رعیت کی افزایش اوسکی افزایش اور عظمت اور ترقی موقوف ہے ہان کوئی نادان آج کل کے بوتن کو دیکھکر دہوکا کہاوی اور کہی کہ جیسی آج کل کے نواب بے ملک ہیں ایسے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاتمیتہ اور انبیاء کی محتاج نہیں اوسکی ترقی اور افزایش کے لئے کثرت انبیاء ضرور نہیں فقط اسواسطہ کہ لفظ خاتم وارد کلام اللہ شریف مضاف ہے طرف لفظ النبیین کے سو یہہ امر مسلم ہے کہ جسقدر مضاف الیہ انبیاء ہونگے اوسیقدر افزایش عظمت متصور ہے سو اس امر کے انکار کے ساتھہ کوئی بھی اوزان نہیں ہوا برابر ہے کہ مضاف الیہ طبقہ ماضیا میں ہون یا طبقات سابقہ میں یا سب طبقات میں ہون نہ یہ لفظ خاتم مذکور مضاف ہے طرف لفظ الخاتمین کی یا الخواتم کی جو ضرورۃ داعی ہو طرف ایجاد خواتم کے واسطے ترقی عظمت کے جو موقوف ہے اوپر افزایش مذکور کے جسکی خود کلام شہید میں صراحۃ ہے اس فقرہ میں کہ خاتمیت اور انبیاء کی محتاج نہیں یعنی لفظ انبیاء کی خود صراحۃ ہے اوس فقرہ میں نہ لفظ خاتمین یا خواتم کے اور ظاہر ہے کہ ترقی اور افزایش ہے درصورت ہونی انبیاء کی مضاف الیہ واسطے حصول اصل مقصود کے جو ضرور ہے یعنی کثرت بخلاف ہونی خواتم کی مضاف الیہ کیونکہ اوسمیں قلت ظاہری جو

مخالف ہے مقصود مذکور کو جو کثرت ہے بلکہ ہمنی قسطاس ہی ششم مین سابقاً تا کثرت
افراد امتہ کو بھی جو مسلجئن ہے بصیغہ مفعول عوام امتہ مین سے مین اس عظمت اور شان
نبوی مین دخیل کیا ہو جیسا اس حدیث شریف کی تناکحوا تو الدوا تکاثروا فانی اباہی
بکم الامم مگر خاتمیۃ مطلقہ جو ایک معنی بسیط ہین اور مصداق اوسکا ذات خاتم النبیین صلعم
صلعم کردہ موصوف اور معروض ہے اوسکو اس تکثر اور تفعل سے کچھ علاقہ نہین لہذا ایک
فرد واحد اوسکا ذات مجمی صلعم مصداق اور موصوف اور معروض ہے یہہ مطلب بھی وہان
مذکور کیا پس ثابت ہوی معنی خاتم الانبیاء کی نہ معنی خاتم الخاتمین کے پس چاہی ضرور ہی کہ کثرت
مضاف الیہ جو ایک امر مطلوب ہے وہ بر تقدیر خاتم الخاتمین کے متصور ہی یا بر تقدیر خاتم النبیین
کے کیونکہ خاتم تو خواتم ستہ ہی ہین اور انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام تو ہزارہا ہین کہ جنکی کثرت
وجود مین کچھ شبہہ ہی نہین اور نہ کچھ تردد اور باعتبار کثرت کیفی اور کمی کے کچھ موازنہ
کرکے ایک طرز کے طفل تسلی کیجاوی تو وہ موقوف ہے اوپر ثبوت شرعی کے سو وہ
وہان پس حکمت ایجادی اپنی طرف سے برخلاف رضا شارع بغیر وجود کسی منشاء
شرعی کے داخل ہے تحت وعید حدیث شریف لا تطروني اطرا کما اطرت النصاری عیسی
بن مریم اس سے کچھ کم نہین قریب قریب ہے یعنی آنحضرت صلعم کو اپنی مدح وہان تک
خوش آویگی جو خلاف شرع ہوگی حالانکہ یہ امر تو در اصل داخل مدح نہین جیسا کہ ظاہر
ہو چکا اگرچہ بزعم مدعین ہے اس ہی لحاظ سے ہم حدیث لا تطروني اطرا الخ لائی
اور بظاہر ایراد مثال ہین اگر لفظ شہنشاہ بجائے لفظ بادشاہ مندرج تقریر شبہہ و اشتباہ
ہو تو زیادہ تر چسپان ہوگر اس سے چندان مطلب ہمارا متعلق نہین پس اب یہ شبہہ بھی
اس تقریر سے برطرف ہو گیا کہ تعجب آتا ہی آج کل کے مسلمانون سے کہ کس تشدد سے
خاتمون سے اور خود زمینون سے انکار کرلے ہین اور ماننے والون کی تکفیر کرتے ہین
مکتون نے ناک والونکو ناکو کہا ہط جانا چاہئی کہ قضیہ برعکس ہے یعنی اثبات خواتم ستہ

مین کسقدر تشدد کرتے ہین حالانکہ اہل تحقیق کسی کی تکفیر نہین کرتے جسبات کہ قابل تکفیر نہو اور نہ کارزمینون کا کرتے ہین البتہ اختلاف ہی اتصال طبقات مین سنو اوسکا نام انکار نہین یہہ اختلاف متوارث ہے سالفا عن سالف اگرچہ ترجیح ہے خلو بین الطبقات کو سو یہہ تکثیر اوسپر موقوف نہین چنانچہ بعض قسطاس مین مذکور ہوچکا اور نہ وہی کسی کی آنکھہ ناک کیطرف لحاظ کرتے ہین اور نہ اونکا کام اتہام ہے نسبت کسیکی مگر بموجب کریمہ وذکر فان الذکری تنفع المومنین بطور موعظۃ حسنہ بلیغہ واشتکاف اظہار کرکے موافق کریمہ وجادلہم بالتی ہی احسن اور نیز فاصدع بما تومر حسبتہ للہ برئی المعہدہ ہوتی ہین فقط واللہ اعلم وعلمہ اتم واسلم الحذر الحذر قسطاس شصت و دوم

اگر یہ شبہہ کیا جاوی کہ سلسلہ نبوت متسلسل بدو سلسلہ ہے سلسلہ مکانی اور سلسلہ زمانی منجملہ مقتضای سلسلہ مکانی فوق و تحت ہے اور مقتضای سلسلہ زمانی سبقت اور لحوق ہے جو عبارت ہی ماضی اور مستقبل سے تو بدایۃ سلسلہ نبوت بدین اعتبار جانب تحت سے ہے یعنی طبقہ ارض سفلی سے اور نہایت اوسکی جانب فوق ہے یعنی طبقہ ارض علیا تک تا کہ یہہ امر صادق آوی کہ یہ سلسلہ اوپر رسول اللہ خاتم حقیقی کے ختم ہووی جیسے کہ یہان کی نبوت کا سلسلہ یعنی طبقہ علیا کی نبوت کا جو سلسلہ زمانی ہے خاتم حقیقی ہی کی اوپر ختم ہوا اور غایت اس تقریر کی یہ ہو کہ ہر دو سلسلہ زمانی اور سلسلہ مکانی ایک نقطہ موصل پر جو عبارت ہے زاویہ سے واصل ہوکر موجب تشکل مثلثی ہون تا حصول شرف نبوت کون و مکان اور زمان و زمان حاصل ہو فقط پس جاننا چاہیے کہ یہ شبہہ بدینطور ہر طرف ہے کہ ہرگاہ ہر دو سلسلہ مذکور کا ختم ہر طرح پر اوپر رسول اللہ یعنی خاتم حقیقی کے ہو تو یہہ واسطہ وجود خاتم ستہ کی گنجایش نرہی کہ ظاہر ہے یہان کے سلسلہ کے بھی یعنی طبقہ علیا کے جو جانب ماضی سے جانب مستقبل ہے اور وہان کے سلسلہ کے بھی جو تحت سے جانب فوق ہے رسول اللہ خاتم حقیقی ہی ہر گونہ

خاتم رہی یعنی خاتم مکانی و ہم خاتم زمانی تو واسطی اور کی گنجایش کہاں اور منہدا
ترکیب مثلث مذکور ایسی دو امر سے ہوئی یعنی زمان اور مکان سے کہ دونوں
نسبت عموم خصوص مطلق ہے اور وجود زمان بغیر وجود مکان ممکن بخلاف العکس پس
بموجب شبہہ مذکور سلسلہ مکانی جو عبارت ہے امر تحتانی فوقانی سے معلوم ہوا کہ بغیر زمان
موجود ہوا اور سلسلہ زمانی جو عبارت ہے ماضی و مستقبل سے وہ بغیر مکان پایا گیا
ورنہ وجود سافین مذکورین مستقل نہیں ہو سکتا کہ جسکو جدا گانہ مقابل فرض کیا گیا
اور خلاف مفروض باطل ہے والا یہ کہنا چاہئے کہ مثلث مذکور ایسا مثلث ہے
کہ جسکی تین ساق ہیں ہر دو سلسلہ مذکورین یعنی سلسلہ تحتانی فوقانی میں جو مراد ہے
مکان سے اور نیز سلسلہ ماضی اور مستقبل میں جو مراد ہے زمان سے یعنی ایک مثلث
کامل مستلزم دو ساق در سلسلہ مکانی اور ایک ساق در سلسلہ زمانی بدلیل نسبت
مذکورہ یعنی عموم خصوص مطلق فیما بین زمان و مکان بدین شکل

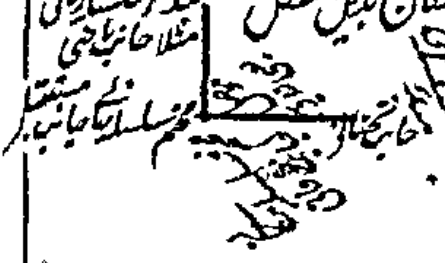

اور منہدا شرف خاتمیت میں سلسلہ مکانی کو استقلالاً
دخل نہیں اگرچہ تبعاً مزید مفید ہی بخلاف سلسلہ
زمانی کے وہ اس باب میں مستقل ہے لہذا
لقب نبی آخر الزمان ہوا کہ جسکی طرف اشارہ ہے بیت شریف نحن الاخرون السابقون
میں خصوص حدیث استجارہ جو مستقل ہے اور یہ سلسلہ ترتیب زمانی کے تبدیل نماز
ظہر و عصر و غروب اور امثال اسکی جو کلام نبوی صلعم میں اس باب میں شائع ذائع
ہے از قبیل اخبار بکون فی آخر الزمان اور حدیث لعثت انا والساعۃ کہاتین
واشار بالسبابہ والوسطی اسمین بھی اشارہ ہے طرف زمان کے بلکہ قریب الصراحۃ
اگر یوں کہیں تو صراحۃ ہی ہے اور نہ ملقب ہوئی بہ لقب نبی آخر الزمان اور منظر غایر یہ
امر ہے کہ زمان محتمل اور آخذ شرف نبوت آنحضرت صلعم زائد تر ہے بہ نسبت مکان

کے اور وجود باجود سرور فخر آفرید وجود سے زمان و مکان کو کیا بلکہ کون و مکان کو
شرف حاصل ہوا اور کریمہ مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد میں بشارت زمانی
ہے نہ مکانی یعنی آوی بعد زمان میری کی نہ یہ کہ بعد مکان میری کے اور جبکہ شروع
سلسلہ ساق مکانی میں لحاظ فوق و تحت بدین روش ہوا کہ شروع جانب تحت سے
ہوا اور منتہی تحت کی شکل کہ بین بسبب خطوط متساوی المسافۃ مخرجہ از مرکز تا منتہی یہ
ہر جانب متصور ہے یعنی ہر ہر نقطہ منتہی خط میں استعداد اور لیاقت تحت ہونے کی اور فوق
ہونے کی رکھتا ہے بسبب اسکی کہ مماس مابہ التحت والفوق ہر ہر نقطہ ہے اور علی التعاکس
ساق زمانی سے ساق مکانی کو نسبت عموم خصوص مطلق کے سوا چارہ نہیں پس سوای
ساق واحد کے دوسری ساق متصور نہیں ہو سکتی اور استحالہ تداخل ساقین علاوہ
برین ہے۔ ہر گاہ کہ سلسلہ نبوت کا وقوع فوق اور تحت ہوا باعتبار فرق مراتب مکانی
کے اور ایک سلسلہ نبوت کا وقوع ماضی اور مستقبل میں ہوا باعتبار فرق مراتب زمانی کے
اور زمانہ عبارت ہوا حرکت ارادہ خداوندی سے اور اوس حرکت کے لئے کوئی مقصود
اور غایۃ بھی خواہ مخواہ ضرور ہونی چاہیئے کہ وہ حرکت وہاں منتہی ہوا اور وہ مراد ہوئی
نقطہ ذات محمدی سے صلعم جو کہ موصل طرفین ساق زمانی اور مکانی کا بمنزلہ زاویہ کے
اور قاعدہ اس مثلث کا بظاہر نہیں معلوم ہوتا بجز شرافت کے سو خیر اس سے تو کچھ بحث
نہیں ہے کہ امر مسلم ہے پس ساق زمانی تو امر متحرک ہے پہونچنا اوسکا موصل تک
یعنی اوس زاویہ تک جو نقطہ حقیقت محمدی ہے صلعم ممکن ہے کہ ظاہر ہے بخلاف ساق
مکانی کے کہ وہ ساکن ہے اور اگر یہ کہا جاوی کہ تحرک ضرور نہیں وضع ترتیب نقطات
امکنہ مندرجہ سلسلہ مکانی کے اس ہیئت کذائی پر بطور امر ابتدائی کے سری ہی سے
بدین طرز واقع ہوئی کہ موصل تک پہونچی تو رفع اسکا یہ ہے کہ اگر سلسلہ ترتیبی امر تدریجی
ہے تو خواہ مخواہ حرکت پذیر ہے لوازم بیگانہ واسطی اوسکی ثابت ہوتے ہیں یعنی مکان

ہو کر مکان سے او مکی سکون سے متحرک ہوا جاتا ہے اور اگر امر آنی ہے اور
دفعی تو پھر تو صریح خلاف ہے لفظ شروع کو یعنی سلسلہ نیچی کی جانب سے شروع ہوا
اور آخر تک جو کہ لفظ ذات محمدی ہے صلعم اوسپر ختم ہوا اور پھر تمامہ خواتم جامع خاتم
حقیقی ہونی چاہئیں حالانکہ اضافی کا متقدم ہونا حقیقی سے ضرور ہے پس صاف
ہوا کہ متحرک ہی اور حرکت لوازم زمان سے ہے تو استحالہ لزوم سکون اصلی
مالیس بالسکون اصلا لازم آیا اور ظاہر ہے کہ جو مابالسکون ہے مابالحرکۃ نہیں
اور مابالحرکۃ ہے مابالسکون نہیں پس ایسی بات اختیار نکالنی چاہئے کہ جس سے تبدیل
مابہیات متباینہ لازم آوے اور خواہ مخواہ یہ ضرورۃ پڑی کہ بسبب حصول مقصود
اصلی و اعظم نقطہ ذات محمدی صلعم کے وہ حرکت مبدل بسکون ہوئی پس معلوم ہوا
کہ اصل اعتبار اس باب میں شرف زمان ہی ہے اگرچہ شرف مکان بھی اوسکو
ہوتا ہے پس یہ مثلث ایک ہی ساق پر یعنی ساق زمانی پر قایم رہ گیا پس مثال
مثلث سر محل نہیں ہے فلہذا ذات محمدی صلعم عاقب بلقب نبی آخر الزمان ہوئی صلعم
نہ بلقب آخر المکان بلکہ یہ عذر بیجا ہے کہ وہ حرکت مبدل بسکون ہوئی اور بتقریر
شبہہ مذکور سے متبادر کیا بلکہ متعین فہم یہ وہ ایک ہی حرکت مفہوم ہوتی ہے جہات
متعددہ اور غایات متکثرہ نہیں مفہوم ہوتی اور بالفرض اگر مبادی اور جہات اور
غایات متعددہ ہوں سوا ی جہت سلسلہ زمانی نبوت کے واسطہ اور امور متحدہ
زمانی کے تو اوس سے عذر کرنا ساتھ ایسی استحالہ کے کہ وہ حرکت مبدل بسکون
ہوئی نہایت بے محل ہے اور سخت محال سرگاہ کہ وہ حرکت جو ایک ہی نبی ساکن ہو گئی
تو انقراض زمان لازم آیا اور حالانکہ جریان زمان سے ہے اور اگر عذر بھی کیا جاوے
تو بہ نظر کیا جاوے مضایقہ نہیں کہ آخر زمان سے آخر شہ حقیقی مراد نہیں کہ بعد اسکی
کوئی خبر زمان باقی نہ رہے اور مفہوم اگر معنی اس عبارت کے کہ زمانہ ایک حرکت ارادہ

خداوندی ہی یہ ہین کہ زمانہ ایک امر متحرک ہے اور پیدا ہے بارادہ خداوندی
تو بیہا واسطہ اگر اطلاق حرکت اور بارادہ خداوندی مراد ہے یعنی ارادہ خداوندی
کی شان سے حرکت اور سکون ہے تو ایسی ارادہ کی طرف تو قصد اور حرکت نہی چاہیے
نہایت ہی زبون ہے ایسی حرکت خیال سے سکون ہی بہتر ہے مگر ظاہر ہے
کہ مراد معنی سابق ہی ہونگی ایسا ہی کیا اندیشہ ہے کہ ایسے معنی مراد ہون آخر
خاصلہ نہ شبہہ ہین نہ عوام کے خالیا یہ عبارت محمول غلطی کاتب یا سبقت قلمی ہے
یا سہو ہے جو ان عجمہ ہے اور یہ نقیر اوپر ہر دو معنی مکان کے درست اور بہت ہی
معنی متعارف جو خارج مین نظر عوام مین ہین اور نیز معنی مصطلح اہل علم متکلمین رحمہم اللہ
اور حکما یعنی سطح باطن اور بمعنی بعد مجرد کیونکہ مکان بہر دو معنی فی نفسہ متحرک ہین بخلاف
زمان کے کہ وہ متحرک نہیں ہے معہذا واللہ اعلم وعلمہ احکم وارزن واحکم واتم المجد والفخار

قسطاس ششصت و سوم اگر یہ شبہہ وارد ہو کہ کمال نبوت کوئی امر بسیط نہین
بدلیل اس حدیث شریف کی الرویا جزء من ستۃ واربعین جزءا من النبوۃ اور تمثیل دینا
ساتھہ اجمال کے جو امور کثیرہ پر موقوف ہے مثل حصول اجمال بسبب ہیئۃ اجتماعی اعضای
ضروریہ علی ہذا القیاس حصول کمال نبوت بھی ایسا ہی ہے کہ بسبب اجتماع تمام کمالات
کے ہوتا ہے تو بین شبہہ بہ منظور بر کران ہے کہ تجزی نبوت باعتبار زمان نبوت
ہے مجازا نہ حقیقۃ کیونکہ زمان نبوت بروی روایات معتبرہ تیئیس ۲۳ سال ہی باعتبار
زمان حیات شریف اور زمان رویا صالحہ جو کہ بردار نبوت اور مبادی نبوت تھا
وہ چھہ ماہ رہا جیسا کہ اس پارہ حدیث شریف تم جابر الحق مثل فلق الصبح مین کہ زمانہ
اولیں سے وحی ہے دلالۃ صریح ہے اور چھہ ماہ کو نسبت ساتھہ تیئیس سال کے
بنسبت حصہ چھیالیسویں کے ہے جیسا کہ یہ تحقیق محدثین رحمہم اللہ ہے حضرت اسحاق
شہر کہ آفاق حضرت مولا محمد اسحاق قدس سرہ سی سنی پس واصل تجزی کمال

نبوت نہین بلکہ تجزی زمان نبوت ہے جو ظرف ہے کمال نبوت کا اوس سے
بسالمتہ اصلی کو کچھہ آسیب نہین جیسا کہ منفذ تکوین غدیم کو اپنی متعلقات تکوینہ سے
سے کچھہ تکوہ نہین نا ندتا پش آفتاب کہ علل ریات اور مفاز وات سے کچھہ متاثر نہین
علی ہذا القیاس صفتہ کلام قدیم کو جو کلام نفسی ہے کسوت الفاظ معجزات سے جو کلام
لفظی ہے کچھہ آلودگی نہین اگر تجزی کلام اسکی سیپارہ کر تعبیر کیجاتی ہے تو باعتبار ان
امور مستحدثہ کے ہے مجازا پس درحقیقت جو کچھہ کہ آلودگی اور شکستگی ہے نفسیہ اور حصہ
متعلقات کا ہے اور یہہ تجزی نبوت سے بفرض محال وہ مطلب اصلی جو منشا ہی
ایجاد خواتم ستہ مفروضہ کا پھر بھی تو دستیاب نہین ہوسکتا اسلئے کہ خاتمیتہ مطلقہ کی
تو تجزی نہین ثابت ہوئی اس حدیث شریف سے بھی بدلیل اسکی کہ اوسمین خاتمیتہ
کا کچھہ تذکرہ بھی نہین اور حالانکہ خاتم اور کوئی ہے ہی نہین سوای ذات فرد واحد کے
صلعم جیسا کہ قسطاسون سابقہ مین مشرح مدلل ہو چکا اور یہہ مفسر از قبیل مفسر حدیث
شریف الایمان بضع وسبعون شعبتہ افضلہا قول لا الہ الا اللہ الشر واد نا ہا اماطتہ الاذی
عن الطریق ہے اور امثال اسکی حدیث الحیا شعبتہ من الایمان وقولہ تعالی انکم زادتہ
ہذہ ایمانا اور حدیث فقد استکمل الایمان جو کہ مروی ہین کتاب الایمان صحیح بخاری شریف
وغیرہ مین ایسا کچھہ آج مسایغا نہین جو کچھہ تحقیق ہے محدثین اور فقہا اور متکلمین پر مخفی نہین
یعنی نفس ایمان امر بسیط ہے یہہ سب امور مجازی ہین جو پیرایہ اجزا اعمال اور اقوال
مین تجزی پذیر ہین باعتبار متعلقات کے علی ہذا القیاس حدیث شریف لا ایمان من لا
امانتہ لہ اور لا ایمان لمن لا عہد لہ ظاہر ہے کہ عہد اور امانتہ عین ایمان نہین بلکہ اسکی
سلب سی سلب کمال ایمان ہے جو مراد ہے رونق سے جیسا کہ وارد ہے درباره
کمال ایمان حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضہ کے کہ اس سے سب ہی اہل علم واقف ہین
اور نیز الایمان والاسلام واحد بدلیل قولہ تعالی فما وجدنا فیہا غیر بیت من المسلمین

یعنی المومنین باعتبار مصداق کے بعض مواد میں باعتبار مفہوم کے کہ ظاہر ہے کہ مفہوم
اسلام اور ہے اور مفہوم ایمان اور ہے غرضکہ یہ سب امور مذکورہ مجازی ہیں اعتقاد
کافی ہے تطویل ضرور نہیں ایسے امور سے کاربراری نہیں ہو سکتی ہاں مگر یہ امر
مسلم ہے کہ ہیئۃ اجتماعی اعمال صالحہ سے رونق اور بہار متصور ہے اور ظاہر ہے
کہ سوابق اور لواحق شے اور مبادی اور مقاطع اجزاء شی مرکب بھی نہیں ہیں جبکہ
جاکہ اجزاء شی بسیط نہوں کیونکہ ظاہر البطلان ہے پس معلوم ہوا کہ ایمان امر بسیط ہی
والا درصورت ایتان صرف قول لا الہ الا اللہ بصدق واذعان کہ جس سے ایمان
منعقد ہوا کرتا ہے کہ جزء افضل ہے اور شعبہ اعلی بموجب حدیث شریف مذکور کے
بدون ایتان دیگر امور مذکورہ منصوصہ کے معتبر ہونا قابل نجات ہونا حالانکہ من
قال لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ مروی صحیح ہے مانند رسن بافتہ مستحلیر اجزاء کثیرہ کے
بدون ہیئۃ تالیفی اور ترکیبی کے درباہ حصول مطلب قید اسپ وبیل وغیرہ ہرگز نہ
موثر نہو بسیلہ کسی جزء کی اجزاء مذکورہ سے کیونکہ من حیث الانفراد اور حکم رکھتا
ہے اور من حیث الاجتماع اور حکم رکھتا ہے مثلاً درباہ اصحاب بدر رضوان اللہ تعالی
علیہم اجمعین یا عشرہ مبشرہ رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین یہ عقیدہ قرار پایا ہے
کہ اطلاق حکم جو اونکی حق میں من حیث المجموع ہو مثلاً لعل اللہ اطلع علی اہل بدر غیرہ
جو روایات وارد صحاح ہیں علی ہذا القیاس حق عشرہ مبشرہ میں اوسکو اوس ہیئۃ
پر ملحوظ رکھنا چاہیئے نہ من حیث الانفراد جو کہنا چاہیئے ایسا سنا اور پڑھا ہے اسنادہ
سے رضی اللہ عنہم اجمعین اور حالانکہ ایمان مذکور معتبر ہے اور قابل نجات ہے پس معلوم
ہوا کہ امر بسیط ہے مگر مقتضی ہے رونق اور بہار کو جو موقوف ہے اوپر تکمل شعبہ ہائی
ایمان کے جو کہ مقصود ہیں داخل ہیں مقاصد میں بطور امور مقصودہ بالوجاہت کی نہ اصل
قوام ایمان میں بخلاف رویا رسالہ کے نسبت کمال نبوت کے کہ از قبیل مقدمات اور

تمہادی ہے کہ جزئیۃ شے سے بمراحل دور ہے اور اگر کہا جاوی کہ ایمان تو اجزاء
ہے اور قول لا الہ الا اللہ جزء اشرف نمبر ۱ کل ہے حکماً مانند سر کی بہ نسبت دیگر اعضاء
کے چنانچہ اطلاق متعارف ہے کہ یہ ماس گا و اور مراد ہوتا ہے نر گاو نہ سر گاو اس
ہی سبب سے یہ مسئلہ جزئیۃ فقہیہ ہے کہ اگر سر جانور قطع کیا جاوی تو حکم بقصویر سے
خارج ہو جاوے اسواسطے کہ بدون سر کے حیات جاندار ناممکن ہے ملی ہذا القیاس
جس عضو کی قطع سے مثلاً کل شکم اثر حیات باقی نہ رہے تو وہ غالباً بحکم کل ہے وسط پس
جواب اسکا یہ ہے کہ ایمان جو کہ مراد ہے اذعان سے وہ امر اعتقادی معنی بسیط ہے
اگرچہ مؤمن بہ ذو اجزاء ہوں کچھ ضرر نہیں اور قول لسانی جو کہ بیان تعبیر ما فی الضمیر ہے
وہ اوسکا مرکب ہے خارج میں واسطے اظہار اور احساس اوسکی کے باعتبار امور محسوسہ
خارجیہ کے خارج میں بنا بر مزید تشیید کے اور واسطے ازالہ شبہہ مخفی کے اور راس گاو
و تصویر و غیرہ امور مذکورہ امور محسوسہ ہیں خارج میں قیاس مع الفارق کے قبیل
سے ہے اور یوں بطور قیاس شبہی کے جو عبارت ہے بقول کو محسوس کر دکھانا امر آخر
ہے امر تمثیلی حقایق امور کی نسبت کچھ آسیب رساں سر گرداں نہیں ہو سکتی ظاہر ہے
اور مسلم ہے۔ الحذر الحذر **وسطاس بمصلحت وجہارم** اور معہذا بیشتر تصریح
ہو چکی ہے کہ متعلقات کے آثار و احکام جو بطور قوالب اور پیرایجات نسبت الی البسیط
کے ہیں سر گرد آسیب رساں نہیں اور بالفرض اگر اس قسم کا گاہی ماہی لحاظ بھی ہوتا ہی
تو امر اعتباری ہوتا ہے کہ محل حقیقت میں نہی جہاں حقیقت مطلوب ہوتی ہے محض بیکار
اور مضحل ہوتا ہے جیسا کہ ما نحن فیہ ہے وسط اور لفظ کمال نبوت مندرجہ عبارت شبہہ
دو حال سے خالی نہیں یا از قبیل اضافت بیانیہ ہے کہ جسکا مآل یہ ہے کہ نفس نبوت
او عین نبوت جو منجملہ کمالات ہے یا از قبیل اضافت صفت جانب موصوف ہے کہ جسکی
تقدیر نبوت کاملہ ہے پھر بہر صورت یا صفت موضحہ کاشفہ کے قبیل سے ہے۔ انتہا

سو بظاہر عقل اخیر مخدوش ہے کیونکہ کوئی نبوت ناقص نہیں بقدر اندازہ نبوت سے جس میں
پر حکیم قادر علی الاطلاق نے اندازہ کیا ہے الا باعتبار تفاوت مراتب بموجب قولہ تعالیٰ
تلک الرسل فضلنا بعضہم علی بعض یہ بسبب کمالات منضمہ کے ہے جو اصل قوام نفس نبوت
نبوت میں داخل نہیں یہ امر آخر ہے یہ از قبیل سوابق لحم اور لواحق لحم ہے پس بہر
حال شق اول یعنی صفحہ موضحہ مراد ہے محصول الکلام یعنی ہر نبوت فی نفسہ کامل ہی ہوتی
ہے نہ ناقص جو منجملہ کمالات سے ہے نہ از زمرہ نقصانات تال ہر دو معنی واحد ہی پس
حاصل مطلب یہ ہوا کہ نبوت جو ایک کمال ہے وہ ایک امر بسیط ہے تجزی بالذہن نہیں
فی نفسہ یعنی اصل سنخ قوام ماہیت میں گو باعتبار کسی امر خارجی کے جو کہ دخیل ہیں مقاصد
میں بطور امور مقصودہ بالوجاہت واسطہ از دیاد رونق اور بہار اور ترقی اور نمائش
کے تجزی بتجویز کر کے خوشدلی بطور طفل تسلی حاصل کیجاوے مگر رؤیا صالحہ تو اس
مطلب سے بمراحل منازل دور ہیں کیونکہ از قبیل مبادی ہیں اور نکا تو دخل ہی
نہیں اس قسم کی تجزی مذکور میں پس تجزی رؤیا صالحہ سے تجزی نبوت ہرگز لازم نہیں
آتی اور حالانکہ تجزی رؤیا صالحہ ہی دراصل نہیں بلکہ تجزی زمان رؤیا صالحہ ہی
اور تجزی خاتمیت تو کہاں جو جو تیسرے درجہ میں ہے کیونکہ اول درجہ تجزی زمان
دوم تجزی رؤیا صالحہ سوم تجزی نبوت چہارم تجزی خاتمیت اور قطع نظر اس
سے غرض تجزی نبوت سے تعدد اور تکثر انبیاء رہتا اور تعدد انبیاء سے تعدد خواتم جو
مطلب اہل اشتباہ ہے سو بالفرض بفرض محال بصورت تسلیم تجزی نبوت تجزی
خاتمیت جو حسب مزعوم اونکی مستلزم اور مستوجب ہے تعدد خاتمیت اور تکثر خواتم
کو بنظر اسکی کہ آخر ذکر نبوت خاتمیت کا ہے تب بھی اسکا حصول محال ہے بموجب ان
دلایل کو سابق اور جلایل کے جو از ابتدا زمانہ انتہا زمانہ کو ہو چکی اور ہوتی رہی اور ہوتی رہیں
اور کوئی ذرہ عقلی بھی نہیں کہ انبیاء کثیر ہوں تو خاتم ہے کثیر ہوں کما ہو ظاہر فافہم ما اعلمنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم

قسطاس مستقیم

قسطاس مستقیم و تجہم جاناچاہئے کہ ہرگاہ یہ امر ثابت ہو چکا کہ در صورت اثبات خاتمیہ اضافیہ استحالہ شرکت فی النبوت الحقیقیہ یا قسمت ابتدائی فی النبوت موجب مسلم شرکت مذکور ہے فی الجملہ لازم آتا ہے کیونکہ یہ خاتمیہ جو اتم نوع اعتباری عدمی امر ہے اسواسطے کہ فرد حقیقی خاتم ایک ہی ہے اور فرد حقیقی کا ایک ہی ہونا مسلم النبوت ہے بخلاف نبوت کے کہ افراد انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا وجود امر تحقیقی ہے اور افراد کثیرہ متحقق الوجود اور انکی مسلم ہیں اور حالانکہ خاتمیہ امور لاحقہ میں سے ہے مگر وہ میں شرکت اضافی ہے بھی کہ وہ بھی بہ نسبت ذات خاتمیہ حقیقیہ کے غیر ثابتہ الاصل امر نا مشروع ہے جو بالفرض اگر ثابت ہے مگر لزوم شرکت نبوت آنحضرت صلعم کو جو امر مسلم الامتناع ہے وہ میں افراد حوالہ ہست متحقق الوجود بالوجود العینی الخارجی اوسکا کیا علاج کیا جاوے جو خلاف عقیدہ اسلام ہے پس وہ اعتبار اور اضافت جو محل ہو حقیقت نبوۃ مسلمہ یا شرکت کو تجویز اوسکی بلفظ بالفرض جو بھی تقدیر ہے یا بمعنی تجویز عقلی ہے بے اعتبار محض ہے اور اگر صرف بمعنی فرض محال ہے تو ارباب عقائد جو کہ ہر طرح امور متحققہ سے ایسی فرض سے اجتناب فرض ہے ایسی محل میں کار برآری نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ بیان نظر صحیح میں لایق یا فسر دگی ہرگز نہیں اسلئے کہ بعد ثبوت نبوۃ حضرت نبی آخر الزمان صلعم کہ جسکا یہ وصف خاص ہے جو ہم معنی خاتم النبیین ہے اور رسولوں کا وصف مذکور در قرآن و حدیث میں لاحق وصف نبوۃ حقیقی ہے بطور حقیقت کے نہ بطور اضافت کی اور وہ زمان نبوت مذکورہ دراصل ایک ہی زمان ہے ہاں اگر تفصیل ملحوظ ہے تو بلحاظ ۲۳ سال حیات شریف بعد البعثۃ اور تا قیام قیامت زمان بعد وفات شریف تو مضایقہ نہیں مگر یہ شبہہ کہ اگر اور نبی پیدا ہو خواہ ۲۳ سال مذکور میں خواہ بعد اوسکی قیامت تک تب بھی ایکی خاتمیہ میں فرق نہ آئیگا بالکل لغو اور لایعنی ہے قطع نظر خاتمیہ سے جو امر لاحق ہے استحالہ شرکت فی النبوۃ یا قسمت ابتدائی مذکورہ ہمراہ وجود نبی حقیقی کے در حقیقت بالتفصیل مذکورہ یعنی ۲۳ سال مذکورہ یا بالجملہ اوسکی تا قیامت لازم آتی ہے اور اگر نبی نہیں تو وہ خاتم اعتباری اور اضافی

بھی نہیں مانند حضرت عیسیٰ اور حضرت الیاس علیہما السلام کے اسواسطے کہ ایسا وجود انکا
موروث للشرکت مذکورہ اور قسمت مذکورہ نہیں والا تعریف خاتم اضافی مانع نہیں رہتی اسواسطے
کہ کوئی شے لوازم اور خصایص بیگانہ سے ہرگز پیراستہ نہیں ہوسکتی اور اپنی افراد کو اپنی
لوازم کی پیراستگی سے فائت نہیں ہونے دیتے اور چھوڑ نہیں سکتے اور سرکا نکہ
یہ امر ہوا لوتخواہ مخواہ جامع اور مانع ہونا چاہئے پس لغو ہوگئی تقریر عبارت دافع الوسواس
کے جو قابل ہوئی ہتی صدق خاتمیۃ اضافیہ کو اور پر ذات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کیونکہ
وہ عبارت مذکورہ خود قابل شرط شئی بنی کی ہوئی ہے تعریف خاتمیۃ اضافیہ میں اور
لزوم استحالہ خلاف قرار داد کا در صورت تسلیم خاتمیۃ اضافیہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام
خواہ قبل نزول از آسمان خواہ بعد ازاں بہر صورت علاوہ برین ہے اسلئے کہ قرار داد
خواتم ستہ ہے نہ خواتم سبعہ اور علی ہذا القیاس بموجب اس تحقیق کے یہہ شبہہ اس قسم کے
سب لغو اور ہیچ ہیں مثلاً یہہ شبہہ کہ زمانہ تو بعد ختم نبوت ابھی باقی ہے پس اگر یہہ مراد ہے
ختم نبوت سے کہ بعد ظہور ختم نبوت یعنی بعد ظہور خاتم النبیین تب تو صحیح ہے مگر کچھہ مفید
مطلب نہیں کہ ظاہر ہے اور اگر یہہ مراد ہے کہ بعد اختتام نبوت تو غلط ہے اسلئے کہ یہہ
نبوت خاتمیۃ مستمر ہے تا قیام قیامت کیا بلکہ بعد دخول جنان بھی اوسکو اختتام نہیں
مگر یہہ امر مانحن فیہ سے لگا و نہیں رکھتا بخلاف امر اول کے کہ ظاہر ہے والا اگر انتہاء
نبوت مراد ہے جو ہم معنی نسخ ہے تو باطل ہے کہ یہہ سب امور خلاف عقیدہ اسلام ہیں
اور اگر یہہ معنی مراد ہیں کہ ختم نبوت کیا معنی کہ اور تمام انبیاء کی نبوت بوجود ظہور اس
نبوت خاتم حقیقی کے تمام ہوگئی یعنی اور کوئی نبی نیا نہیں ہوسکتا اور اور انبیاء قدیم ہیں
سے باوصف متصف ہونے اونکے کے ساتھہ وصف نبوۃ کے انتہاء احکام اونکی شریعت
کا جو عبارت ہے النسخ سے تو یہہ امر مسلم الثبوت ہے پس عکس مدعا اہل اوجاع لازم آتا ہے
کہ ظاہر و باہر ہے پس ایسی صورت میں بقاء زمان کو بعد وفات شریف خاتم النبیین صلعم

دربارہ وجود خواتم ستہ کوئی علاوہ اور کچھ مفید مطلب نہین لہذا یہ سب اسپر زائد ہے
بیچ مین اور یہہ ایک مطلب جو لطور تکمیلہ کلام صادر ہوتا ہے واسطہ اثبات مطلب وجود
خواتم ستہ کی کہ فرض کیجئی کہ آپ زمانہ مین اس زمین مین یا کسی اور زمین مین یا آسمان مین
کوئی سی ہو تو وہ بھی اس وصف ثبوت مین آپ ہی کا محتاج ہوگا اور سلسلہ ثبوت آپ ہی
پر ختم ہوگا لفظ یہہ اس تحقیق سے اور مثل اسکی سے بیخ برکندہ ہے اگرچہ فی نفسہ یہ تمہید بھی
کہ سب انبیاء آنحضرت صلعم کے طفیلی ہین نہ لطور مطلب واسطہ فی العروض کے کہ اوسکا ازالہ
کا حقہ قسا طیس مستقلہ مین کیا گیا ہے مگر یہہ فرض لطور امر شرعی مین التباس نہین کتمام
قسا طیس اس ہی مضمون سے متملی ہین اگرچہ لطور فرض عقلی یعنی تجویز عقلی ہو سکتا ہو
وہ بھی معتبر ہے اور یہہ قول کہ یا آسمان مین کوئی سی ہو لطبا سہ استظرادًا ذیل المطلب
مین واقع ہوا ہے ورنہ مبالغتہ تو کچھہ مضایقہ نہین والا اسکو تو بقوۃ عادیہ عقل جو عقل
ہے نخوذ نہین کر سکتی فافہم **قسطاس ششم** دربارہ ازالہ شبہات عائدہ
رسالہ مرجوب السایل بنصر المومنین می ردقول المجادلین نصرتًا وتعنتًا ہے جو عمدہ دلایل
اوسکی سے ہین اگرچہ اور اقاویل اباطیل اوسکی بھی قوی صدرجہ اوسکی کے اور قسا طیس
مضامین عمومًا ماحصل ہین عبارت نصر المومنین یہ ہے کہ ہم واسطی طالبین حق اور دیگر
اہل علم کے کچھہ تفصیل کیلئے ہین اگر کوئی شخص یہ اعتراض کرے کہ النسیین مین لام استغراق
کے واسطی ہے تو آنحضرت صلعم خاتم جمیع طبقات کی عمومی تو جواب اوسکا یہ ہے کہ ہم نہین
تسلیم کرتی بلکہ الف لام واسطہ عہد کے ہے اور مراد النبیین سے وہ ہین جو حضرت آدم سے
لیکر آنحضرت صلعم تک ہوئی اور اس ہی طبقہ مکیا مین تھی اور یہہ اگرچہ ایک احتمال ہے
لیکن باعتبار علم اصول کے یہہ بات بہت قوی سے تلویح مین ہے الاصل ای الراجح ہو
العہد الخارجی لان حینئذ التعیین وکمال التمییز تم الاستغراق اب مستدل کو چاہئی کہ
استغراق ثابت کرے اور ہو نہین سکتی ہے جو کتب متنازعہ مین مرقوم ہے اول الانبیا

قسطاس ششم

آدم علیہ السلام و آخرہم محمد صلعم فقط پس اقصر العباد شیخ محمد تہانوی کہتا ہے جاننا چاہیے
کہ اکثر قسطا سو نجین جنوبی قسطاس سنہ ۳۰ و ہفتم میں اسکی جڑ کٹ گئی لیکن تاہم مختصر سنا چاہیے
کہ بعل تو الف لام خاتم النبیین میں استغراقی ہی نہیں ہے کہ ظاہر ہے کہ خود آنحضرت
ہی تو نبی ہیں اور وہ اس الف لام سے خارج ہیں ورنہ خاتمیۃ الشیٔ للشیٔ لازم آتی ہے
اور مطلب اضافۃ الغو ہوتا ہے۔ اس سے قطع نظر لفظ النبیین واقع فقرہ ولکن رسول اللہ
وخاتم النبیین آیۃ خاتمیۃ میں الف لام مذکور واسطہ عہد کے نہیں بلکہ واسطہ استغراق
کے ہے جسپر دلایل قطعیۃ نصوص قاطعہ سنا یہ انذر ہیں چنانچہ خود وہ دلیل جو موید مطلب
مدعی اول الانبیاء آدم و آخرہم بنبینا محمد صلعم ہے وہ ہماری ہی مطلب کی موید ہے
اسواسطے کہ لفظ الانبیاء میں الف لام عہد کا نہیں ہو سکتا بوجہ لازم آنے صحۃ
علی المطلوب کے یعنی دعوی عین دلیل ہے کہ دعوی اور دلیل میں دونوں میں الف لام عہد کا
ہے اور یہ ضرور ہے کہ دلیل اجلی اور واضح ہو دعوے سے یہ اولی امر ہے واسطے اغیار
ہمدگر کی دعوی اور دلیل میں جو مانع ہو مصادرہ وغیرہ سے اسواسطے کہ عبارت
مذکورہ کتب عقاید میں کوئی اشتباہ نہیں الف لام عہد پر پس ہر دو متساوی الاقدام
ہو کر متہافت ہیں پس متعین ہوا مانحن فیہ میں لام استغراق کا اور قطع نظر اس سے جو اور
استحالہ لازم آتے ہیں وہ علاوہ ہیں از انجملہ اگر مراد انبیاء طبقہ ارض عالیا ہے ہوں تو
پھر طبقات سافلہ میں بشرط ضرورت انبیاء اول نبی جو آدم کر ملقب ہوئی کتب عقاید
میں یہ ہی آدم طبقہ ارض عالیا میں یا کوئی ہی نہیں یا اور کوئی ہی جو رافع ضرورہ ہو
اگر کوئی نہیں یا وصف ضرورۃ کے تو یہ امر شرعا باطل ہے باکار روائی اور عقل ہے
اور بعد تحقیق مطلب تفسیر کبیر کی جو قول معتبر ہی اس باب میں چنانچہ تکمیل الایمان وغیرہ میں ہی ہے چیستا کہ
مطلب سو نہیں ہے کوئی وہ ہی تخصیص بعضیہ کی ہیں ہیں ہوئی کہ عدم علم دخول تخصیص نہیں ہے اور نہ
ہے ارادہ کی تخصیص میں ضرورت کے علی ہذا القیاس

عبارت مذکورہ سے بالکل برخلاف تصریح جمہور اہل حق کیا ملکہ اہل قبلہ ہے عقیدہ اسلام نہیں لیس قطعاً تعذر پایا گیا عہد سے پس متعین ہوا استغراق نافہم ورنہ عتاب ہونے کی بات ہے از انجملہ مثلاً حدیث ارسلت الی الخلق کافۃ علی ہذا القیاس تصریحات جمہور مذکور استغراق پر ہیں کوئی صراحۃ عہد پر نہیں بالی جاتی اور بصورت عہد خلق طبقہ علیا پھر ضرورت بنی آدم علیہ السلام ہوگی منجملہ خلق مذکور لو عہد در عہد بغیر تکرار حرف عہد بلا قرینہ لازم آتا ہے اور یہ امر خلاف بنا اور اعتراض ہے یہ سب امور بین البطلان ہیں ورنہ عام خلق طبقہ ارض علیا بنی آدم وغیرہ از قسم موالید ثلثہ مراد ہوگی سلمنا مفید مطلب ہماری ہے ہر گاہ بحکم رسالت موصوفہ ما دار بنی آدم قطع نظر بنی الجان سے تا غیر ذوی العقول طبقہ ارض علیا ہی نوبت رسالتہ موصوفہ پہونچی وہ داخل شرف ہوئی بڑا حیف ہے کہ اس شرف سے ذوی العقول طبقات سافلہ محروم رہیں اور یہ لفظ کل جو موضوع ہے واسطے احاطہ تامہ کے کہ کوئی فرد اوسکی احاطہ سے فائت نہ ہو کہ وہاں ہے فوت ہونے سے ہر ایک فرد کو بلا تخصیص ناس طبقہ ارض علیا کہ آخر ناس طبقات سابقہ میں بھی تو بین کیا ضرورت رہی ورنہ وہ لفظ کا کہ ناقص رہا جاتا ہے یا قلب موضوع لفظ کافہ کا خلاف تمام اہل لغت و ہم اہل اصطلاح کے قابل ہونا چاہیے اور تخصیص ناس درباره رسالت کافہ باوجود دخول جنات کی اوسمیں اور شمول اونکی کے واسطے اظہار شرف رتبہ ناس ہی محل مطلب نہیں پس یہ استدلال قطعاً فاسد اور باطل ہے اور اگر خلق بھی فرد کامل یعنی بنی ادم جو اشرف الخلق ہیں مراد ہے تو کوئی وجہ تخصیص بنی آدم طبقہ ارض علیا نہیں بالی جاتی اور تخصیص ایسی ہوتی ہے جیسا قولہ تعالیٰ بحق حضرت محمد رسول اللہ صلعم قل یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً الذی لہ ملک السموات والارض جو موکد ہے ساتھ لفظ جمیعاً کے واسطے ازالہ اس قسم کے اوہام کے پس قطعاً عموم ناس جمیع طبقات مراد ہیں بالاتفاق سب کو شامل ہے انبیاء اور غیر انبیاء بحکم رسالت کافہ حسب اندراج

ہر طرح کے اور شفاعت کبریٰ جو عبارت ہے نجات دہی تمام خلق سے کہ جسکی تمام انبیاء علیہ السلام یوم القیام بدست خاتم النبیین صلعم سپرد کرینگی جو ظہور ہے بقیہ عامہ کا جو شامل ہے کل افراد لائق الشفاعت کو بلا تخصیص افراد طبقہ علیا صاف نامیکہ ہے واسطے عموم بقیہ کا کہ کے دلالت تخصیص شفاعت جو عبارت ہے شفاعت صغریٰ سے جو اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو واسطے اپنی اپنی امت کی علی قدر المراتب اور نیز واسطے امت محمدیہ کے فیما بین اونکی شفاعت ہمگی مثل علماء و شہداء و صلحاء و حفاظ وغیرہ جو ذاتیات بالخصوص ہے واسطے حضرت خاتم النبیین صلعم لازم آتی ہے پھر کیا معنی موجب افتخار ہے اسواسطے کہ شفاعت قاصرہ موجب افتخار اور امتیاز نہیں اور یہ شبہہ کہ ہرگاہ ہر ایک اپنی اپنی امتہ کے شفیع ہوئی تو پھر آنحضرت صلعم کی عموم بقیہ کیسی متصور ہو سکتی ہے بدیہی طور زایل ہے کہ یہ کچھ ضرور نہیں کہ واسطے ہر ایک فرد کے علاوہ واسطہ بالذات شفیع خود متکفل ہوں یہہ امر تو واسطے اپنی امتہ کل ہی نہیں مراد ہی بلکہ مراد اس سے عموم لیاقت و شیوع صلاحیت شفاعت مراد ہے کہ جسکی بدولت اور انبیاء لے بھی یہہ رتبہ شفاعت واسطے نجات اپنی اپنی امت کی حاصل کیا یہ ہی معنی اور مطلب شفاعت کبریٰ ہے یعنی ہرگاہ بڑی بڑی انبیاء و مرسلین اولوالعزم دست بردار ہونگی تو آنحضرت صلعم اس جہلکہ خلق سے عموماً سب کو اپنی شفاعت سے نجات دلاوینگی پھر بعد گرہ کشائی کے اور انبیاء و مرسلین بالخصوص اپنی اپنی امتہ کے جرائم مخصوصہ سے بذریعہ شفاعت اپنی کے نجات دلاوینگی پس یہ مطلب قرآن و حدیث ہے قول فاکلان مخصوص اونکی برخلاف ہے فافہم از انجملہ مثلاً حدیث ارسلت الی الخلق کافۃ یہ کلام محل مدح اور ثناء اور افتخار میں صادر ہوا ہے اشارہ ظہور اور غایۃ اوسکا شفاعت کبریٰ ہے جو روز قیامت ہوگا علی رؤوس الاشہاد بر سر مجمع اولین اور آخرین مخلوق تمامہ طبقات کہنا بلکہ یہ ساری مخلوق حذا حاضر ہوگی پس الصورت عہد حسب مزعوم زاعمین تخصیص

شفاعیت نسبت اور دطبقہ اولیٰ علیا کے لازم آتی ہے جو مورث لغتہ خاصہ ہے
اسلئے کہ غایتہ اور ظہور جو از قبیل فرع سمجھا جاتا ہے دلیل ہوتا ہے اوپر اصل کے اور
اصلی جو مدح اور ثنا رکامل ہے وہ فوت ہوتا ہے کیونکہ مدح اور ثنا رکامل بدون احاطہ
شامل جمیع افراد خلق مشفوع بہم خصوص ایسے صاحب رتبہ کی جسکی شان خاتم تحقیق
اور شفیع اکبر ہے جو شفیع عام وخاص ہے جسکا کوئی ہمسر نہیں مدح اور ثنا رنہیں بلکہ
کم از نقص نہیں اسلئے کہ خبر مستوعب ہے اور مخالف نصوص قرآنی اور اخبار ہے از انجملہ
حدیث آدم ومن دونہ تحت لوائی یوم القیامتہ ولا فخر واقعی طور پر صادق ہے نہ بطور
مبالغہ مشروعہ چہ جائکہ غیر مشروعہ دلیل تصریح لفظ ولا فخر اسواسطہ کہ لفظ دون مجملہ
طرف متسعہ ہے شامل ہے جملہ ما تحت کو جو طبقات سافلین ملکا یا ما تحت الثری اور نیز
مافوق کو بھی درصورت ضرورت شفاعت نسبت اونکی اور ظہر ہے کہ روز قیامت جمیع
مخلوق مشہور ہوگی جو داخل لفظ دون ہے سب کو حالت منتظرہ شفاعت رسول مقبول
علی حسب المناسب ہوگی یہ بھی معنی ہیں نیز لوای کے یعنی کسیکی مجال نہوگی سب کشائی کی
اس باب میں تاوقتیکہ مقام بیت الحمد میں آپ تشریف فرما ہوکر سات رات دن محامد رب
میں جو ملہم ہونگی اس روز جیسا کہ احادیث صحیحہ میں وارد ہے مشغول رہ کر فارغ ہونگی پس جو کہ
امت اجابتہ ہوگی علی حسب المناسب المذکور تمامہ مخلوق سے بطور تحقیق مذکور کیونکہ امت
ہر نبی کی بطور تحقیق مذکور گویا امتہ آنحضرت صلعم ہے ہے وہ بتحصیل فوز وفلاح ہوگی
بذریعہ ہر شفیع متوسط کے اور جو کہ امتہ دعوۃ ہوگی وہ مخلد بعذاب ابدی رہیگی معاذاللہ
منہا ثم معاذاللہ منہا اللھم احفظنا ثم احفظنا آمین ثم آمین پس واضح ہوگیا مطلب مضمون
تحت لوا کا سبکو شامل ہوگا منظر توقع وامید فلاح آئندہ کا ہمیں اور غیر کا ہمیں لفظیہ یوسکا
امر تقدیری سابقہ ازلی ہے پس خوب جاننا چاہیئے اور یہ بھی جاننا کہ سب کچھ میرا فوداد
اثر لعینیہ عامہ ہے اور رسالہ کا فہ جو علی قدر المراتب اور علی حسب المناسب سبکو

شامل ہے انبیاء اور غیر انبیاء کو بلکہ تمامہ کائنات کو بحسب حال اونکی کہ جسکا منشاء
قولہ لعم وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین ہے پس باوصف اسکے رتبہ اور شان کے
تخصیص بغیتہ اور تخصیص خاصیتہ ساتھ طبقہ عالیہ ارض علیا کے بلحت خلاف رویہ دین اور
دیگر عقل و آئین ہے سوای تیرہ عقلی اور کور ذہنی کے اور کچھ نہیں سمجھا جاتا فقط
واللہ اعلم **قسطاس شصت و ہفتم** از انجملہ بموجب مزعوم زاعمین اگر لام لفظ النبیین
آیہ فبعث اللہ النبیین مبشرین و منذرین بطور عہد مختص کیا جاوے ساتھ انبیاء
طبقہ ارض علیا کے تو انبیاء طبقات سافلہ مبشرین اور منذرین نہوں اسواسطے
کہ حال از قبیل قید ہوتا ہے جو مفید ہوتا ہے احتراز کو غیر سے جو باعث خصوصیت ہے
یعنی یہ ہر دو وصف بشارۃ اور نذارت در اصل خاصہ لازمہ ہے انبیاء کا اگرچہ فرعاً
بطور پر تو غیر انبیاء سے بھی تبشیر اور انذار ہوتا ہے اور بموجب مزعوم مذکور خاصہ
اصلی انبیاء کا طبقہ علیا ہی کا ہے اور اس مفہوم مخالف کی اعتبار کرنے کو کہ انبیاء طبقات
سافلہ مبشر اور منذر نہیں جو کہ شایع ذایع ہے کوئی امر مانع نہیں اور بالفرض اگر مانع
ہو تو بدلیل مزعوم زاعمین خود بہر نفس مزعوم ہے مانع نہیں اسلئے کہ قید کا مطابق
مقید کی ہونا یہ ضرور ہے یعنی حال اور ذوالحال کا در باب تخصیص و تعمیم پس گویا مراد یہ ہے کہ
ہی انبیاء معہودین مخصوصین بین ساتھ اس وصف مذکور کے لاغیر فافہم پس اگر کوئی امر مانع بھی
ہوتا قطع النظر اس سے کہ جزئیات و کلیات میں اعتبار مذکور متمشی ہے یا نہیں پس وہ بوجہ
استثناء اس جزئی خاص کے کلیہ سے بنا بید اس کلیہ نامیں عام الا وقد خص منہ البعض جو
اکثر یہ ہے مانع نہیں ورنہ پھر نہایت کار یہ عذر ہے کہ نص ساکت ہے وصف تبشیر اور
انذار سے نسبت انبیاء طبقات سافلہ کی پس تا وقتیکہ ثبوت ہر دو وصف بدرجہ اسطہ
انبیاء طبقات سافلہ ثابت نہو کسی اور ایسی ہی نص سے یا دست بردار ہی ہو ثبوت خاصہ
لازمہ ذوات حضرات انبیاء علیہم السلام بعض افراد اونکی سے اور قبال ہو انفکاک خاصہ

لازمہ کا ماہیات سے تب تک مطلب برآری نہیں ہوسکتی بدلیل تسلیم زائمین بہر
کیف ضرورت بھی نہیں اعتذار کے ساتھ توجیہ اکثریہ وغیرہ کے اس لئے کہ ایسے الزام
دین میں ایسا اکثریہ متمشی نہیں ہوسکتا شرعاً اور نیز عقلاً درصورت تسلیم وصف ثبات
واسطہ جمیع انبیاء کی تردید جمیع فرق اسلامیہ کے فاضم از انجملہ قولہ تعم رحمۃ للعالمین
واقع آیۃ وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین میں اسواسطہ کہ رحمۃ اللہ جلشانہ عام بھی
ہے اور خاص بھی پس عام عام ہے تمام مخلوق کو اور خاص خاص ہے ساتھ بعض مخلوق
کے اور اوسکا پرتوہ ہے ذات مقدس حضرت خاتم النبیین صلعم پس اگر اسمیں لام
لام واسطہ عہد کے ہو تو رحمۃ مخصوص ہوتی ہے ساتھ طبقہ ارض عملیا کے باوجود تعم
رحمۃ کے اور رہو کہا ہو تعارض کا درمیان اس آیۃ رحمۃ کے اور آیۃ کافۃ للناس کے
یعنی وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین کے اور وما ارسلناک الا کافۃ للناس بشیراً ونذیراً کے
اسواسطہ کہ رحمت عطف پر تک احکام یعنی تکلیف شرعی جو متعلق بتربیۃ ذوی العقول ہے
اور اوسمیں سے افراد شریفہ ناس ہیں تو بطریق ذکر افراد شریفہ اور جواز دلالت
اوپر افراد دیگر کے ذکر ناس فرمایا کیونکہ اسمیں لفظ دالہ ہے اوپر لفع عام اونکی کے
عدون لفع تکلیف شرعی کے جو لفظ لام ہے للناس میں تو مناسب ہوا جو بر تک
اوانعر نواہی اور انکار اور انتہار عن المعاصی ہے کہ یہ ایک رحمت خاصہ کے قبیل سے
مستثنی ہے تصریح لفظ رحمۃ سے تو آیۃ کافۃ مذکورہ النسب ہوئی تو یہہ قسم رحمت
کی خاص ہے چنانچہ سیاق کلام بشیراً ونذیراً جسکی اہل ذوی العقول ہیں دلالت کرتی
ہے لفظ بشیراً ونذیر کی فافہم اور جو رحمۃ عطف کہ عام ہے اور شامل ہے ذوی العقول اور
غیر اوسکی کو جو متعلق بتربیت عام مخلوق ہے کہ جسکا پرتوہ تعاطف سماگری ولادت تک
تک شامل ہے اور وہ منقسم بعد حصہ ہے اور روز قیامت وہ سب نبی کی طرف
ذات حضرت مطلق جلشانہ سے ہو جاوے گی جیسا کہ حدیث صحیح مسلم میں ہے اوسکو

صرف بلفظ رحمۃ للعالمین کر تعبیر فرمایا بدون کسی ایسی لفظ کے جو ہم پلہ ہو لفظ بشیر اور
نذیر کے پس واضح ہو گیا کہ بعثت آنحضرت صلعم کی حسب اندازہ مخلوق کے تمام مخلوق
ہر قسم کو ساری خدائی میں شامل ہے چنانچہ قصہ ستون حنانہ میں اوسکی یعنی آواز
شبیہہ کر یہہ بچ سکے اور تسلیہ آپکی بہ نسبت اوسکی وقت خطبہ منبر سے اوتر کے سب
ہی نے بیڑہا لکھا ہے خصوص جو علماء راسخ ہیں حدیث شریف میں پس واضح ہوا کہ ان دونوں
آیتوں میں ہرگز تعارض نہیں خاطر جمع رکھو اور لاتیہم از انجملہ علی ہذا القیاس تعارض کا دعوی کہنا ہنو
حدیث بعثت الی الخلق کافۃ ہیں اور آیتہ یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا الذی الآیۃ
میں بوجہ مذکور اور بوجہ اسکی کہ ناس لایق خطاب اور جواب کی ہیں باقی اور سب افراد کو حسب لیاقت
اوسکی بہرہ فیضیابی رسالتہ کافۃ ہے اور رحمتہ عامۃ تامہ سے حاصل ہے پس درصورت
لام عہد مذکور الناس ہیں اور العالمین اور الخلق ہیں اور ماسوای اسکی ایسی مواضع
ہیں شرف رتبہ خاتم النبیین صلعم ہرگز نہیں کیونکہ یہہ قابل اس نصاب کی نہیں کہ ہم
وزن وہم پلہ بعثتہ عامۃ اور رحمتہ تامہ ہو جو یہہ دو امر مثل دو بازو طایر بعثتہ خاتمیتہ
ہیں کہ بدون ارک کی بھی قابل پرواز نہیں طعمہ ولقمہ سانیز ہے اور قطع نظر اس سے شرط
اس رتبہ عالیہ کی جو موجودہ بوعدہ الہی حاصل ہے مانندایات و
اخبار و آثار و اتفاق امتہ ہے اور علاوہ اسکے یہ کہ ہرگاہ حضرت نوح علیہ السلام سے
وصف اولوالعزمی کے بہ نسبت حضرت آدم علیہ السلام کے ظہور وقوع ہوا کہ حسکی
سبب سے تمام مخلوق غرقاب ہوئی سوای سیانشی تن اور چند استخوان ابہایم اور چند مشت
پر سیوہ لہ نجات نہ پائی صادق مطلب رحمۃ للعالمین کا تو یہہ حال ہوا علی ہذا القیاس بعہد
حضرت آدم چند ان نوبت امتحان بسبب قلت افراد بنی آدم و قلت احکام نہ پہونچی
حالانکہ اولوالعزم انبیاء میں سے نہ تھے اگر پہونچی تو بالاتر فراخور حوصلہ اور استعداد سے
لیا کام دیتی سو ظاہر ہے کہ حضرت نوح کی اولوالعزمی کو ہرگز ہرگز بدلیل شرعی قولہ تعالی

فاصبر کما صبر اولوا العزم من الرسل پہونچتی اور تشبیہ کا صبر میں جو اس خطاب فاصبر میں ہے
نفس صبر غیر مکیف میں ہے محل مقصود نہیں علی ہذا القیاس احد انبیا رکا تحت کا حال کہ
اکثر امم اوکی ہلاک و بوار و تبار کو پہونچی قولہ لعنا منہم من خسفنا بہ الارض و منہم من
اغرقنا و منہم من ارسلنا علیہ حاصبا الایہ۔ اور بعض امتہ مبتلا بالمسخ کریمہ و جعلنا
منہم القردۃ والخنازیر سے بند رہونکی ماذالسر منہا بخلاف اس امتہ مرحومہ کے جو بلکہ
رحمتہ للعالمین مخصوص رہے اوس ہی رحمتہ اور قبولیتہ تامتہ رسالت کا قہ کا ظہور ہے
وغیرہ ایات کریمہ قد خلت من قبلہم المثلات یہ آیات قطع نظر اہل عرب و اہل ہند کشمیر
و پشاور وغیرہ ہی تو دیکھی بڑی ہی سنی گئی ہونگی اور لفظ لام العالمین میں واقع آیتہ مبارکہ
الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعلمین نذیرا اسکی استغراق کے ہے بدلیل
انزال لفظ نذیر کے اور ترک لفظ بشیر کے تاکہ انذار شامل ہو جاوے امتہ دعوت
کو بھی اور جملہ مخلوق کو بھی حسب اندازہ سرشت اوسکی کے بدلیل کریمہ وان منہا الا یہبط
من خشیتہ اللہ اور کریمہ لو انزلنا ہذا القرآن علی جبل لرایتہ خاشعا متصدعا من خشیتہ
اللہ اور حدیث شریف درباره ندا احد جبل دیگر کو ہل متحرک یا جبل ذکر اللہ الحدیث
جو کہ یہ مضمون تاثیر پر ناطق ہے اوس ہی آیتہ رحمتہ کا لبنی و ما ارسلنا کا لا رحمتہ
للعالمین کا اور علی ہذا القیاس لفظ العلمین کا اکثر جا نازل ہے قرآن شریف میں
مثلاً الحمد للہ رب العلمین میں اگر موافق مزعوم زاعمین لام عہد ہو استغراق ہو
تو لازم آتا ہے کہ یہ ورد گار بعض افراد کا رب نہو اور وہ اوسکی مربوب نہوں
یا ذی العقول طبقہ ارفع عالیہ کا رب ہو اور وہ ہی اوسکی مربوب ہوں اوجہات
کوئی اور ہو یا کوئی بھی نہو یا تہ کل ازم آیا یا پیدا ایسی بعض مخلوقات بغیر خالق اور رب کے جو محتاج ہے
خالق اور رب کے اسمیں بے خبر ابی پیدا ہوئی پس معلوم ہوا کہ یہ امر علی العمیا کو ما قدر
اندازہ نہیں بلکہ وہ بسطی اوسکی میزان سے ہے وہ قرائن شرعی ہیں اور شہر قرار عقلی

بھی اونکی ساتھہ منضم ہوجاوین بعض صورین علی حسب قابلیتہ مقام تاکہ استحالجات
بشری وہم عقلی بھی ایسی شرعی لازم نہ آجاوین مانند قولہ تعالیٰ اصطفیک علی
نساء العالمین مین جو بھی حضرت مریم علیہا السلام نازل ہوئی قرینہ شرعی قایم ہے
لہذا الف لام واسطہ عہد کے ہے وہ معہود اہل زمان مریم علیہا السلام ہین یا تفاق
مفسرین تاکہ لازم نہ آوی فوقیت اوپر بنات آنحضرت صلعم کے اور اوپر اون
ازواج طاہرات کی جو دار دنیا مین ازواج ہوئین اسلئی کہ حضرت مریم علیہا السلام
داخل بسلک ازواج دار آخرت مین ہونگی نہایت کار یہ ہے کہ ہمسر اور ہمرتبہ ازواج
طاہرات ہون فائق نہ اون سے انہون کریمہ یا نساء النبی لستن کاحد من النساء الا
جیسا کہ نساء راس آیتہ مین معہود ہین نساء طبقہ ارض علیا کے بلکہ تم ان سے فائق ہو
مانند آیتہ مذکورہ کے محتمل ہے کہ مریم علیہا السلام سے ازواج منظر مذکور فائق نہون
مگر ہمسری مین تو کلام ہی نہین بخلاف حضرت عائشہ صدیقہ رضہ بموجب حدیث شریف
بخاری شریف کمل من الرجال کثیر ولم یکمل من النساء الا آسیۃ و مریم بنت عمران و
فضل عائشۃ علی سایر النساء کفضل الثرید علی سایر الطعام ظاہر ہے فضلیت حضرت
عائشہ رضہ کی اوپر حضرت مریم کی اور عموماً کریمہ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس مین جو کچھہ
مطلب فضیلت ہے وہ ظاہر ہی پس مفصلاً و مجملاً فضیلت واضح ہوگئی لہذا ضرور اور واجب ہوا
لازم عہد جاننا اس آیتہ مین علی ہذا القیاس فضیلت حضرت خدیجۃ الکبری اور حضرت
فاطمۃ الزہرا مین جو کچھہ آیات و اخبار و آثار عموماً و خصوصاً وارد ہین سو وارد ہین مخفی نہین
اور ہر چند حضرت آسیہ اور حضرت مریم بھی آخرت مین سماک ازواج مطہرات مین
داخل ہونگی تب بھی حضرت عائشہ رضہ کی فضل کو نہ پہونچین گے بدلیل کریمہ کنتم خیر امۃ
اسلئی کہ اول تو وہ لوگ بہ زمرہ خیر امۃ سے نہین دوئم یہ کہ حضرت عائشہ کی حق مین
حدیث فی سرقتہ من حریر موجود ہے بخاری شریف مین کہ باوجہ حریر مین حضرت صلعم

کو دکھایا گیا کہ ہمارا رتبہ فی الدنیا والاخرۃ اور اختلاف فضیلت ہمکی ان اطراف
سوائے حضرت مریم امر آخر ہی ہیں ظاہر ہے کہ اونکو شرف دائمی حاصل ہوا لہذا تخصیص زمان مذکور واسطے شرف حضرت
نہ رہیگا لام عہد مذکور نہ رہیگا ۵ نہ جاہے مرکب توان تاختن نہ نہ جا اسپر بایدانداختن
ع ہر سخن وقتی و ہر نکتہ مقامی دارد **قولہ** علی حسب القابلیۃ المقام من نور الانوار ۱۲
فالمطلق المجرد عن الدلایل یحمل علی الادنی لانہ متیقن فاذا وجدت الدلائل کالقرینۃ وغیرہا یحمل
علی الکل کذا فی الکشف ۱۲ فافہم پس تحقیق وتمہید کلمہ لام النبیین مذکورہ آیات کے ساتھ
طبقہ ارض علیا کے ہرگز نہیں چاہئے تعمیم ضرور ہے اور واجب فتنبہ ولا تنعس فقط
اور علی ہذا **قولہ** واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اٰتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاءکم
رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ قال اقررتم الآیۃ پس حسب مزعوم
زاعمین بعض انبیاء اخذ میثاق سے فائت ہوں تو کیا شرف رتبہ ہے لام النبیین
طبقہ ارض علیا کا اور انبیاء طبقات سافلہ خواتم ستہ وغیرہ محروم رہیں حصول شرف رتبہ
تصدیق خاتم النبیین طبقہ ارض علیا صلعم سے یعنی مصدق بہ ہونا یعنی وہ چیز جو کہ اونکی
ساتھ ہے کتاب اور حکمۃ سے بے مہر ہی اور بے ختام اور نیز محروم رہی انبیاء مذکورین
شرف ایمان لانے سے ساتھ خاتم النبیین صلعم طبقہ ارض علیا کے حالانکہ بہ خلاف
عقیدہ ہے اسواسطے کہ کوئی نہیں جو بایکدگر حیثیت نبوۃ ہمدگری کے ساتھ ایمان نہ رکھتی
ہوں اور نیز محروم رہے شرف رتبہ نصرت اور امداد نبی آخر الزمان خاتم النبیین
صلعم سے علی ہذا القیاس اقرار سے اور التزام شہادت سے اور جو مقتضا آتیہ ہے پگاہ فقط
ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم نصر میثاق النبیین ہے نظم قرآن میں تو ثابت ہوا بعد
استغراق النبیین آنا رسول مصدق کا ساتھ ترتیب زمانی بالمہلت کی جو کہ مقتضای ہے
لفظ ثم کا اور مصداق اسکا یعنی مہلت کا ایام فترہ ہے جو بعد زمان ارتفاع حضرت
عیسی علیہ السلام رہے بالجملہ حضرت خاتم النبیین صلعم تو ثابت ہوا کہ خاتم النبیین صلعم

سب انبیا رسی متاخر الوجود ہین ساتھہ تاخر زمانی کے نہ بمکانی کی اور نہ باعتبار صرف
شرف رتبہ کی جیسا کہ توہم ہوا بعض فضلار کو جو فوقیت دینی ہین شرف رتبہ کو اور نہ شرف
تاخر زمانی کی بلکہ فی الواقع شرف شرف زمانی ہے بالاصالتہ بسبب امکان مجامعتہ
ہر دو رتبہ کے پس کچھہ ضرورت اور احتیاج نہین طرف تفرد شرف رتبہ کی بلکہ مفوت ہے
ہے مقصود اصلی کو جو شرف تاخر زمانی ہے اگرچہ فی نفسہ شرف تاخر مان نہین مگر
ہرگاہ معتبر شرعی ہوا لبطور ظرف مظروف اور شرط مشروط جو بہ ہیئت ترکیبی ملازمتہ
غیر منفکہ ہے بدون اوسکی ظہور اوسکا نہین کہ جسکی ساتھہ خود صاحب رتبہ نے افتخار
اپنا کیا نحن الاخرون السابقون جسکا شاہد ہے تو شرف رتبہ جو اصل تہا وہ بغیر
تاخر زمان کے جو ذاتا معتبر زبانا فہم پس یہ قول کہ جایز ہے کہ یہہ خواتم ستہ طبقات
سافلہ بہشتہ وجود خاتم النبیین طبقہ ارض علیا سے صلعم گذر چکی ہون اور تابع شریعت
محمدیہ ہون باطل ہے بموجب اس فقرہ لما اتیتکم من کتاب وحکمتہ کے اسلئے کہ اوسکی ساتھہ
کتاب اور حکمتہ یعنی دانش جو زاید بر اصل مطلب کتاب ہے ثابت ہوئی کسیکی پاس دونون
اور کسیکی پاس ایک ان دونون مین سے پس ثابت ہوگیا کہ وہ خواتم ستہ مزعومہ تہی ذیل
انبیاء گذشتہ مین داخل ہوی ہون جیسا کہ اور انبیاء علیہم السلام گذر چکی اپنی اپنی کتاب اور
حکمت کے ساتھہ اور خاتمیتہ خاتم النبیین صلعم مین کچھہ دخل نہ رکہتی تہے ویسی خواتم ستہ
بہی گذر چکی اور کچھہ دخل نہ رکہتی تہی خاتمیتہ مین نہ حالا نہ مالا نہ حقیقتہ نہ اضافتہ اسلئے
کہ زمان ماضی کے زمانی زمان حال اور زمان استقبال کے زمانیون کے ساتھہ ہرگز
مجامع نہین ہوسکتی قطع نظر اور استحالجات شرکت وقسمت ابتدائی مذکورہ قسما طبس سابقہ
سے کیونکہ یہ استحالہ تو متعلق ہے بوجود خواتم ستہ زمان عطف حال خاتم النبیین صلعم مین جو کہ
معتبر بزبان حیات ہے اور زمان عطف استقبال جو معتبر بزبان بعد وفات شریف ہے
سو وہان تک اس صورت مین نوبت ہے نہین پہونچتی جو قابل اعتنا ہو اور زمانی تو جیہہ

اور لایق بحث ہو باقی رہی یہ بات جو طرفہ زعوم زاعمین ہے کہ یہ نسبت اپنی انبیاے طبقہ
کے خاتم ہونی کی یہ لقب خاتم اضافی فقط صادق آتا ہے لہذا ہم اطلاق کر سکتے
ہین کہ خاتم اضافی اگرچہ زمان ماضی مین بہ نسبت زمان خاتم النبیین صلعم گذر چکی
ہون یا کسی زمان عین مابین اول تو یہ ہمکو بشرف تاخر زمانی جو عنقریب گذرا کافی ہے
ورنہ اوسکی جوابات بایدو شاید قسطاس سالقہ مین مبین مدلل گذر چکی اور انجملہ مسلمہ
اصول الابد للصحیہ الاطلاق الشرعی من الاذن الشرعی اور اگر ہوا خواہی فریق تحقیقات
ہے قسطاس سالقہ مسئلہ کو بغور انصاف ملاحظہ کامل کرے تا فریق کشف حقیقت حال
ہو جاوے فقط قسطاس ششصت و ہشتم جس سے کہ ایک جملہ کا متحملہ تفصیل عبارت
نصر المومنین مذکور کا حال کہل گیا اسیطرح جملہ تفسیری کا حال کہلا جاتا ہے جو وہ جملہ
تفسیر یہ ہے کہ قرآن مجید مین مذکور ہے انی فضلتکم علی العالمین اور تبارک الذی نزل
الفرقان علی عبدہ لیکون للعالمین نذیرا اور اکثر مفسرین نے العالمین مین لام جو ہے
الف لام استغراق کے تخصیص کی ہے پس یہہ کہنا کہ نص قطعی کے یہ خلاف ہے
بجز جہالت کے کیا تصور کیا جاوی قسطاس معلوم ہوا کہ زاعمین مذعوم نے تسلیم کیا
الف لام النبیین کو بھی واسطہ استغراق کے اگرچہ بطور استغراق اضافی کے
کہ مال کا راجع ہے طرف عہد ہی کے چنانچہ قسطاس آیندہ مین اوسکا حال کہلا جاویگا
اور تسلیم مذکور بوجہ تمثیل علی العلمین واقع آیتہ انی فضلتکم علی العالمین اور للعالمین نذیرا
واقع آیتہ تبارک الذی نزل الفرقان الایتہ کی ہے مگر بعد تسلیم استغراق پھر
رجوع کیا اوس سے طرف تخصیص کے بطور معہود خارجی کے نسبت ان دونون کے
یعنی علی العلمین اور للعلمین مذکورین کی تمثیلا واسطی ہونیکا الی حکم ان خزینتا تا کی
طرف جزئی النبیین کے بتشارک علتہ علاقہ تشبیہ و تمثیل حالانکہ فرق اور تمیز کی
تباین ان دونون جزئیون مذکورون مین بھی یعنی العالمین اور للعالمین مذکورین

قسطاس ششصت و ہشتم

میں ایسا کہ فرق بین مذکور ہو چکا یعنی قرائن شرعی ہم منضمہ بقرائن عقلی اور سیاق کہ بدلیل قرینہ مذکورہ حال ایک جزا تمثیلی کا کہ جس میں علاقہ تمثیل و تشبیہ موجود ہے معلوم ہو چکا کہ وہ واسطہ استغراق کے لازم اور واجب ہے ویسا ہی دوسرے جزا متصف بہمین وصف کا بھی حال ایسا ہی ہونا چاہئے بخلاف اس جزا کے کہ سلک علاقہ تمثیل و تشبیہ میں منسلک اور متخرط ہی نہیں مانند العالمین واقع آیتہ انی فضلتکم علی العلمین میں ای علی عالمی زمانہم کما فی البیضاوی یعنی بنی اسرائیل نازل ہے اور انی اصطفیتک علی نساء العلمین ای عالمی زمانہا یعنی مریم علیہا السلام نازل ہے بلکہ یہ دونوں جزا ہی باہمگیر تمثیل ہیں کیونکہ علاقہ تشبیہ متحقق ہے یعنی قرینہ شرعیہ باعتبار نزول کہ شان خاص رکھتی ہیں وہم باعتبار مزاحمت عقیدہ اسلام مستخرج از نصوص قطعیہ قرآنی و احادیث و اجماع امت درباره فضیلت حضرت خاتم النبیین صلعم و نیز درباره فضیلت حضرت عائشہ صدیقہ و حضرت خدیجہ الکبری و حضرت فاطمۃ الزہرا رضی کما حقہ عقریب غیر بعید او قطع نظر اس سے تا آنکہ مقابلہ امم سالقہ بمقابلہ امتہ اجابتہ حضرت خاتمیتہ مآنار کریمہ کنتم خیر امتہ اخرجت للناس الایتہ جو کہ نازل ہے بحق امتہ محمدیہ خیر الامم کے باتفاق مفسرین ایسی اوصاف جمیلہ کو از قبیل جہل وغیرہ نسبت کرنا صاحب مرغوب المسلمین فی رد قول الجاہلین کا طرف اور علماء کے بجز اس قول شاعر کے کیا تصور کیا جاوے ؎ خوشتر آن باشد کہ سر دلبران ؎ گفتہ آید در حدیث دیگران ؎ ایسے الفاظ کریہہ ذات مناظرہ صحیحہ سے دور ہے از قبیل مشاغبہ کیا مسابہ و مشاتمہ ہے تا بمقاومت ایسے مناظرہ کے کسکو حاصل کریمہ لاتسمعوا لہذا القرآن والغوا فیہ لعلکم تغلبون کریمہ انہ لا یحب المستکبرین حدیث شریف من طلب العلم لیجاری بہ العلماء او لیماری بہ السفہاء او لیصرف بہ وجوہ الناس الیہ ادخلہ اللہ النار وارد ہے کریمہ وجادلہم بالتی ہی احسن و کریمہ ادفع بالتی ہی احسن

الیہ قولہ لعم قل لہم فی التسہیم قولا بلیغا اگر خواہ مخواہ ادا مضمون انہ مستہم بنا بطور
ہو تو بالفاظ حسن و شایستہ ممکن ہے غرض از مطلب چاہیئے اور نہ کسی تفسیر کا دربارہ
حوالہ دہی اکثر تفاسیر اور نہ اہل تفسیر کا اس دعوی ہونے الف لام عہد ہے العالمین
ہیں جو واقع اپنے تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعالمین نذیرا ہے
نشان دیا قسطاس شبہت وہم اور جملہ دوسرے کا بھی جواب اس ہی
جواب سے حاصل ہے کیونکہ اسمیں بھی تسلیم ہے نسبت الف لام استغراق کے
لیکن فقرہ نظیری بطور شاہد استدلالی کے جو صادر ہوا ہے کہ یہ لن ترانی مناظرہ
ہمدگری اہل التسنن اور اہل التشیع اور معتزلہ میں البتہ وہ امر تحقیق طلب ہے عنقریب
سپرد قلم ہوتا ہے اور وہ دوسرا جملہ مذکورہ عبارت القصر المومنین یہ ہے
کہ ہمنی تسلیم کیا الف لام استغراق کے لئے ہے لیکن استغراق بہ نسبت اہل
عالم کے ہے دیکھو لن ترانی سے معتزلون اور سیعون نے استدلال کیا کہ لن
تابید اور ہمیشگی کے لئے ہے پس دیدار خدا کا آخرت میں بھی کسی مسلمان کو نہ ہوگا
اہل سنت نے جواب دیا کہ بر تقدیر تسلیم تابید سے مراد ہے اس ہی عالم کے اسلئے
استغراق بھی بہ نسبت بعض چیزوں کے قرآن و حدیث میں مستعمل ہے فقط
پس جانا چاہیئے کہ یہ وہی استغراق اضافی ہے جسکی انکشاف حال کا وعدہ
کیا قسطاس سابق میں استغراق اضافیہ بلا منشاء اور بغیر صریح دلیل شرعی وعرفی
قرینہ خیر یہ جو تا ہم مقام صریح دلیل ہے تو اصل خمیر یا یہ مشرب فرعونیہ ہے جسکا یہ
تمام فساد پیدا ہے اور قلع قمع اوسکی سب قسطاسیں میں بخوبی ہوئی ہے اور جانا چاہیئے
مفاد استغراق اور چیز ہے اور مفاد تابید لن اور چیز پس قیاس کرنا استغراق کو تابید
تابید لن کے امر فاسق اور دغا یہ ہے اسواسطے کہ استغراق بہ نسبت جمیع افراد ہوتا
ہے بلا لحاظ تخصیص کسی زمان و زمنہ اللہ سے ایجابا یا سلبا اور تابید لن بہ نسبت استمرار

قسطاس شبہت وہم

حکم لیتا ہوتا ہے زمان مستقبل میں کسقدر تفاوت ہے اور بالفرض اگر باجتماع
جمیع استغراق اضافی ہے تو استغراق ناقص ہے جو مغنیا ہے ساتھ غایۃ ناقص
کے یہ شان استغراق نہیں بلکہ از قبیل امر معہود ہے جو کہ مانحن فیہ ہے اور سبیل
اوسکی مسدود ہے جیسا کہ گذرا خواہ مخواہ دخیل ہونا امر بیمعنی کے جو فضول
ہے مگر ان صاحبوں کو ایک نہ ایک مزعوم چاہیئے خصوص اضافی بلا ضرورت بلا منشا
اضافتہ یہ ایک بات خوب ہاتھ لگ گئی یا تکیہ کلام ہے اب نظر کرنی چاہیئے استعمالات
تائید لن پر موافق اس تحقیق کے **قولہ** لن ابرح الارض حتی یاذن لی الی مغنیا ہے
ساتھ غایۃ ناقص کے کریمہ انا لن ندخلہا ابدا ما داموا فیہا مغنیا ہے ساتھ غایۃ
ناقص کے کریمہ لن تبید ہذا ابدا علی ہذا القیاس اور امثلہ لن جمیع متعذر استغراکو کل مانحن
فیہ میں خواہ مخواہ دعوی کہانا اور دعوی کہا دینا و اسطی ثابت کرنی اپنی مزعوم کے
بلا حوالہ سند معلوم کا روائی ناقص ہے قابل اعتبار نہیں پس یہاں سے
استغراق نہیں بلکہ استمرار ہے اور یہ امکان زمان آئندہ کے اور عام ہے کہ غایۃ مغنیا
لی ملفوظہ عط ہو یا مقدرہ عط ملفوظہ تو ہر دو مثال مذکور میں ساتھ لفظ ما داموا کے اور لفظ
حتی یاذن کے ظاہر ہے اور عط مقدرہ ساتھ مدت العمر کے مثال لن تبید ہذا ابدا
یعنی اس مغنیا کی غایۃ مدت العمر ہے متکلم کے یا اقران و امثال کے نہایۃ کار تا روز
فنا رکلی یا عتبار عقیدہ تجربی کفار کے کہ ثبت موت اپنی کے باستدلال عقلی اور
تجربی اور مشاہدی کے بدلیل ہلاک قرون ماضیہ اور کہپ جانے تمامہ منکرون
کے امثال و اقران اپنی کے اگرچہ انکار حشر کے معتقد ہے کہ سیاق اس ہی کریمہ
کا دال ہے وہ امر آخر ہے کریمہ و ما اظن الساعۃ قائمۃ بسبب انکا حساب کتاب
کے پس تقدیر عبارت یہ ہے لن تبید ہذہ مدت العمر کو قولہ یعنی مدت العمر وغیرہا کما مر
پس معلوم ہوا کہ غایۃ اس استمرار کی موت ہے جو کہ قیامت اول ہے بموجب ہیئۃ

شریف من مات فقد قامت قیامتہ کے یا قیامت متوسطی کہ کل سنت کا باقی تر
اور سابا قرن کہیا جاوی قولہ تعم ولقد اہلکنا القرون الاولے الایتہ اور روایات
یا قیامت کبری جو روز حشر موعود ہے استاد صدقنا یا فنا رباع ہلاکو جسکی خبر
اشارہ لفظ نہ دہ ہے اور اطلاق قیامت اوپر موت و ہلاکت کے حدیث شریف
مذکورہ بین مجاز ہے کیونکہ موت کی بعد قیامت یعنی حشر جو ہم معنی قیامت ہے
بالضرور ہوگا اور بالفرض استغراق اضافی ہی سہی لیکن تاہم مفید نہ ہوا عذر استغراق
اضافی بالنحن فیہ بین بوجہ تال کا رعہد ہو جانے کے جسکی خرابیان مذکور ہوئیں ہیں
اور ماونکا استعمال بالاستیعاب والا استغراق ہوگا بقا بالمقررہ وشیعہ نہیں ہو
کسی مطلب خاص کو الزاما اور حالانکہ اثبات درجہ اور واسطہ فیما بین عہد اور استغراق
کا کوئی قابل نہیں معلوم ہوتا میں کہتا ہوں کہ جواب شیعہ اور معتزلہ کا اعظم جہر الیس
اور الیق اور افوق ہے کہ سیاق کلام رب ارنی انظر الیک ہے اور یہہ درخواست
حضرت موسوی متعلق بدار دنیا تھی نہ بدار آخرۃ اور ضرور ہے کہ جواب مناسب
سوال ہو یعنی ای موسی تو در دنیا میں ہرگز نہیں دیکھہ سکتا کیونکہ دار دنیا اور رویتہ
اوسکی جو کہ محتاج ہے الات جسمانی کے کہ وہ سب فانی ہیں اور رویتہ الہی جلشانہ
باقی ہے فانی باقی کو محیط نہیں ہو سکتی مانند کریمہ قل لو کان البحر مدادا لکلمات ربی
لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی ولو جئنا بمثلہ مددا اور کریمہ ولو انما فی الارض من
شجرۃ اقلام والبحر یمدہ من بعدہ سبعۃ ابحر ما نفدت کلمات اللہ ان اللہ عزیز حکیم
یعنی فانی باقی کا احاطہ نہیں کر سکتا ۔ کریمہ ولکن انظر الی الجبل فان استقر مکانہ
فسوف ترانی الایتہ تا آخر انی ثبت الیک متعذر ہوی حضرت موسی علیہ السلام کے
اختیار نفس مطلب اہل تسنن کے ہاتھہ آیا کہ رویتہ الہی جلشانہ فی نفسہ ممکن ہے اسلئے
کہ تعلیق بالممکن ممکن ہوتی ہے پس رویتہ الہی جلشانہ بھی ممکن ہوئی کسی وقت میں

ضروریین کہ دار دنیا ہی مین ہو پس یہ وجہ مذکور دار عقبا ہی مین متعین ہوئی وہ
ایسی جگہ ہے کہ جس جگہہ ممکن ہی نظر لقا دوام واجب کی حکم مین ہو جائیگا
جو کل اہل اسلام کا عقیدہ ہے اور بسبب خیال حصول رتبہ دار دنیا مین حضرت
موسی خواہان ہوئی بعد صدمہ جواب لن ترانی متعذر ہوئی اور ماسوای اسکی
اور نصوص قطعیہ صریح ثبوت رویتہ کے دار آخرہ مین دستگیر ہین قولہ تعالیم
یکشف عن ساق و یدعون الی السجود وہم سالمون اور کریمہ وجوہ یومئذ ناضرۃ الی
ربہا ناظرۃ اور وارد احادیث صحیحہ مشہورہ بہی حکم متواتر المعنی ہین بنا یہ آیات مذکورہ
پس اس امر کو بہی اوس ہی میزان شرعی مذکور یعنی قرینہ شرعیہ مذکور کے ساتھہ تول
جو کہہ لینا چاہیے تاکہ خلاف شرعی لازم نہ آوی خلاف عقیدہ اہل اسلام خصوص
اہل تسنن پس اسبنا ہم کہتے ہین کہ یہہ التباس استعراقی جو ساتھہ لن استمراری
کے جو تہا ظاہر ہو گیا پس سوال جواب شیخ جو یہان سے اسر یگانہ تہا اور بطور
تقریر ملتبسانہ پیش آگیا تہا یا بطور کہ فہمی معترض تہا غرضکہ جسطرح پر تہا اوسکی
نسبت بہی جواب کامل بعنایت الہی جلشانہ ہو گیا پس بعد رفع التباس اصل مطلب
ثبوت خاتمیۃ خاتم النبیین صلعم لفظ النبیین سے جو رتبہ خاتمیۃ مین نازل ہم
اور علی ہذا القیاس مطلب ثبوت رحمت عامہ واسطہ تمامیہ عوالم کے مفہوم لفظ العالمین
آیہ رحمتہ مین بخوبی واضح ہو گیا اور نیز واضح ہو گیا کہ حسب قرینہ مقام یعنی قرینہ
شرعی موافق مقام متعین ہو جائیگا یعنی لام استغراق بجای خود اور لام عہد
بجای خود مانند علی لسماء العالمین مین اور مانند فضلتکم علی العلمین یعنی بشر طنیا خرہم
حال حکم شرعی اور عقیدہ متدینی ہو پس بالضرور اعتبار لام عہد النبیین کا آیہ خاتمیۃ
مین بطور زعم صاحب خصم الموحدین جو موحدی ہے خصوصیہ خاتمیۃ خاتم النبیین
کو ساتھہ طبقہ ارض علیا کے اور آیہ رحمتہ مین قطعا باطل ہے فافہم ولا تتہم فقط

قسط اس ہفتاد وہم

قسط اس ہفتاد وہم اور جو پہلا جملہ منجملہ تفسیر مذکور یہ ہے کہ عموم نص کے قطعی ہونے مین بڑا اختلاف ہے امام شافعی وغیرہ عام کے ظنی ہونے کے قایل ہین بلکہ حنفیون مین بھی مشایخ سمرقند ظنی ہونے کے قایل ہین اور کہتے ہین کہ مفید وجوب عمل ہے نہ مفید اعتقاد بلکہ مذہب جمہور فقہا اور متکلمین کا کتب اصول مین بھی مذکور ہے اور بعض علما نے بھی مذہب آئمہ اربعہ کا قرار دیا ہے کما لایخفی علی من طالع التلویح والمختصر پس نص قطعی کہنا اوسکا غلط ہے ہان بنا بر مذہب بعض علما کے البتہ صحیح ہے دیکھو لا یفید مطلوبکم فقط لیا جائی غور ہے کہ صاحب عبارت ہذا نے اسقدر بھی ہیان اور خیال نہ کیا کہ عموم نص کا علاقہ عمل سے ہے، وجوب مذہب جمہور متکلمین اور فقہا وغیرہ اور مانحن فیہ از قبیل اعتقادیات ہے پس یہہ قول کہ نص قطعی کہنا اوسکا محض غلط ہے ہان بنا بر مذہب بعض علما کے البتہ صحیح ہے فقط عین کہتا ہون کہ یہہ قول غلط ہے صحیح نہین اسواسطہ کہ جو نص صرف مفید عمل ہوگی وہ مفید اعتقاد (یعنی) ائمہ سلوۃ وتر کے کسی کے بھی نزدیک مفید اعتقاد نہین نہ نزدیک جمہور نہ بعض ہان اگر جو کہ مفید اعتقاد اور عمل دونون ہوگی یا صرف اعتقاد ہوگی وہ بحث ہے اس بارہ مین یعنی افادہ قطعیہ مین مثل نص وارد باب فریضہ صلوۃ الخ بعینہ پس مانحن فیہ مین صرف از قبیل اعتقادیات ہے۔ اور مع غض النظر عن ہذا ہم حنفیون کے نزدیک عام بعد الخصوص البعض حکم خاص قطعی ہے پس مانحن فیہ مین یعنی خاتم النبیین قطعا قطعیۃ العموم ثابت ہے پس شامل ہوگی خاتمیۃ خاتم النبیین جمیع طبقات ارض کو بلکہ عرش کرسی کو بلکہ تمام خدائی کو فلا یکن احد من المستغرقین فی الاوہام —

قسط اس ہفتاد ویکم

قسط اس ہفتاد ویکم اور جانا چاہیے کہ وہ عبارت مذکور کہ جسکی سرنوشت پر یہ تفصیل منتہی صادر ہوئی جو مندرجہ سوال سایل ہے وہ خود مختل ہے اور بیکار اور عبارت سوال مذکور یہ ہے کہ زید کہتا ہے کہ جو کوئی کسی طبقہ مین دوسرا خاتم النبیین تجویز

کری اگرچہ آنحضرت صلعم سے رتبہ میں کم ہووی وہ شخص کافر ہے کیونکہ منکر عموم نص ہے وہو قولہ تعالیٰ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فقط

الجواب یہہ قول اوسکا کہ جوکوئی کسی اور طبقہ میں دوسرا خاتم النبیین تجویز کرے الخ محض غلط ہے اور یہہ کہنا اوسکا کیونکہ منکر عموم نص ہے باطل ہے کیونکہ اول یہہ ثابت کرے الف لام النبیین میں استغراق کے لئے ہے جایز ہے کہ عہد کے لئے ہو فقط پس جانا چاہیے اوپر ہر احتمال " بیکاری مذکور جو نسبت اسکی ہمنے بیان کی ہے قطع نظر اس سے کہ یہہ دعوی کہ منکر عموم نص فی نفسہ باطل ہے یا نہیں یہہ ہے کہ دلیل مذکور کہ اول یہہ ثابت کرے کہ الف لام النبیین میں واسطہ استغراق کے ہے خود منقوض ہوگئی جیسا کہ تحقیق اوسکی مفصل جوابات تیسری اور دوسرے اور پہلی جہات میں منجملہ تفصیل مذکور کے عنقریب بعید گذر چکی پس اب نص قطعی ہونا باستغراق جمیع افراد النبیین المضاف الیہم جنکا مضاف خاتم ہے بطریق تقابل سابقہ اس ہی آیہ منکر کہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین آیہ نہائیہ کا ثابت ہوگیا اسواسطے کہ جو دلیل دعوی مخالفہ انہا یعنی عدم ثبوت استغراق لام مذکور وہ ہی ساقط ہوگیا تو دعوی جو دلیل تہا یعنی علم قطعیت نص وہ بہی ساقط ہوگیا پس ثابت ہوا کہ یہہ ص ہے اور جو منکر عموم نص ہے اوسکا حکم جو مذکور ہوا ہوا مذکور ہے وہ ہی معتبر رہا اور اعتراض صاحب اس عبارت کا اپنی خبط نظر المومنین کا باطل ہوگیا اور قطع نظر اس سے جو دلایل جلایل بر دوام استحالہ ایمان شرعیہ خلاف عقیدہ اسلام جو ثابت بقرآن وحدیث اور اجماع امتہ ہے مذکور ہوئے ہیں اول کتاب ہذا تا آخر مذکور ہوئے ہیں وہ علاوہ برین ہیں وہ موجود ہیں پس اب تجویز اور خاتم النبیین کی سوائی خاتم النبیین صلعم کے کسی طبقہ میں ہو خلاف نصوص قطعیہ ہے خلاف عقیدہ اسلام خصوص اہل سنت وجماعت اور مخالف

کلام میں مراد اہل اسلام سے اہل تسنن ہیں پس یہ قول بھی مثل مجدد صاحب کے
نصر المومنین کہ اہل اسلام کے بعض فرقہ ختم نبوت ہی کے قایل نہیں اور بعض
قایل ختم نبوت تشریعی کے ہیں نہ مطلق نبوت کے باطل ہو گیا غرض ہماری تقریر
بحال ہے یہ باطل اور اہل بدعۃ اہل ہوا ہی ہیں وہ ہمیشہ اہل الحق سے نزاع میں ہی نحن اہل الحق فنقطع
دابر القوم الظالمین والحمد للہ علی ذالک فقط اور بعض تحقیق ہماری جو متضمن ابطال اعتراضات
ہے اوپر عبارت دافع الوساوس اور موافقہ کے اور غیر عبارت نصر المومنین فی
رد قول الجاہلین وغیرہ ہے عموماً وخصوصاً اوس قسطاس میں جو مشتمل بر تحقیق مسئلہ
امتناع نظیر ہے گذری ملاحظہ کرنا چاہیے مگر کچھ مختصر بیان یہاں بھی تحریر ہوتا ہے امتناع
نظیر کے مسئلہ کی یہ تحقیق ہے کہ امتناع بالغیر ہے اور بالعرض بالذات کیونکہ آنحضرت
صلعم خود ممتنع بالذات نہیں تو نظیر بھی اوسکی ممتنع بالذات ہو اسواسطے کہ حکم نظیر کسی
شے کا حکم اوسکا ہے ورنہ نظیر نظیر ہی نہیں پس ذات آنحضرت صلعم ممکن بالذات
ہے پس نظیر بھی ممکن بالذات ہے اور جو ممکن بالذات ہے تحت قدرت الٰہی جل شانہ ہے
اور ممکن تحت قدرت الٰہی جل شانہ بالضرور ہے بنظر نفس امکان کیونکہ در اصل تو ممکن
بالذات ہی تھا مگر لوجہ عروض کسی غیر کے یہ اثر پیدا ہوا کہ ممتنع بالغیر ہو گیا اگر یہ اثر
پیدا نہ ہوتا تو یہی ممتنع اوسکا لازم آوے مثلاً ما نحن فیہ میں یا عجز حضرت حق تبارک
وتعالے لازم آوے یا کذب یا لغو اسواسطے کہ توجہ قدرت طرف ممتنع بالذات کی
باطل ہے اور پھر اوسکی نسبت یہ کہنا کہ ہم پاس عزت فلانی اوسکو نہیں کرتے یا بیخبر
اور سبک عقلی ہے یا صفت کی توہین اور نقائص یا صفت کا احسان تعالی اللہ عن
ذالک علوا کبیرا نعوذ باللہ منہا پس واضح ہوا کہ ایسا امکان مذکور یعنی ممتنع بالغیر ہونا
استعداد ادی سے ساحت قدسیہ میں بوجہ مذکور نہیں ظہور کر سکتا فتدبر ولا تختبر
اللہ تعالے نہ برنگ حقیقۃ نہ برنگ اضافۃ پس ہر گاہ یہ گروہ صاحبان مذکور مشت

خواتم کنت فعلیہ میں ہوئی تو خود دناقض ہیں اپنے عقیدہ مذکورہ کے جو کہ امکان
استعدادی انتہا جیسا کہ گذرا اور جو کہ صرف نا با لفعلیۃ ہے سلسلہ ممکنات سے
صرف نا با لامکان الاستعدادی والقوۃ نہیں علی ہذا القیاس عکس او سکا یعنی جو صرف
نا با لامکان الاستعدادی والقوۃ ہی ہے سلسلہ مذکورہ سے صرف نا با لفعلیۃ نہیں
ہو سکتا پس فعلیۃ نظیر آنحضرت صلعم جو ممتنع بالغیر ہے بالحقیقۃ والاضافۃ بدلیل عدم
قولہ لعم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین بالتخصیص الحقیقۃ والاضافۃ عقلاً و شرعاً
باطل ہے فکان ان القول بالخاتمیۃ الاضافیۃ کان سہلاً منثوراً الحجۃ للہ علی ما ارانا
من الحق والصواب والیہ الرجوع والاٰب۔ اور ہماری عقیدہ کی تحقیق دربارہ امتناع
بالغیر جو مطابق عقیدہ حضرت مولانا محمد اسماعیل شہید ہے وہ ایک قسطاس مستقل
میں موجود ہے فقط قسطاس ہفتادو دویم اور منجملہ تفصیل مذکور جملہ شانون
عبارت مذکور ہے کہ حدیث حضرت ابن عباس رض جسمین ان مغفیون شاذ ہم
کی ہے اوس سے بھی یہ ہی مطلب جس کو یہ کثر کہتی ہیں ثابت ہوتا ہے ہم آپنی
ہین نہی کینگے کہ اس تشبیہ کس بات مین ہے اوس شق کو متعین کرو جسکو تھوڑا سا
لگاؤ علم سے ہوگا سمجھ لیگا کہ مقصود اس کلام سے بیان سلسلہ کا ہے جسطرح اس
زمین مین آدم اول الانبیا اور نوح اور ابراہیم اور خاتم الانبیا رہوی ہیں اور جنھون
ہی اسیطرح گذرے ہین اور جو تاویل قسطلانی نے لکھی ہے وہ محض غلط ہے
پس جانا چاہیے کہ اول تو ہمنے نسبت سند اس اثر کے جنداں کلام نہین کی اصلی
علماء نے اسمین بہت کلام کی ہے خصوص علماء مکہ معظمہ نے حرسہا اللہ تعالے
عظمہا اوسکو سند او متنا معنی و مراداً نلے وجود کردیا منجملہ اونکی جو اولوالعلم ہین
اربعون مذہب کے چار رکن مفتی از انجملہ شیخ عبدالرحمان سراج جو لسیر ہین مفتی
شیخ عبدالسراج حنفی رحمۃ اللہ علیہ کے جو اعاظم فضلاء حرمین شریفین سے ہے تفسیر

نے سنہ ۱۲۶۳ ہجری قدسی صاحبہا میں شرف زیارت مکہ معظمہ حاصل کیا از انجاکہ استاد
فقیر حضرت مولانا الحاج شہرۂ آفاق محمد اسحاق محدث رحمۃ اللہ علیہ سے اونکی محامد و
مناقب وفضایل وکمالات ہمیشہ سنتا تھا اور باہم اونکی کمال اخلاص تھا لہذا بمجرد
خصوصیت ہمراہ جناب حافظ مولوی محمد محتشم مرحوم پہلیتی داماد حضرت استاد مصدر
المناقب والمفاخر کی اونکی خدمت میں یعنی شیخ عبدالسمیع کی حاضر ہوا اونہوں
نے تقریب بدیں الفاظ کی کہ یہ ہماری شیخ کے اخص تلامذہ میں سے ہیں اونہوں
نے فرمایا کہ ہماری بھی اخص تلامذہ میں سے ہیں میں نے عرض کیا کہ مجکو سند حدیث شریف
واجازہ اور روجادت عنایت ہو جیسا اپنی شیخ ممدوح سے حاصل ہے فرمایا
کہ ہماری طرف سی بھی اجازت ہے تمکو تم پر اطمینان ہے جیسی تمہاری شیخ واستاد
کو تمپر اطمینان ہے پھر فقیر مدینہ منورہ کو روانہ ہوا اونکی طبیعت علیل تھی بعد جہد
بعد پہونچنی فقیر کے ہندوستان میں اپنی وطن میں خبر وفات شیخ عبدالسمیع کی
آئی اور فتوی مذکور شیخ عبدالرحمان مذکور کا ہے اور باقی سب علماء کی تصدیق
ہے از انجملہ مصدقین جناب فضیلت مآب مولوی رحمۃ اللہ صاحب سندیلوی مہاجر
کرانوی ہے سلمہ اللہ تعالے وعافاہ ورزقنا لقیاہ فتوی مذکور بعبارت علی مابیع
مطبع مصطفی ہندوستان میں پہونچا ہی فقیر نے از اول تا آخر اوسکا بخوبی ملاحظہ کیا ہے
لہذا اوس معنی اثر مذکور میں جو بعض علماء ہندوستان نے مانند صاحب دافع الوسوسہ
وغیرہ بعض افاضل نے اور صاحب نصر المومنین فی رد قول الجاہلین بے علم ہی کہا ہے مختصر
بات دربارہ سند اثر مذکور یعنی اثر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ یہی کہ میں کہتا ہوں کہ اوسکی
سند میں ابوالضحی یہی اوی ہیں مابین اونکی اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے بہت لوگ
رواۃ ہے اور فاصلہ ہے پس اثر مذکور میں تخلل انقطاع ہے اتصال سند نہیں
ہوگا، اصل جزمیں انقطاع مضر ہے مانع اعتبار ہے تو اثر میں تو اوسکا اثر بطریق اولی

ہے اور عذر عدم مضرۃ شاذ و غرابۃ وغیرہ اسباب ضعف و رکاکت در باب تفاصیل
حشری اور فضایل جو نزد محدثین معتبر ہے وہ در صورت اتصال سند ہے نہ بصورت
انقطاع سند باوجودیکہ ہر گونہ قابل اعتبار نہیں براہ سند مگر نظر متن بطریق تنزل کلام
جو ملاحظہ کیا کیا تو ایسی خرابی جو پیدا ہوئی تو تمامہ قساطیس اونسے پر ہیں الحاصل
محل کلام ہے سنداً و متناً خصوص نظر بدان مفہوم مراد زعمہم اعنی اور اس قسم کی تحقیق
ضروری متعلق اسکی اوایل کتاب ہذا قسطاس یکم میں مذکور ہے واللہ اعلم
قطع نظر اس سے بموجب معنی اثر مذکور کے برخلاف معنی مبینین سلف مانند قسطلانی
وزرقانی وغیرہ کے جو اس عصر میں بعض فضلاء و علماء نے بیان کیے مانند عبارت
دافع الوسواس و مسوی اقفہ وغیرہ نی اور نیز بالخصوص صاحب مرغوب المسایل بنصر المومنین
فی رد قول الجاہلین نے بیان کیے ہیں اوس معنی کو جو پیش کیا جاتا ہے اور اصول
دین کے تو مخالف ہوتی ہیں کتاب اللہ قطعی الدلالۃ کو یعنی عموم قولہ تعم ولکن رسول
اللہ وخاتم النبیین اور کریمہ لیکون للعالمین نذیراً جیسا کہ اکثر قساطیس میں مدلل
مفصل ہو چکا جس سے انحاف و انقلاع معنی مندرج عبارت دافع الوسواس و مسوی
واقعہ و تالیہ و عبارت مرغوب المسلمین نصر المومنین فی رد قول الجاہلین بخوبی ہو گیا
مانند مخالفت حدیث لا صلوۃ الا لفاتحۃ الکتاب کے عموم کریمہ قطعی الدلالۃ فاقرؤا
ما تیسر من القرآن کو بس خود یہ حدیث متصل الاسناد قابل الاعتبار متروک ہے
چہ جائکہ اثر مذکور جو منقطع الاسناد ہے اور اثر ہے اور عموم لفظ النبیین یا ایہ
والمعنی سے کصحیح الجمیع الدالۃ علی الشمول وضعاً و عموم المعنی ظاہر للشمول ظاہر
معنی اور قطعی ہونا عموم نص کا ثابت ہوا پس خاتمیۃ خاتم النبیین عموم نص قطعی
الثبوت ہے درباره ثبوت رسالت و ثبوت خاتمیۃ عامۃ نبیین کیونکہ مسوق لہ
الکلام بالفرض یہی مطلب ہے پس ثابت ہوا شمول خاتمیۃ خاتما

جمیع طبقات کو باسرہا اور یہ اصل دوسری یعنی اعراض آئمہ صدر اول تبعین
اللہ تعالے علیہم اجمعین یعنی صحابہ کرام کا معنی مذکور سے نسبت اثر مذکور کے بعد
عرض کرنے اس اثر کے اور یہ اصل مذکور خود دلیل ہے اور یہ مخالفت اس معنی مذکور
کے عدم نقل مذکور کو یعنی آیتہ خاتمیتہ مذکورہ کو یعنی کسینی صدر اول میں ایسے معنی کو بطریق
اصلا التفات نہیں کیا کہ ظاہر ہے پس دلیل بس ہے واسطے انقطاع باطنی
اثر مذکور کے اور انقطاع ظاہری کا تذکرہ پیشتر عنقریب جس جگہ ہے حال سند
ابوالضحی کا مذکور ہو چکا گذرا اور بالفرض والتقدیر اتصال سند ہے ثابتہ ہو تب
بھی اثر مذکور قابل قبول نہیں من حیث ذالک المعنی لفساد المعنی پس یہ معنی
مرحوم زاعمین بنسبت اثر مذکور بوجہ انقطاع باطنی مذکور نا مقبول ہے کو نظا ہر متصل
ہی سہی اور وہ معنی جو مشتہر بیان قسطلانی اور زرقانی وغیرہ ہیں یعنی مراد اول سے آخر
خبر نبی ہیں بوجہ اتصال باطنی مذکور یعنی موافق کتاب السراج وافیال صدر اول نے
کیا ملکہ کامہ امتہ کے مقبول ہے اور خود دنیا کی تفسیر حضرت ابن عباس سے بنسبت اجمال
اس اثر کے جو اس حدیث قدسی مذکور فی القسطلیں سابقہ یعنی مرحوم زاعمین حال
پیدا ہوا وہ اصلا قابل گزر نہیں ہرگز قابل قبول نہیں وہو ذا عن ابن عباس بروی
عن السراج لو لم یختم بہ النبیین لجعلت کما ابنا یکون لعدہ نبیا یعنی بموجب مقتضائے
لفظ لو کے تمامہ انبیاء ختم ہوئی لہذا عدم مجیء آیتہ مذکورہ کدام ابن حضرت خاتم النبیین
صلعم ظہور میں آئی قطع نظر اس سے کسی اور صحابی سے صدر اول میں سے کوئی اور
روایتہ ہم معنی اس اثر کے بھی تو نہیں ثابتہ ہوئی جنانچہ خود ارباب رسایل اسکی معترف
ہیں اور یہ ثابت بھی ہو تو کیا ہوتا ہے پیش حدیث قدسی مذکور مضمحل ہے اور سند
ان مسائل اصول کی اور دلایل اصول کی نور الانوار اور توضیح وغیرہ کتب اصول
کے بحث سنت میں موجود ہے جنانچہ عموم نبوت کا قطعی الثبوت ہونا اس اصول محولہ

کتاب مذکور سے بخوبی بطور اصول ہی ثابت ہوگیا پس بغو ہوگیا قول صاحب
البحر المومنین کا کہ عموم لفظی ظنی الثبوت ہے اور عبارت نور الانوار یہ ہے
انما الباطل ای الانقطاع الباطن لو غان یکون الاقتتال فیہ ظاہرا
دلالۃ وفی الحل لوجہ آخر وہو فقد شرائط الراوی او مخالفتہ الدلیل فوقہ انکان
بالعرض ای عرض الحدیث علی الاصول بان خالف الکتاب کحدیث لا صلوۃ لمن
لم یقرء بفاتحۃ الکتاب یخالف لعموم قولہ تعالیٰ فاقرءوا ما تیسر من القرآن او عرض عنہ
الائمۃ من الصدر الاول یعنی ان الصحابۃ اذا تکلموا فیما بینہم بالرای ولم یلتفتوا
الی الحدیث کان ذالک دلیل الفظاعۃ مثل ما روی ان الصحابۃ اختلفوا فیما بینہم
فی وجوب الزکوۃ علی الصبی بالرای ولم یلتفتوا الی قولہ علیہ السلام ابتغوا فی
مال الیتامی خیرا کیلا یاکلہ الصدقۃ فعلم انہ غیر ثابتہ او کاول تاویل ان المراد
بالصدقۃ النفقۃ علیہ کما قال نفقۃ المرء علی نفسہ صدقۃ کان مردودا انتہی
ایضاً انتہی فقط اقول قفس علی ہذا حال لاثر المذکور المتنازع فیہ یعنی مراد نبی
سے اثر مذکور میں ہاوی غیر نبی ہے مجازاً بوجہ مناسب نفس ہدایہ میں مانند
مناسبت فیما بین صدقہ و نفقہ مذکور بمشارکت علت شدہ احتیاج فیما بین ہر دو مصرف
یعنی احتیاج یتامی طرف متولی مربی سرپرست کے اور احتیاج فقراء طرف اغنیاء
کے حالانکہ احتیاج یتامی فایق ہے بنسبت احتیاج فقراء کے کہ ظاہر ہے اور میں
کہتا ہوں کو یا وجہ یہ ہی دربارہ اطلاق لفظ صدقہ اوپر نفقہ یتامی کے بسبب
حاجز ہونے اونکی کے تصرف سی اپنی مال میں عرفاً و سمعاً شرعاً و سمعاً عقلاً کہ وہ
مانند فقیر کے ہیں او محتاج کے پیش مبل اپنی کے کہ وہ مجبور ہیں تصرف سی لہذا
غرض شارع یہ ہے کہ مربیان اور متولیان یتیمان اونکی کو خطاب ہے کہ خدا
کو مان کر اونکو اطور لکھیوں فقیروں ہی کے انکی مال میں سے ذوادر جلد جلد

اسراف کے طور پر مت کہا اور اجاد قولہ لتم ولا تاکلوا اسرافا وبدارا ان
یکبروا یعنی مت کہا و مال یتامی کو زیادہ حاجت ضروری سے جلد جلد اور زیادہ
تمذر کے اختلاف صحابہ نسبت اثر مذکور نہیں پایا گیا مانند حدیث مال یتامی مذکور
کے بوجہ فرق فیما بین حدیث اور اثر کے کہ ظاہر ہے نا مقبول ہے اسواسطہ کہ
منشاء اختلاف صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین جو باعث ہے التفات اور عدم
التفات اونکی کا حدیث سے نہ اثر یعنی باعث مذکور صرف اقوال ہمدگری اونکی
نہیں سمجھا جانا چاہیے کہ قراءۃ قرآن اور صدقہ اور نفقہ منجملہ اعمال ہیں نہ عقاید پس
انکا سموم نفوس سے اور اجماع صحابہ رضی اللہ عنہ سے قطعی الثبوت ثابت ہوا پس
اعمال و عقاید جو ثابت بعموم نفوس اور اجماع صحابہ ہیں ہر دو قطعی الثبوت ہیں ایسی شبہ
مزعوم زاعم کہ عموم نفس مفید قطعیہ نہیں بالکل زایل ہو گیا فقط واللہ اعلم

خاتمۃ الکتاب

قسطاس ہفتاد و سوم خاتمۃ الکتاب - جاننا چاہیے اس باب میں یعنی تحقیق
فصل ہا میں اراضی سبعہ اور تنزل ہا میں اونکی اور کیفیت امر فیما بین اونکی اور عابرین
اونکی کے اور کرویت اونکی کے اور خود تعدد میں خود اقوال سلف و خلف مختلف اور تنزل
ہیں مگر اسقدر بقدر مشترک متحقق ہے کہ ارض متحقق الوجود ہے ثابت بنصوص
قطعیہ قرآنیہ واخبار صحیحہ نبویہ علیہ افضل الصلوۃ والتحیہ اور آثار صحابہ سے اور
تعداد اونکی لبعد وسعۃ ثابت باخبار مشہورہ مستفیضہ جو کہ رافع ہے ابہام مستقر

قسطاس ہفتاد و سوم

کو در میان لفظ متناہی واقع آیۃ اللہ الذی خلق سبع سموات ومن الارض
مثلہن کے بطور تنزل باخبار مشہورہ مستفیضہ کے جیسا کہ باصول حدیث
اور اصول فقہ میں مقرر ہے ایں معلوم ہوا کہ منکر تعداد سبع سموات کافر ہے

بالاتفاق جو کہ ثابت ہے نصوص قرآنی سے قولہ الم خلق سبع سموات طباقا الربط
اتبع لہ السموات السبع والارض ومن فیہن بخلاف تعداد زمین کے اسلئے کہ الارض
معطوف ہے السموات السبع پر بخلاف ہے معطوف علیہ کے جو شان عطف ہے اور
منکر نفس وجود ارض ہی ایسا ہی کافر بالاتفاق اور منکر تعداد زمین کا فر بالاختلاف
مانند منکر مسح موزہ کہ اوسکا بھی ثبوت احادیث مشاہیر سے ہے مانند تعداد
اراضی کے نہ متواترات سے اور ظاہر ہے کہ کافر اختلافی درصورت انکار اسلام
اوسکی کے اشد فاسق ہے کہ جسکی کفر اور اسلام میں علماء متحیر اور متردد ہیں اور
عدم تکفیر ایسے مسئلہ اختلافی میں امر احوط ہے بموجب روایات مفتی بہا و واقعہ
معتبرات کے مانند درمختار و ردر شرح عزا و وغیرہ اور اختلاف فصل اور وصل
مابین ارض بالغ نہیں تکثر ارض اور تعدد اوسکی کو باعتبار اور تمیز کے مابین طبقات
کے از قسم الوان وغیرہ و سہل سخت جیسا کہ وارد احادیث ہے قال رسول اللہ
صلعم فجار بنو آدم الخ خواہ طبقات ملتصقہ ہوں خواہ منفصلہ مگر چونکہ اسکی تفسیر
میں روایۃ مرفوعہ ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے جامع ترمذی وغیرہ میں
اصح و اعمد الباب ہے اگرچہ اوسمیں باعتبار طرق غرابۃ من وجہ ہے اور انقطاع
ہے اتصال سند نہیں اور ارسال ہے جیسا کہ امام قسطلانی نے ارشاد ساری
شرح بخاری میں لکھا مگر باہم قول فصل ہے مابین اراضی سبعہ سلفاً و خلفاً متلقی بالقبول
بین العلماء والفحول ہے اگرچہ بعض متکلمین سے اسکی برخلاف قول ہے کہ اراضی
باوجود ملتصقہ ہیں وعن بعض المتکلمین ان المثلیۃ فی العدد خاصۃ وان السبع
باوجود ۱۲ من قسطلانی ۱۲ اور جسنے حمل کیا عدد سبعہ کو اوپر اقالیم سبعہ کے وہ نا انصاف
ہے ہے قال ابن کثیر ومن حمل ذالک علی سبع اقالیم فقد ابعد النجعۃ وخالف القرآن
قسطلانی ۱۲ یعنی وہ دور چلا گیا چراگاہ میں بخیتہ آیا یہ قسم ہے گھاس کی اوسکو

جانور حباری کہا جاتا ہے اور اس جانور کو فارس میں تغدری کہتے ہیں چنانچہ مشکوٰۃ شریف
میں حدیث ہے حتی تموت الحبارٰی فی وکرہا در بارہ قحط سالی بسبب شامت ظلم ظالم
جانور مذکور اکثر کوہستان میں دور دراز رہتا ہے یہ تشبیہ ہے غلطی میں بالکل
سے دور جا پڑنے میں اور قول ابن عساکر اور الوذر تفسیر میں اس آیت کی یہ ہے
وفیہ دلالۃ علی ان بعضہا فوق بعض کالسموات موافق ہے مضمون حدیث مذکورہ
ترمذی کو کہ جسمیں لفظ اتدرون ما تحتہا فانا اعلم قال ارض اخری مذکور ہے
پس بعضہا فوق بعض ثابت ہے کہ ظاہر ہے اور وہ روایت ترمذی مذکور ہے عن ابی ہریرہ
رضی اللہ عنہ قال بینما نحن عند رسول اللہ صلعم اذ ضرطت سنجانہ فقال ایدری من اضرط
فلنا اللہ ورسولہ اعلم قال ذہ رواہا الارض یعنی مشکیزہ زمین کے ہے قال ہل
تدرون ما بینکم وبینہا خمسمائۃ سنۃ الی آخرہ حدیث طویل ہے مگر جسقدر متعلق
مطلب ہے نقل کی گئی مگر مخالف ہے قول ابن عباس رضہ کو صحیح جیسا کہ حاشیہ
جمل میں ہے حکی الکلبی عن ابی صالح وعن ابن عباس رضہ انہا سبع ارضین بعضہا
لیس بعضہا بفرق بینہا البحار وتظل جمیعہا السماء اور اس ہی کے قریب قریب
ساتھ تغیر یسیر کے ہے تفسیر روح البیان میں جو تالیف ہے شیخ کامل اسماعیل
حنفی افندی کی آفندی کہتے ہیں زبان مصر میں طبری عالم کو مانند خلیلی کے تھا کہ ابن
بن وحکی الکلبی عن ابی صالح عن ابن عباس رضہ انہا سبع ارضین منفرقۃ بالبحار یعنی
الحائل بین کل ارض وارض بحار لا یمکن قطعہا ولا الوصول الی الارض الاخری والسماء
الدنیا علیہم وتظل الجمیع السماء حفظا اس فقرہ تظل الجمیع السماء سے مفہوم ہوتا ہے مطلب
انبساط اراضی سبعہ کا اور رہنا بعض کا فوق بعض پس بظاہر منافات اس کا جانب عین
ارتفاع مستوی مستقیم بطور اسطوانہ قائمہ عادلہ یعنی ستون سیدھا جو واقع ہو بین سماء
الارض میں نہیں سمجھا جاتا بلکہ ارتفاع مائل بطور اسطوانہ مائلہ یعنی ستون جھکا ہوا تاکہ

تطبیق حاصل ہو بیان اس روایت کے اور قول بعض کے جو یہ ہے وہم من یری
ان الارض مسطح علی الانخفاض والارتفاع کدرجی العراقی من تفسیر روح البیان
یعنی بامنزلہ زینون کے یعنی سیٹر ہیون کے شکل یہ ہے
بلندی اور پستی کو بھی یہ شکل حاوی ہے انبساط اور ارتفاع کو اور یا یہ شکل ہو سکتی ہے
موافق حدیث تحقیق اہل حدیث شریف علماء محققین کے دربارہ وارد ہونے
حدیث شریف کے بمقدمہ اوسط ہونے اور منبر اعلی ہونے
جنت الفردوس کے اور اوپر اوسکی اور سب جنتوں کے بطور جہت
کے عرش الرحمان ہے یعنی تطبیق لفظ اوسط اور اعلی میں یہ ہے کہ ایک شی اوسط
بھی ہو اور اعلی بھی ہو یہ بین شکل مذکور ہو سکتی ہے کہ وہ دایرہ ہفتمین یعنی
اصطوانہ مدور یعنی ستون گول جو درمیان دوایر ستہ کے واقع ہے وہ سب دوایر
محیط اپنی سے مرتفع بلند ہو اور دایرہ ششمی جو متصل اوسکی ہے وہ اس سے
کوچک ہو علی ہذا القیاس تا دایرہ ہفتمین جو حاوی اور محیط ہے سب دوایر اسطوانہ
محاطہ اپنی کو یعنی ہر دایرہ محیط وہ ہر دایرہ محاطہ اپنی سے کوچک ہو جو شکل مدرج ہے فافہم
بغایر الفہم تو وہ دایرہ جو سب سے بلند تر ہے اور سب کے درمیان میں ہے اوسپر
بین اعتبار صادق آتا ہے معا اوسط بھی ہونا اور اعلی بھی ہونا پس اگر دایرہ ہفتمین
حاوی اور سافل سے جو سب سے کوچک تر ہے پڑھنا شروع کیا جاوے تا دایرہ
بلند تر تک جو درمیان سب دوایر کے ہے تو جس نقطہ سے عروج و نزول شروع کیا جاوے
وہ ہی شکل مدرج پیدا ہو جاتی ہے یعنی ارتفاع و انخفاض دوایر مذکورہ بخط مستقیم جو
بین مساحتہ الراس پر حاوی نہیں حاصل ہوتا بلکہ بطور خط شاخص کے جو اسطوانہ
ظلیہ کے طور پر ہوتا ہے وہ پیدا ہوتا ہے بطور تحت و فوق مجازی کے مثل الفاظ تحت
دایرہ کے اخر سنی یعنی اپنی استاذ الاساتذہ الآفاق حضرت مولانا محمد اسحاق محدث

دہلوی قدس سرہ سے دریافت تفسیر اس حدیث شریف اعلاہا جبۃ الفردوس کے
فایحظہ طلاب الحدیث الشریف مگر جو کا بروایۃ انبساط ارضی روایات مشاہیر کے خلاف ہے اور نیز
خلاف تصریحات جماہیر ہے مانند مفہوم حدیث شریف مذکور ترمذی وغیرہ پس قابل
لحاظ بین قطع نظر اس سے استحالہ عقلی بھی پیدا ہوتی ہیں اب ذکر اوسکا فضول ہے
باقی رہی تحقیق قول لا تفصل الدعوۃ ایہم کی سو جاننا چاہیئے کہ معنی اسکی یہ ہیں کہ
ہر وقت لطور متعارف وصول دعوت نہیں مگر بعض اوقات میں مانند دعوت جنات
ملبسہ ارض عملیا جنات ارض نصیبین کے جو حاضر ہوئے لطن نخلہ میں کہ وہ ایک موضع
ہے مابین مکہ معظمہ اور طائف کے قولہ تعالیٰ واذ صرفنا الیک نفرا من الجن یستمعون القرآن
فلما حضروہ قالوا انصتوا فلما قضی ولوا الی قومہم منذرین علی ہذا القیاس حاضری جنات لباحۃ
الجن بین محصب میں متصل معلاۃ مقبرہ اہل مکہ کے مکہ معظمہ میں ایکدو بار جنانکہ ذکر سابقا مفصل
بعض قصہا اس میں سابقا ہو چکا پس مراد سلب خاص ہے نہ عام پہ معاملہ دعوت نادر
اس طبقہ ارض علیا پر حالانکہ حاضری اور جنات کی بالتشریف لیجانے آنحضرت صلعم کا
امر دشوار نہ تھا کافی سمجھا گیا در باب ملابسہ کی مانند وقد عید القیس کے بعذر حدیث مشکوٰۃ
انا لا نستطیع الاتی الشہر الحرام وبیننا وبینک کفار مضر فمرنا بامر فصل تخبر بہ من وراءنا ہم
بادراج وانہا ہم ابواب الحدیث پس ہر گاہ ایک امر اہل الوصول میں عذر مذکور معتبر ہوا تو امر عسر
الوصول میں بطریق اولی معتبر ہوا اور بصورت عدم وصول دعوۃ حیال ساقطہ ہیں
اور قلاع غیرہ میں اس طبقہ علیا پر نور عقل بجای رسول در بارہ قبول ایمان معتبر شرعی ہوا
مانند تحقیق امام فخر الدین رازی رح اور ایسا ہی قول حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رح اور شیخ
ابو منصور ماتریدی نور اللہ انوارہم مذکور ہے اور تجویز رسول تجویز شرعی ناجایز ہا بسبب
استحالات مذکورہ قسا طیس سابقہ علی ہذا القیاس نظر بعدم بلغہ کافۃ مشائخ جمیع طبقات بلکہ
زعیم فرش طبقات سافلہ میں بھی بصورت عدم وصول رسول قبول علمہم لوجوہ من الوجوہ

مانند عدم وصول اکثر بلاد بلقہ ارض علیا پہونچنا دعوہ کا بذریعہ ہداۃ غیر انبیاء مانند
تحقیق قسطلانی و زرقانی وغیرہ بنسبت معنی و مطلب ابن عباس رض سمجھنا چاہیئے
اور پر ظاہر ہے بصورت نور عقل کوئی استحالہ شرکت فی النبوت یا قسمت ابتدائی وغیرہ
بہ نسبت نبوت حضرت خاتم النبیین صلعم لازم نہیں آیا بوجہ فرق مبنا و مجازی مذکور بلحاظ
فرق کلی کے درمیان حقیقت اور مجاز کے قتائل ۱۲ اور مسلک امام فخر الدین رازی
کے تائید اس حدیث شریف صحیحین میں صریح ہے کہ آنحضرت صلعم روز حشر کنار دوزخ پر
تشریف رکھتی ہونگی اور خازنان نوالجین مالک داروغہ دوزخ اونکو جو تحت شفاعۃ کبریٰ
آنحضرت صلعم داخل ہوئے ہونگی بموجب بروانکی حقتعالی و تبارک جلشانہ غواصی
کرکے نکال نکال تہ دوزخ سے باہر لاوینگی بشرطیکہ اوسکی قلب میں رای کے دانہ کا
بھی برابر ایمان ہوگا پھر ملائکہ عرض کرینگی کوئی نہیں باقی رہا اوسوقت پروردگار
جل جلالہ اپنے تین بسیا پھر دوزخ میں سے نکالے گا فرمایا حضرت صلعم نے ثلث
حیثیات من حیثیات ربی یعنی خیال کرنا چاہیئے تین بیمن میرے رب کے لیونمیں سے
یہ وہ لوگ ہونگی جنکو دعوہ انبیاء نہیں پہونچی ہوگی اور صرف براہ نور عقل مطلب
توحید اور حشر پر ایمان لائی ہونگی کہ امر معقول ہے اسلیئے کہ جسپر اطلاق مبدء
اور منتہی ہر چیز کا ہوسکی وہ ذات وحدہ لاشریک لہ مصداق ہوالاول والاخر
والظاہر والباطن ہے اپنی صفات کمال میں یگانہ ہے اس مطلب پر براہ عقل پہنچ
سکتی ہیں اور جو ذات کہ موجد ہوسکتی ہے بدلیل مذکور یعنی اولیۃ اور اخریۃ
والظاہریۃ والباطنیۃ کیونکہ یہ اوصاف دلالت رکھتی ہیں قادریۃ کاملہ پر وہی
ذات مفنی اور مہلک ہوسکتی ہے اور وہ پر قادر ہوسکتی ہے کہ اعادہ ایجادی
ہوں ہے چنانچہ یہ امر حدیث مشکوٰۃ شریف میں مروی ہے وہو اہون علیہ
یہہ ارشاد آنحضرت صلعم الزاما للحجۃ بنسبت منکرین حشر تفہیما و تمثیلا او تقریبا الہم فی

فہم علی جمیع سواء ہے اور نہ بلحاظ قدرت مطلقہ ہر صعب و سہل آسانی میں مساوی
خواہی اور نزدیک اور نا بعیداری فرماں برداری میں متساوی لاقدیم ہیں یہ سب امور
ثبوت شہر بھی ثابت ہوا مانند ثبوت رکن توحید کے براہ عقل باقی امر رسالت حقیقی سے
جو کہ مشتمل تفاصیل شرعی ہے اور جامع جزئیات ہے اوس سے وہ لوگ معذور رکھے
گئے مانند مقطوع البدان المرافق کے اور منقطع الرجل من الکعبین منقطعہ یا حاقا ایسی
ہوں غسل سے دوبارہ وضو معذور شرعی ہیں بسبب فقدان محل کے چنانچہ یہ مسئلہ
جزئیہ فقہیہ ہے علی ہذا القیاس جس جگہ وقت باعتبار بعض ایام میں بسبب طلوع فجر کے
قبل از غروب شمس ہوتا ہی نہیں یا مثلاً کسی کی نماز عشاء فرض ہیں فوت ہی ہوئی۔ الی غیر ہیں ہے اس
علی ہذا القیاس یہاں یا بارسل سے یہ لوگ جو مکلف ایمان توحید اور تشہیر کے ہوئے اور
رکھی گئے یہ لوگ عنقاء الرحمان کر بہشت میں بستی ہوں گی چنانچہ وارد حدیث بخاری
وغیرہ سے اول تو یہ توجیہ اپنے کو میں معتبر اور منظور رکھنی چاہیے جو سلف صالحین
مانند قسطلانی و زرقانی و سیوطی وغیرہ نے کی ہے کہ مراد اولیٰ ہادی عبرتی ہیں کیونکہ
آخر ایک لفظ حد دلالت کرتا ہے شخص متوسط پر پایا گیا اور وہ معروف من الخصوصیات
الجائز نزدیک سلف صالح یعنی ہادی عبرتی قرار دیا گیا مانند حدیث شرابت کفی کے
واعطا میں کو جائز اور مظنون پایا کہ جسکی دلایل نقلی و عقلی سے تمام قساطیس لہذا
ہیں واجب القبول ہے والا اتباع مسلک امام فخر الدین رازی رح جمہور امام ابو حنیفہ اور
و منصور ماتریدی یقینا کر لیا جائے کہ اسلم ہے احتجاجات شرعیہ سے تمام ایدا شرعیہ اور منظم ہے
سے جیسا کہ گذرا پس معلوم ہوا بعد استراق دلایل شارقہ اور برہان باہرہ
عقلیہ و نقلیہ بصورت وجوہ بیان فیما بین ارضین منخلہ الرضی باقیہ بستر تعلق احکام
تعبدی و تشریعی جو بموجب کریمہ لکل جعلنا منکم شرعۃ و منہاجا ہے اس عنصر
ارض عملیا پر اور بر خلاف تم البتہ بین صلحم کے بالیقین آب سے اور میراث انبیاء علیہم السلام

کے وغیرہ وغیرہ بذریعہ اُن ہذاہ غیر انبیاء کے بطور مذکور ہمکن ہے اور مراد نزول
امر سے نزول مذکور ہے چنانکہ سند اوسکی قسطلانی سے جو شرح بخاری ہے مذکور ہے
وعلی تقدیر ثبوتہ یحتمل ان یکون المعنی ثم من بعدی یہ مسمی بہذہ الاسماء وہم رسل الرسل
الذین یبلغون انبیاء اللہ وسیجی کل منہم باسم النبی الذی یبلغ عنہ مانند رسل ملائکہ کے
قولہ تعالیٰ اللہ یصطفی من الملائکۃ رسلا ومن الناس الایۃ کہ باوجود اطلاق لفظ رسول
رسول شرعی نہیں ہیں جو نبی شرعی ہیں کہ تبلیغ احکام متعلق بدعوۃ الحق الی الحق
ہو بلکہ بمعرف پیغام رسانی ہی ہے اور یہ ظاہر ہے تعریف رسول اور نبی مصطلح شرعی
سے کہ ہو انسان بعثتہ اللہ الخ پھر کیا اشتباہ ہے اور فرق ہادیان غیر انبیاء
میں خواہ از قسم انسان ہوں خواہ از قسم جنات ہوں اور ملائکہ مذکورہ میں جو ہے
سو وہ تو بقید مذکور ظاہر ہو چکا کہ تبلیغ ملائکہ متعلق بدعوت مذکور نہیں بخلاف تبلیغ
جنات اسواسطے کہ اس گروہ کو نفس عدم رسالت شرعی میں جو منصب انبیاء
نہیں ہے شرکت ہے ساتھ گروہ ہادیان غیر نبی کے پس شرکت جنات کچھ مضر
مطلب نہیں فافہم اور جانا چاہیئے اگرچہ نزول وحی بظاہر متعلق بقصص واخبار
ماضیہ اور آیۃ اور احادیث بعض امور خفیہ مانند نجاست پا پوش مبارک آنحضرت
صلعم عین حالت نماز میں متعلق قصہ افک حضرت عائشہ رضہ مروی صحاح خصوص
بخاری شریف اور مخفی ہونا جرو کلب یعنی پلا کتی کا مروی مشکوت شریف اور
مانند اسکی از قبیل احکام نہیں معلوم ہوئے مگر تمام کا رمتعلق باحکام ہے لنظر بنفس
احکام نسبت ان امور کے بنظر غایر پس ہرگاہ منزل اور محل وسکا رسول اعم نبی
ہوا کہ جو مرسل و مبعوث ہے طرف مکلفین کے وہ سب وحی داخل وحی تکلیف
ہے بخلاف قسم دوسری کے یعنی از قسم واوحی ربک الی النحل کریمہ جو بمعنی الہام کے
برابر ہے کہ ذی عقل نہو مانند نحل کے یا ذی عقل ہو مانند کریمہ واوحینا الی ام موسی

ان اشیاء کیونکہ اگر یہ وحی ہو حضرت موسیٰ مخیر باحکام رہا عقل سے حل
سے مسایل اس باب کے پیدا ہو سکتی ہیں مگر یہ چیزیں جو راجع طرف امر تشریعی
ہوئی بوسیلہ استنباط غیر نبی ہوئی مانند قیاس علماء شجلات تفریع اور تشبیہ اور
تخریج کے جو بلا وساطت غیر نبی راجع طرف نبی کے ہیں فافہم ولا تہتم واللہ اعلم
اور بصورت عدم وجود مکلفین طبقات سافلہ کے مراد نزول امر سے وہ وحی ہے
جو متعلق بتکلیف احکام نہو بلکہ صرف ارقسم دیگر ہو جو متعلق بنظم و نسق عالم اور
تفویض و تحویل ملائکہ مدبرات امر ہے جو جارحہ تدابیر کارخانجات الٰہی ہیں مشتمل بنفع
عام از قسم تربیت محض امور معاشیہ ہو جس سے عالم اسباب وابستہ ہے کہ سنت
الٰہی اس ہی روش پر جاری ہے جسمیں تبدیل عنوان تجویز ہے نہیں الا ماذا
مانند خرق عادہ جسکا مستلزم یا منبوۃ اور نیز مرتبہ فیض اور سکی کا ہو ولایۃ ہے جو معجزہ
یا عجاز و کرامت ہے یا دیگر قسم نظر بندی وسحر وغیرہ تو وہ قابل اعتبار نہیں اس
باب میں مثلاً بارش بدون وجود ابر یا وجود داخل ہونے تحت قدرۃ الٰہی جاشبانہ
کے ظہور اور سکا طریقہ مسلوک نہیں مثنوی مولانا رومی قدس سرہ۔ دیدہ اسپی کہ
کرہ خرد بد۔ سہ گندم از گندم بروید جو ز جو۔ پس عام ہے اس سے کہ مراد اس
سے وحی تکلیف بالاحکام ہو جو امر تشریعی ہیں یا وحی تدبیری اور انتظامی اور
انتساقی ہو جو امر تکوینی ہیں کیونکہ لفظ امر از قبیل اشتراک لغت ہے صاحب الجمل

تنزل الامر الوحی ینزل بہ جبرئیل ۱۲ جلالین ۱۲ اقال فی حاشیۃ الجمل تحت قولہ
ینزل بہ جبرئیل قال القاری لم یجد ہذا القول لغیرہ من المفسرین اذ غایۃ من فسر الامر
بالوحی قال فی تفسیر قولہ ینبہ ہذا الارض العلیا التی ہی اولاہا وہی السماء السابعۃ
التی ہی اعلاہا اس فقرہ میں صاف ظاہر ہے کہ وہ مطلب جو ہمنے تحقیق کیا یعنی محل
نزول وحی تکلیف بالاحکام یہ ہے طبقہ رمن علیا سے جو مقر ہے حضرت خاتم النبیین

صلعم کا کیونکہ ایک جانب ارض علیا سے بھی جانب ہے اور دوسری جانب ہر ہفت آسمان
ہیں حیث الجمیع کیونکہ جبرئیل علیہ السلام وحی مذکور لاتے تھے بالائے ہر ہفت
آسمان سے اور ٹھہر جاتے تھے روی زمین علیا پر جو کہ مقر تھا اوسکا یعنی وحی کا
کہ رسول اللہ رسول امین رسول کریم تھے شیخ سعدی علیہ الرحمۃ ؎ امام رسل
پیشوائی سبیل ہا امین خدا مہبط جبرئیل ہا اور یہ توقف ملا علی قاری رح سے یعنی
یہ کہنا کہ نہیں پایا ہمنے یہ قول واسطے کسی اور کے زمرہ مفسرین سے سوای شیخ
جلال الدین محلی رح یہ ہمنے ہے اور پر اس تحقیق کے کہ مراد وحی سے وحی بالاحکام
ہو پس نفی مذکور نفی اس کیفیت کے ہے نہ نفی کلی اور نزول وحی کو لازم نہیں کہ
ہمیشہ احکام اور تکالیف ہی ہو بلکہ ممکن ہے کہ وحی دوسری قسم کی ہو یعنی وحی تدبیر عالم
اور اور قسم کے تصرفات کے ہو کہ شامل ہے جمیع ارضی سافلہ اور عالیہ کو اور ہر
آسمان کو قولہ لغۃ واوحی فی کل سماء امرہا فافہم وفی حاشیہ الجمل وہذا التوقف من القاری
مبنی علی ان المراد بالوحی وحی التکلیف بالاحکام ولیس بلازم لامکان حملہ علی وحی
التصرف فی الکائنات پس جاننا چاہیے کہ اس تحقیق سے عبارت جلالین اور حاشیہ
الجمل سے وہ اعتراض عبارت دافع الوسواس دور ہو گیا اور پر سے شیخ جلال الدین
محلی رح کے جو فخریہ عبارت دافع الوسواس نے آخر صفحہ اپنے میں کیا تھا سو ہمہ لفظ
نے باکی کے یعنی نسبت کے اپنی قلت تدبر اور تتبع کی طرف شیخ موصوف رح کی در از
نفسی ہیچ ہیچ ہیچ سعدی ہمہ خود است وعبارت الخطیب والاکثرون علی
ان الامر ہو القضاء والقدر وعلی ہذا یکون المراد بقولہ لغۃ بنحو اشارۃ الی ما بین الارض
السفلی اللتی ہے اقصاہا وبین السماء الدنیا بقولہ اللتی ہے اعلاہا فیجری امر اللہ وقضاہ
وینفذ حکمہ فیہن وعن قتادہ فی کل ارض من ارضہ وسماء من سمائہ خلق من خلقہ
وامر من امرہ وقضاء من قضائہ وقیل ہو ما یتبرہ فیہن من عجائب تدبیرہ وقیل

یتنزل الامر بینہن لتعلموا ان اللہ علی کل شیء قدیر وانہ قد احاط بکل شیء علما
فیہن من عجائب تدبیرہ وفیتنزل المطر ویخرج النبات ویاتی باللیل والنہار وتصاریف
الریاح وتخلیق الحیوانات علی اختلاف انواعہا وہیاتہا فیقلبہم من حال الی
حال قال ابن کیسان وہذا علی اتساع اللغۃ کما یقال للموت امر اللہ وللریح
والسحاب ونحوہا اور تصدیق اس قسم کی وحی کی حدیث شریف مشکوۃ میں موجود
ہے جو حکایۃً احوال بنی اسرائیل سے آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ ایک شخص جاتا تھا
راہ میں سنا اوسنے کڑاکا بادل کا اور دیکھا چمکاٹ اوسکا اوس کڑاکے میں آواز
یہ تھی کہ اسق حدیقۃ فلان یعنی بولا بانی فلانے شخص کے باغیچہ کو اوسکا نام لیا
اور وہ ٹکڑا ابر کا ایک طرف کو چلا اوسکی پیچھے پیچھے یہ شخص بھی چلا تو وہ ابر ایک
پہاڑی پر برسا پانی نالیوں کہا لیوں میں جمع ہوکر ایک کھیت میں گیا وہاں ایک
شخص کو دیکھا کہ اپنی کھیت کو پھاوڑے سے سنوارتا ہے اوس سے پوچھا تیرا نام کیا ہے اوسنے
وہ نام بتایا جو اسنے سنا تھا ابر کے ٹکڑے میں اوس سے پوچھا کہ اے بندہ اللہ کے
تو کیا کیا کرتا ہے اوسنی کہا تین حصہ کرتا ہوں ایک حصہ فقیر کو دیتا
ہوں دوسرا حصہ اہل وعیال کو اور اپنے خرچ میں لاتا ہوں تیسرا حصہ مصارف
کاشتکاری میں صرف کرتا ہوں اوسنے کہا یہی وجہ ہے تیری اس مرتبہ
وجاہت کی عند اللہ فقط اور علی ہذا القیاس جانا چاہئے کہ طرف حضرت جبرئیل علیہ السلام
کی وحی ہوتی ہے کہ ای جبرئیل ہم دوست رکھتی ہیں فلانے بندہ کو تو بھی دوست
رکھ اوسکو حضرت جبرئیل اس وحی کو آسمانوں میں پہونچاتی ہیں حتی یوضع لہ القبول
فی الارض یعنی یہانتک کہ اوتاری جاتی ہے اور رکھدی جاتی ہے واسطے اوس
بندہ کے قبولیت زمین میں رزقنا اللہ تعالے اور علی ہذا القیاس حال منفوخیہ یکسی
بندہ کا معاذ اللہ منہ اور علی ہذا القیاس جانا شیاطین مستمعین کا طرف آسمان کے

اوپر اتلی ایک دوسرے پر قطار باندہ کر اور کچھ ایک آدہی بات منجملہ احکام صادرہ
سے جو کہ کارپردازان جریان قضاء و قدر کے نسبت صادر ہوتے ہین کارخانجات
الہیہ مین سن آتے ہین جسوقت کہ اوسپر رجیم ہوتا ہے بہاگ آتے ہین نیچی اور وہ
ایک آدہ امر جو ہونے والا ہوتا ہے جسکو سن آتے ہین اپنے اخوان کو جو اخوان الشیاطین
ہین کاہن اور اہل نجوم وہ سو جھوٹ آور اپنی طرف سے ملا کر اونکو خبر دیتے ہین وہ
اپنے معتقدین سے کہتی ہین آخر وہ ایک امر تو ظہور کرنے والا تہا ہی اوسکی معتقدین
کل کلام کو اوسکی راست سمجہتی ہین کہ اس شخص کو غیب دانی ہے معاذ اللہ منہا فقط واللہ اعلم
قال الفاضل الکامل الشیخ اسماعیل الحنفی الانقروی رح فی تفسیرہ المسمی بروح البیان
تحت تفسیر الآیۃ الشریفۃ وخاتم النبیین وکان اللہ بکل شئی علیما قال ابن کثیر فی تفسیر
ہذہ الآیۃ ہی نص علی انہ لا نبی بعدہ واذا کان لا نبی بعدہ فلا رسول بالطریق الاولی
والاحری لان مقام الرسالۃ اخص من مقام النبوۃ فان کل رسول نبی ولا ینعکس
وبذالک وردت الاحادیث المتواترۃ عن رسول اللہ صلعم فمن رحمۃ اللہ بالعباد ارسال
محمد صلعم الیہم ثم من تشریفہ لہ ختم الانبیاء والمرسلین بہ واکمال الدین الحنیف لہ وقد اخبر اللہ
فی کتابہ ورسولہ فی السنۃ المتواترۃ من اتہ لا نبی بعدہ لیعلموا ان کل من ادعی ہذا المقام
بعدہ کذاب افاک دجال ضال مضل ولو تخرق وتشعبد واتی بانواع السحر والطلاسم
والتسخیرات وکلہا محال وضلال عند اولی الالباب ثم قال الفاضل المذکور فی تفسیرہ
المذکور قریبا منہ غیر بعید وتنبا رجل فی زمن ابی حنیفۃ رح وقال امہلونی حتی اجیئ
بالعلامات فقال ابو حنیفۃ رح من طلب منہ علامۃ فقد کفر لقولہ علیہ السلام لا نبی بعدی
کذا فی مناقب الامام وفی الفتوحات المکیۃ وانما کم یعلیک السلام الذی
سلم بہ علی نفسہ بالواو علی سلام الذی سلم بہ علی نبیہ ای لم یقل والسلام علینا وعلی
عباد اللہ الصالحین بعد قولہ السلام علیک ایہا النبی لانہ لو عطفہ علیہ وقال والسلام

علینا التوسم السلام علی نفسہ من جہۃ النبوۃ وہو باب فد سدہ اللہ تعالے کما سد بابا
الرسالۃ من کل مخلوق بحوالی یوم القیامۃ ویتعین بہذا الآیۃ لا منا سبت بینہا وبین
رسول اللہ صلعم فانہ فی مرتبۃ التی لا ینبغی لنا فابتدرنا بالسلام علینا فی حضورنا ان
غیر علت والمقام المحمدی ممنوع لہ دخولہ لنا وغایۃ سعینا بالنظر الیہ کما ینظر الکوکب
فی السماء وکما ینظر اہل الجنۃ اہل الجنۃ اسفلی اعلے من ہو فی علیین وقد وقع للشیخ ابی یزید البسطامی
رح فی مقام النبی صلعم خدر خرم البرۃ بحلتیا لا دخولا فاخترق وفی الفصوص ما شرحہ للجامی رح
لا نبی بعدہ مشترعا ولا مشترع عالہ والاول ہو الآتی بالاحکام المشترعۃ من غیر ملتا لبتہ
لنبی آخر قبلہ کموسی وعیسی ومحمد علیہم السلام والثانی ہو المتبع لما شرعہ لہ النبی المتقدم
کانبیاء بنی اسرائیل اذ کلہم کانوا داعین الی شریعۃ موسی فالنبوۃ والرسالۃ بہذا المعنی
لم ینقطعا عن عالم الوطن بانقطاع الرسول الخاتم فلم یبق الا النبوۃ اللغویۃ التی ہی الانباء
عن الحق واسمائہ وصفاتہ واسرار الملکوت والجبروت وقد قال قریبا من ہذا البحث
اسطر وقال فی الاشتباہ فی کتاب التیمم الم یعرف ان محمدا علیہ السلام آخر الانبیاء
فلیس بمسلم لانہ من الضروریات انتہی وقد رد سی فی العالمگیریۃ ناقلا عن التتمۃ
مثل ما نقلہ فی روح البیان عن الاشتباہ فعلم واللہ اعلم بالصواب۔

قسطاس ہفتاد و چہارم کہتا ہوں میں بعد تحقیق فتوحات مکیہ بھی قطع
شرکت نبی سے نبوت محمدیہ سے اور رسالۃ محمدیہ سے صلعم ہر گونہ خواہ بطور نبوۃ
صرفہ ہو یعنی شریعت نبی سابق کا تابع ہو یا خود مستقل الشریعۃ ہو بطور رسالت
کے عموما وخصوصا اور خود تفسیر عباسی میں تحت آیۃ خاتمیۃ اس قسم کا مضمون
موجود ہے صریح کہ انبیاء کو ختم کیا ساتھ خاتم النبیین کے صلعم یعنی کوئی نبی نہیں
نہیں رہا کہ مبعوث ہو اور نیز قسمت ابتدائی حوالہ کا راجع ہے طرف شرکت نبی کے
فی الجملہ جیسا کہ قسطاس میں ہماری تحقیق وتدقیق مدلل مفصل ومجمل مسطور ہے فحا

ولکن رسول اللہ ولکن کان محمد رسول اللہ وخاتم النبیین ختم اللہ بہ النبیین فلا نبی کونا بعدہ ۱۲ من تفسیر عباسی ۱۲ ولیکن پیغمبر خدا است ومہر پیغامبران است یعنی بعد از وی ہیچ پیغمبر نباشد ۱۲ فتح الرحمان ترجمہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ رسول ہے اللہ کا اور مہر سب نبیون پر ۱۲ ترجمہ اردو مولانا شاہ عبد القادر بن حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ۔ قدم فی یوم الاحد ثلث عشرۃ من شہر رمضان المبارک الذی انزل فیہ القرآن فیہ لیلۃ خیر من الف لیلۃ اعطیتہا امۃ خیر الامم امۃ خاتم النبیین نبی آخر الزمان علیہ صلوۃ الرحمان۔

قسط اس ہفتاد و ہشتم بعید نہیں بلکہ قریب تر ہے کہ منتہین خواتم ستہ

عجب نہیں کہ بحوالہ حدیث ان اللہ تعالیٰ خلق مائۃ الف آدم اثبات مطلب خواتم ستہ کریں جسکو روایۃ کیا ہے حضرت شیخ اکبر یعنی شیخ محی الدین محمد بن العربی قدس سرہ نے فتوحات مکیہ میں اور بطور نقل حکایات بعض مشاہدات اپنے کے وقت طواف کعبہ معظمہ شرح اس حدیث شریف کی بنطور کی کہ یہہ خطور ہوا کہ یہہ معاملہ عالم مثال سے ہے نہ عالم شہود سے اور توجیہہ اسکی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہ نے اسطور پر کی کہ جس سے تعدد اولاد آدم ثابت نہو بلکہ توحد آدم ثابت ہو چنانچہ نقل حکایت مذکور اور شرح حدیث مذکور ہم آخر کلام میں بیان کرینگے فقط اور تحقیق حضرت مجدد منجملہ مکاتیب اونکے مکتوب پنجاہ و ہشتم جلد ثانی میں موجود ہے جو بنام خواجہ محمد تقی صاحب مرحوم کے مرقوم ہوا اس میں کہتا ہون کہ اس سے مطلب حاصل نہیں ہو سکتا بلکہ معاملہ دیگر گون ہے چند وجہہ اول تو خود ناقل حدیث نے یعنی شیخ اکبر نے منطوق حدیث مذکور کو عالم مثال پر منطبق کیا اور مناقشہ ہیگی منتہین خواتم ستہ اور نافین اونکی کے درمیان عالم استادہ واقع ہے چنانکہ حضرت مجدد نے اوسکو قبول فرمایا کہ یہہ عالم شہادت سے نہیں بلکہ شہیدہ نما ہے عالم

مثال سے ہے ہم اخیر میں عبارت مکتوب مذکور اس باب میں بوجہ نقل کریں گے
دوسرے یہ کہ مسوق لہ الکلام بالغرض اس حدیث کا تعدد آدم ہے نہ خواتم
اور کچھ ضرور نہیں کہ تعدد آدم مستلزم ہو تعدد خواتم کو بالمعنی المصطلح الشرعی جو
عبارت ہے نبوت اول سے جو غرض ہے آدمیتہ سے ارباب شرع کو علی ہذا القیاس
خاتمیتہ سے اسواسطہ کہ آدمیتہ مجامع ہے اولیتہ شرعی و عقلی کو حال شرعی معاذ
ہو چکا حال عقلی اول نقطہ سلسلہ پیدائش نوع انسان ہے بخلاف خاتمیتہ کے کہ وہ مفارق
ہے خاتمیتہ عقلی سے اسلئے کہ خاتمیتہ شرعی یعنی وصفی بیشتر خاتمیت حقلی سے منتہی ہو چکی ساتھ
حضرت خاتم النبیین صلعم کے اور حالانکہ سلسلہ عقلی افراد بشری تا قیام قیامت
باقی رہے گا پس ضرور ہوا کہ احکام و آثار آدمیتہ مذکورہ کیسان ہوں احکام و آثار
خاتمیتہ مذکورہ کو یعنی تکثر اولاد آدم سے لازم نہیں آتا تکثر خواتم جو اس حدیث شریف مذکور سے
مطلب اہل مطلب حاصل ہو اور بالفرض اگر بطور مقتضی نقض اس مطلب پر اشارہ بھی پیدا
کیا جاوے تو اول تو یہ امر برآمد ہوگا عالم مثال پر نہ کہ فرع مطابق اصل ہو موافق تحقیق
حضرت شیخ اکبر کی جو خود ناقل حدیث ہیں اور مسلم العارفین ہیں علم ظاہر اور علم باطن میں
علی ہذا القیاس تحقیق حضرت مجدد قدس سرہ مطابق تحقیق شیخ اکبر قدس سرہ کی کہ ہر دو بزرگوار
متفق ہیں ہر احادیث مذکورہ میں بہا ہے عالم مثال کی جسکا نادیہ مطلب تعدد و تکثر آدم نہیں جیسا عنقریب منقول حکایتہ واضح ہوگا
اور قطع نظر اس سے ہر گز متعلق بعالم شہادت ہو جسکا نادیہ مطلب تعدد و تکثر وہی جو قاطع نقاط مذکور ہے بطور
تحقیق حضرت مذکورہ بھی اور پھر تکثر ہو تو مخالف ہے نصوص قطعیہ کو جو درباره آدمیتہ اور
خاتمیتہ وارد ہیں کہ وہ تقاضا سے کرتے ہیں صراحتہ و اشارتہ و اقتضاءً توحد آدمیتہ اور
خاتمیتہ مذکورہ کو جیسا کہ نمامہ خساطین دلایل عقلی و نقلی سے پر اور مالا مال ہیں لہذا یہ حدیث
شریف بھی اوسوقت مانند اثر حضرت ابن عباس رضہ فیہ آدم کا دکم الی آخرہ متضمن
التاویل لازم التوجیہ ہوگے مانند توجیہ امام قسطلانی وغیرہ کے اثر مذکور میں تیسری یہ کہ

بالفرض والتقدیر اگر حضرات صوفیہ صافیہ کرام مین سے اکابر مانند شیخ اکبر و شیخ کبیر صدر الدین قونیوی معاصر حضرت جلال الدین محمد مولانا روم اور شیخ ثانی شیخ حسب اللہ الہ آبادی وغیرہم کا قول مکشوف معارض ہو کسی مسئلہ اصول دین کو خدانخواستہ باشند کہ کسی طور موجہ نہین ہو سکتا تو وہ مذہب مذہب متصور اور مقبول نہین ہو سکتا اور نہ قابل اعتقاد و انقیاد و اتباع ہے اول تو یہہ کہ بنا اصول دین اور مکاشفات اور الہام اور رؤیا اور وقائع اور منامات اور تخیل اور قیاس اور ریشہ یعنی اونگھنا یعنی بینک وغیرہ حالات پر نہین چھوڑے گئے بلکہ اوپر وحی کے قرار پائے ہان اگر یہہ امور موافق اصول دین ہون تو معتبر ہین یہ عمدہ مؤیدات دین سے ہین کیا نہین دیکھا تو نے ای طالب منصف کہ دیکھنا آنحضرت ﷺ کا خواب مین باوجود جہنا لیسوین جسمانیت کے کہ برداز نبوت مین سے ہے جیسا کہ تحقیق اسکی بعض حشیات اس مین گذری دیکھنی والی کو صحابی نہین کہہ سکتی چنانچہ تکمیل الایمان مین حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ لکھتے ہین بالجملہ نصیحت آنست کہ در معتقدات و احکام کفر و ایمان از سواد اعظم بیرون نباید رفت و تابع آئمہ مجتہدین باید بود خصوصًا در مادہ اتفاق و اجماع و در آداب و اخلاق تابع مشایخ باید بود و حسن ظن و اعتقاد در ایشان باید داشت و توجیہہ و تطبیق کلام ایشان باکلام علماء و مجتہدین باید نمود و در ریاضات و مجاہدات اقدام سعی باید نہاد و کار باید کرد و اگر استعداد کاملست و نیتہ صادق و مجاہدہ قوی آنچہ از احوال و مواجید و انوار کشف و یقین است خود بپرتوہ خواہد انداخت از تکلف و تقلید در باب اعتقادیات ملاحظہ باید کرد و احتیاط باید نمود و ہو الموفق و فقنا اللہ و ایاکم لما یحب و یرضی ۱۲ امی گویم با اینہمہ معارف و مکاشفات و حالات رفیع و علوم وسیع شیخ اکبر و صوفی قدس سرہ سے درباره اجتہاد در مسئلہ ایمان فرعون لعین مین خلاف نامسم

اراکین دین و سالکین ارباب شرع متین و دعائم مکاشفہ و معارف آئین آئے
بسبب خطائے اور خطاء اجتہاد مین صادر ہوئی کہ کہا نصوص احکم علی ہذا ظاہر
مظہر اما منہم شیخ اکبر موصوف نے فتوحات مکیہ مین خلاف اسکی لکھا کہ فرعون را
مراتب و درکات است بعضہا اشد من بعض و درکہ از درکات او ہست کہ برای
اہل عتو و استکبار ہر حضرت رب العزۃ است کہ اشد و اغلظ انواع کفر است مثل
فرعون و اشباہ او مگر یہ شیخ اکبر موصوف کو غالبًا یہ حدیث پہونچ گئی ہو جو حضرت
شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے تکمیل الایمان مین نقل کی فرمایا انحضرت صلعم نے جسوقت ابوجہل
لعین جنگ بدر مین مارا گیا مات فرعون ہذہ الامۃ پس واضح ہوا کہ فرعون کا فرمرا
مانند ابوجہل کے جنانکہ زیادہ تحقیق اسکی معروض و قدح لیسیا نکمیل الایمان مین ہے
اور دا سطی لقب فرعون اضافی کے نسبت ابوجہل کے منتہا لقب شر تھی پایا
گیا بخلاف لقب خواتم ستہ کے فافہم مین کہتا ہون کہ ہرگاہ دربارہ اعتقادیات
بایہ اجتہاد بطرز علم ظاہر جو مراد ہے استنباط کرلے نصوص آیات و اخبار سے
وہ جو قوی ہے کہ مسلہ اجماعی ہے اور سکا یہ حال خطا ہو تو بطور مکاشفہ اس باب
مین خصوص بصورت مخالفت نصوص امداد کہ شرعیہ قویہ کے مقابل مین تو کوئی
چیز ہی نہین بشرطیکہ موجہ ہو سکی غلط فافہم اور وہ عبارت مکتوب حضرت مجدد قدس سرہ
موعود بالنقل یہ ہے حکایتی حی آرد در بعضی مشاہدات عالم مثال کہ در وقت طواف
کعبہ معظمہ جمیعی ظاہر شدند کہ ہمراہ جمعی طواف می کنند کہ من الیشانرا نمیشناسم و در اثنا
طواف ایشان رو بیت عربی خواندند یکی ازان دو بیت اینست ؎

لقد طفنا کما طفتم سنینا ؎ بہذا البیت طرا اجمعینا ۔ یعنی البتہ تحقیق طواف کیا ہمنے جیسا
کہ طواف کیا تمنے سالہا سال ساتھ اس بیت کے سب لئے چون این بیت شنیدم
در خاطر گذشت کہ اینہا ابدان عالم مثال اند و متقارن انخلور یکی از اینہا بجانب

نگاه کرد و فرمود که من از جمله اجداد تو ام پرسید و آنها را
تو فرمود که از فوت من زیاده از چهل هزار سال است من تعجب
گفتم که از ابتدا از خلقت آدم ابی البشر علیه السلام تا امروز هفت هزار سال
تمام نشده است فرمود تو از کدام آدم میگوئی این آدم است که در اول
دوره هفت هزار سال خلق شده است شیخ فرمود در حدیث نبوی علیه السلام
که سابق بخاطر یافت بخاطر گذشت که مویدا لیقول است تحقیق ما مکرر در این مسئله
بعنایت الهی سبحانه انچه بر این فقیر ظاهر گشته است آنست که انهمه آدم که پیش
از وجود حضرت آدم علیه السلام گذشته اند وجودشان در عالم مثال بوده است
نه در عالم شهادة همین حضرت آدم است که در عالم شهادة موجود گشته است
و در زمین خلافت یافته است و مسجود ملائک شده است غائیه قافی الباب آدم
چون بر صفحه جامعیت مخلوق گشته است و در حقیقت خود لطائف و اوصاف بسیار
دارد پیش از وجود او بقرون متطاولة در هر وقتی از اوقات صفتی از صفات یا
لطیفه از لطائف او بایجاد خداوندی جل سلطانه در عالم مثال موجود گشته و
بصورت آدم ظاهر شده و مسمی باسم او گشته و کار و بار آدم منتظر از وی
بوقوع آمده حتی که توالد و تناسل که مناسب عالم مثال است نیز بظهور پیوسته
و کمالات صوری و معنوی مناسب ان عالم نیز یافته و شایان عذاب و
ثواب گشته بلکه در حق او قایم شده بهشتی به بهشت و دوزخی بدوزخ رفته بود از ان
وقتی از اوقات بمشیة الله تعالی صفتی یا لطیفه دیگر از صفات و لطائف او در
همان عالم بمنصه ظهور آمده و کار و بار که از ظهور اول بوجود آمده بود از ظهور ثانی نیز
بوجود آمده و چون آن دوره تمام شد آخر الامر چون آن نسخه جامعه در عالم شهادة
بایجاد خداوندی جل سلطانه بوجود آمده و بفضل او تعالی معزز و مکرم شده اگر

مصنف شرح آدم یا شند آخر ہمین آدم اند و دست و پای مونید و مبادی و مبدات
وجود او شد جنانچ بزرگوار کہ زیادہ از چہل ہزار سال عمرت او گذشتہ است لطیفہ
بودہ است و عالم مثال از لطایف جہ شیخ کہ بعالم شہادت وجود داشتہ است
و طواف بیت اللہ کہ مسکن و جد کعبہ معظمہ را نیز در عالم مثال تشبیہ و صورتے بودہ است
کہ اہل آن عالم را قبلہ بودہ این فقیر در بیاب نظر رو در دور مرشادہ و تعمق بسیار نمودہ
دیدہ عالم شہادت آدم را گیرند بنیادہ و غیر از صعبد ہای عالم مثال نیافتہ چنانچہ مکتوب
سی و یکم جلد ثالث بین بنام ملا بدر الدین حضرت مجدد نے تحریر فرمایا زنہار مکتوب خیال
و ظہور مثالی اعتقادیات مقررہ اہل سنت و جماعت را منکر الا سیعہم از دست ندہند
و بخواب و خیال خود غرہ نشوند کہ نجات بی متابعت این فرقہ ناجیہ متصور نیست بعد حضرت
مجدد نے فرمایا کہ یہ خاصیت علمی ہے انہین اور اس آدم علیہ السلام کی مبالغین ہین جن
لوگون کے دلمین مرض ہے ان حکایات سے نتایج صحیحہ جاتے رہتے ہین اور قدم عالم
کے قائل ہو جاتے ہین اور قیامت سے انکار کرتے ہین معاذ اللہ فقط بس کہنا ہون
ہین کہ مناط کلام ان بزرگوار اہل مکاشفہ بہی یہہ ہوا کہ اور آدم نہین ہے تعدد
و تکثر آدم کے قائل نہین بلکہ بوجود آدم کے قائل ہین اسلئے کہ عالم مثال احکامی
خلقی الوجود ہے ایک مرتبہ ہی مراتب ستہ وجود مین سے منجملہ مراتب الہیہ متنازلہ
زمرہ ممکنات سے موافق تحقیق حضرات صوفیہ کرام کے آخر اس حدیث شریف
ان اللہ خلق مائۃ الف آدم کے تاویل اور توجیہ ہر دو بزرگوار نے کی اور صرف ظاہر
مراد الفاظ پر توجیہ نکری اور جہتہ علم مکاشفہ مین اور جہتہ علم ظاہر مین توفیق دی اسلئے
کہ خلاف نصوص قطعیہ ہے اور رد ہو کہا ہو لفظ مائۃ الف آدم سے کہ عدد مذکور مراد
ہے محض کثرت مراد ہے اور فوق الواحد کثیر ہے اس علم لقوت مین خصوص بحسب
وحدت وجود مین مثال اسکی یہ ہے کہ وجود ظلی باعتبار تقتضاے اپنی معکس اور

مجلی کے کبھی کثیر اور کبھی واحد اور کبھی کبیر اور کبھی صغیر اور کبھی دقیق اور کبھی غلیظ ہوتا ہے اور کبھی متحرک اور کبھی ساکن فافہم ولا تو تم پس علی ہذا القیاس موافق توجیہہ اس حدیث ان اللہ خلق الف امۃ آدم کے فقرہ اول اثر ابن عباس رض میں جو فیہ آدم کا دلکم ہے جو امام قسطلانی نے اور امام سیوطی وغیرہ نے کی ہے وہی مراد ہے جو مطابق ہے مضمون عقاید اسلام کے پس مطابق مبدء اثر کے مقطع اثر میں جو فقرہ فیہ نبی کنبکم اور فیہ محمد کھ کھ بروایتہ دیگر ہے تو بہر صورت دہر پہلو بطریق اول توجیہہ و تاویل واجب ہے اسلئے کہ مرتبہ اثر کثیر از خبر ہے اور نیز مرتبہ خاتم افضل تر ہے مرتبہ اول سے جو آدم ہے فقط انصاف شرط ہے۔ موعظۃ حسنہ صدور خطا عجب نہیں اکابر ہی سے صادر ہوتی ہے اور انہوں ہی کی خطا کا بھی اعتبار ہے جنکی صواب کا اعتبار ہے نقص فضل و کمال و دیانت نہیں بلکہ رجوع خطا سے بعد وضوح خطا طریق اکابر سلف صالح ہے زیادہ تر رونق بخش ہے امام ابوحنیفہ رح سے بمقابلہ شاگرد اپنے کے صدہا مسایل میں رجوع ثابت ہے جو موجب اعزاز افتخار دارین اونکی کا ہوا نہ موجب تنافر اور تخالف و تعاند سمجھ گیری اونکی کا ہوا بلکہ بموجب امر حدیث شریف لا تباغضوا ولا تدابروا ولا تقاطعوا وکونوا عباد اللہ اخوانا اور موجب توالف اور توانس ہوا۔ مخلص دوستدار عالم فقیر شیخ محمد کاتب الحروف عفی عنہ نقل حکایت اپنی معاینہ کے کرتا ہے کہ سنہ ۱۲۴۷ ہجری قدسی ۱۲ سیپارہ سنن ابی داؤد میں پیش خدمت حضرت اوستادی اوستاذ الافاق مولانا الحاج محمد اسحاق محدث قدس سرہ شاہجہان آباد میں وقت چار گھڑی روز برآمدہ سبق پڑھتا تھا اور پانچ چار صاحب جو ہمیشہ سامع تھے وہ بھی موافق معمول حاضر تھے ایک شخص آیا اور ایک فتوی پیش کیا حضرت ممدوح نے اوسپر توجہ مبذول فرمادی دوبارہ آنا بسبق مذکور میں وہی شخص آیا کاغذ سابق مذکور اور ایک فتوی دوسرا لا پیش کیا حضرت

ممدوح نے بعد ملاحظہ فرمائش ہر دو کاغذ مہر اور دستخط اپنے اتار کر اوس کاغذ کو پارہ
کر دیا فرمایا کہ غلط تھا اور دوسرے کاغذ پر مہر و دستخط مبارک اپنے جسپر اور علماء کے
مہر و دستخط تھے ثبت فرمائے اور یہ کہا کہ میری طرف سے خدمت مین جناب
مولوی کریم الدین لال کنوے والہ کی یہ عرض کرنا کہ مین آپ کا بہت مشکور ہوا
مدت العمر اس احسان کی تلافی مجھسے نہوگی آپ سے میری دستگیری کے آیندہ کو بھی
ایسی ہی عنایت کا متر صد ہون فقط غرض کہ اسطرف مولوی کریم الدین صاحب نے
آدمی مذکور کو معہ کاغذات مذکور روانہ خدمت مولانا کیا اور ادسطرف وہان مجمع مولوی
حاجی محمد قاسم شاہجہان آبادی وغیرہ متر صد شروع بنیاد مناظرہ پر قرار تھا جو اس
اثنا مین پیام بر مذکور نے ماجرا گذشتہ عرض کیا اوسوقت سب صاحب افسردہ
ہوئے آخرکار مولوی حاجی محمد قاسم صاحب موصوف نے یہہ فرمایا کہ اے صاحبو
اس شخص سے اگرچہ تخالف مسایل چند ہے مگر الجملہ فرشتہ ہے انسان ہو
تو منافقہ زیبا ہے پس اللہ تعالے نے مولانا حضرت استاد کی اسمین زیادہ تر رونق
اور عزت بذریعہ اس حق شناسی کے بڑہائی کہ آج تک بلکہ خلعت تک یادگار
منقول رہے گی اور نتیجہ حق شناسی اور حق پرستی آخرت مین تو ایسے ہی
لوگون کے واسطے ہے فقط اللھم ارزقنا اتباع الحق آمین ثم آمین فقط

قسط اس مفتاد و ششم بسم اللہ والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد و آلہ
وصحبہ اجمعین اما بعد ہرگاہ اس تحریر سے فراغ ہوا تو نظر بمزید احتیاط انہا عالسلف
الصالح درباره کشف حال مسایل خواتم ستہ مجموع جناب قدس حق تبارک وتعالے و
تقدس ابہی بطور اشتمال مراقبات علیہ مشایخ کرام حضرات چشتیہ و قادریہ کے خصوص طریقہ عالیہ ولی الہیہ عزیزیہ سید احمدیہ معروف بہ طریقہ محمدیہ
نوریہ کیا بعنایت الہی جلسانہ و منسلسلانہ تاریخ ۱۱ ربیع الثانی ۱۲۹۵ ہجری قدسی صلی اللہ

قسط اس دو

علیہ وآلہ وسلم بعد نماز تہجد آخر شب دوشنبہ شہر ربیع الاول بجرہ مسجد تیسر گران
رخ بقبلہ قدرے حالت تامل یعنی کہنگ ہیلا سا تنے سے آواز غیبی آئی کہ کچھ نہیں ہوا
اوسیوقت وہ حالت فرو ہوئی سمجھا کہ یہ مسئلہ غلط ہے الحمد للہ کہ یہ اسطور نہیں الحمد للہ
ہوئی اسلئے کہ مقرر قوم حضرات مشائخ کرام قدس اسرارہم ہے کہ انوار وغیرہ معاملات
مراقبات میں مواجہہ سے جو کچھ کہ مکشوف ہووے پرتوہ انوار و اسرار و آثار محمدی ہے
سلمہ ہے کہ یہ جانب متعین ہے فیضان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ اسمیں دخل
و تصرف شیطانی کا بھی خطرہ نہیں۔ الحمد للہ علی ذالک کفی بالمرء شہیدا باقی الغیب عند اللہ
تعالے الحمد للہ والصلوٰۃ والسلام رسول خاتم النبیین شفیع المذنبین اولاً و آخراً دائماً

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ

صورۃ ما قرظہ الفاضل المتبحر الکامل البارع الجامع الامین قاضی القضاۃ افضل الفقہاء مولوی
محمد امام الدین قونلی دام فیضہ

سبحان الذی اسرے بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی و منہ الی السموات
العلی و السدرۃ المنتہی ما زاغ البصر و ما طغی و ما کذب الفؤاد ما رای حتی خصہ بالمنزل الاعلی و المقام الاسنی فضلہ منہ و منا و احتہ
من جماعۃ انبیاءہ بخیر رسالاتہ الی جمیع بریتہ و جعلہ جوہرا فردا لا شریک لہ فی صفاتہ و علوہ تبرز و عظیم سجیتہ و قسمتہ
خیر قسمۃ و اضفاہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و صحبہ وسلم اترابا من السماء فی العباد و سلم تسلیما الہم الثناء الماجد صلوٰۃ کثیرۃ
عاقل و المتعدان کامل و طالبان حق اندیش و ماہران انصاف کیش پر ہویدا ہو کہ
ان رسالہ شریف و نسخہ منیف یعنی قسطاس فی موازنۃ اثر ابن عباس رضی اللہ عنہ کی تفاسیر
کو اس عاجز نے اکثر مقامات سے سنی تو رد میں اس عقیدہ باطلہ کے کہ ہفت ختم رسالت
مخصوص انہیں ہے و اسلئے سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بلکہ جمیع سائر خاتم النبیین

اور ثابت کرسکے ہیں بلاد اہل مشرق وغیرہ قوی کے باوجود آیۃ کریمہ ما کان محمد
ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اس باب میں فاضل ہے نہ عام منجمل
ہے نہ مجمل محکم ہے نہ متشابہ تو اس مسئلہ کا ان غایت درجہ تصفی وتبیان کو شافی
وکافی بامل ووافی بادلائل قاطعہ کے اور ہیں ساتھ براہین ساطعہ کے
معتقدین عقیدہ باطلہ کی تقریر کا رد ہے کما ینبغی اور حقایق اور معارف کا نور ہیں
ہے حاجا منکہ یہ رسالہ کہ تصنیف ہے عالم نبیل کی اور تقریر ہے فاضل جلیل کی اعنی بہ
تنقیۃ المحدثین متفقہ مولوی شیخ محمد صاحب محدث تہانوی عالی حسب فاروقی انعم
اعانہ اللہ فیما یحبہ ویرضاہ وجزاہ عن المؤمنین والطالبین خیر الجزاء کہ ایسا رسالہ بے نظیر
بہ تقریر دلپذیر واسطے اہل اسلام کے تصنیف کیا اسید کہ اللہ تعالے اسکو قبول فرماوے
اور مفید طالبین حق وشافی امراض قلوب کرے آمین فقط

بحمد اللہ المنین ۱۲
احمد اللہ المنعم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین علہم اللہ تعالے اجمعین کہ زید بتقویت صرف اس امر عبد اللہ
بن عباس رضی اللہ عنہما فی کل امر من امور آدم کا دکم ونوح کنوحکم وابراہیم کابراہیمکم وموسی
کعیسا کم ومحمد کمحمدکم وفی روایۃ نبی کنبیکم لاعبر استدلال کرتا ہے اس مطلب پر کہ مثیل
اشرف المخلوقات وامثل الموجودات حضرت رسالت پناہ سید المرسلین خاتم النبیین
جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جو خاتم حقیقی ہیں جیوں طبقات باقیہ
زمین میں منحصر الوجود نہیں اگرچہ خاتم اضافی اور ہیں جیسی جہۃ آدم اضافی اور ہیں
اور یہ بھی تنہا ہے کہ میرا یہ عقیدہ ہے بموجب تحقیق اور تقریر وتحریر بعض
علماء کے اگر بصورت ثبوت خلاف اسکی ہیں اس عقیدہ سے تائب بھی ہو سکتا ہوں
بیان فرماویں یہ عقیدہ عقیدۂ اسلام ہے یا نہیں بینوا توجروا فقط

الجواب یہ عقیدہ عقیدہ اسلام نہیں اختراع جدید ہے اور ابتداع طریق شنیع
ہے علی کہ شرکت فی النبوت حضرت سید المرسلین خاتم النبیین لازم آتی ہے کیونکہ
خاتم نبی ہوا بالضرور اور نبوت ختم ہو چکی قطعاً ثابت ہے تو خاتم النبیین ہوئی اور زمان
بفتحہ ہے نا انقراض زمان زمان خاتم النبیین ہے ہے حوادث زمان حساب بفتحہ
خواہ زمان فی ذات منقضی اور یہ عذر کہ خواجم مدت قبل از زمان بفتحہ اذ وقت
دلیل شرعی منتہض اور قابل تسلیم نہیں ہوئی بخلاف حضرت عیسیٰ اور حضرت الیاس
کے کہ وہ نبی نہیں ہوئی تاکہ شرکت لازم آتی بلکہ قدیم النبوت سابق النبوت
باقی النبوۃ منسوخ الشریعۃ ابو الشریعۃ امت میں ہیں یہ عقیدہ خلاف ہے نص با
اہل اسلام کے خصوص اہل سنت و جماعت کے موجب اس روایۃ قول رابع با
ہشتم کتاب تمہید ابو شکور سالمی رحمۃ اللہ علیہ وبجب الاعتقاد بانہ ما کان لاحد ان
فی النبوت بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم بخلاف ما قالت الروافض ان علیا کان شریکا
محمد صلعم فی النبوت وہذا منہم کفر وانتہی قطع نظر خاتمیت سے کیونکہ سلسلہ اس امر مذکور
میں اثر نبی نہیں جو کہ مستدل ہے ہے محض اختراع جدید ہے اور ابتداع شنیع
اور نہایت قول غیر سدید نعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم المرید واللہ اعلم
وعلمہ اکمل واتم واحکم واسلم پس توجیہ اس ترکیب کی وہی صحیح ہے یعنی ہادی غیر نبی ہوئی
ساتھ ان اسحار کے جیسا کہ امام قسطلانی نے اور امام زرقانی اور شیخ جلال الدین
سیوطی رحمہم اللہ کی اور یہ خاتمیت زمانی یعنی بطور ترتیب سلسلہ دور ات زمانہ
ہے اور اس ہی اعتبار کر نبی آخر الزمان بفتحہ شرعی ہے ثابت بنصوص قطعیہ
ہے اور مسلم الاجماع ہے کتبہ شیخ محمد فاروقی تہانوی عفی عنہ
بلاشبہ قول کرنا ساتھ تحقق جہۃ خاتمون کے ملفقات تحنانیہ ارض میں کسی فرقہ
اہل سنت والجماعت نا کہ مطلقاً فرق اہل اسلام سے نہیں سنا پس یہ قول اختراع شنیع

لایق التفات و اعتنا نہیں اور راشد کو زیبا بجہت ضعف و تشدد و اور خبا طنہ المنسوب
سریہ کے خبر مقبول یا اور پر اون محال صحیحہ کے جسمیں احضار لازم ہے لغو و مہمل
محمول ہے اور تفصیل اسکی فتوای فصل رابع الحروف میں موجود ہے من شاء فلیراجع
الیہ واللہ سبحانہ اعلم و علمہ اتم حررہ العبد الراقم محمد اخلص حسین عفی عنہ بامروہوی
واللہ الحق یعلو ولا یعلی

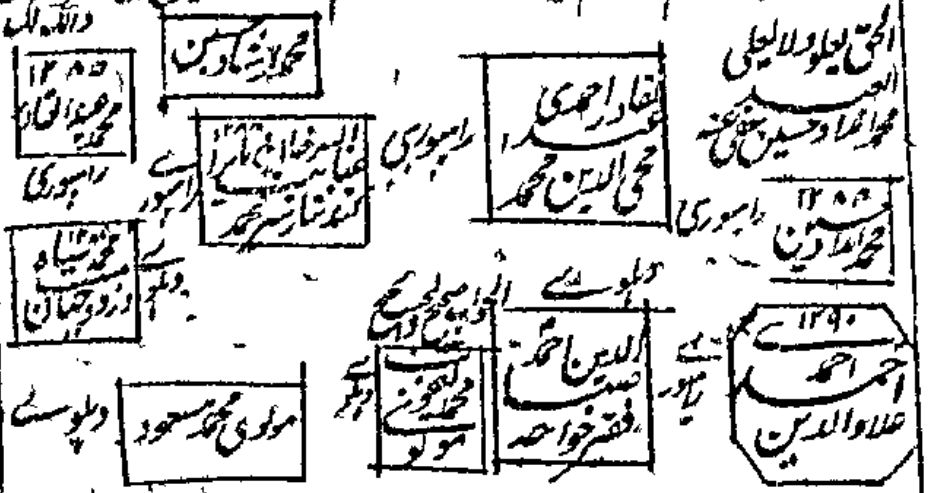

الجواب حضرت مجیب باصواب کیونکہ مسئلہ ایمان الانبیاء علیہم السلام اجمالی قرار دادہ کتب
عقاید متداولہ اہل سنت و جماعت ہے کہ اول الانبیاء آدم و آخر ہم محمد خاتم النبیین
صلی اللہ علیہ و علیہم اجمعین اور اسے سلسلہ نبوت میں ایک آدم اور یا خاتم
علیہما السلام معلوم اور ایمان اسپر واجب برخلاف اسکی جہال اور جہ
خواتم انبیاء طلقات ہے انہیں جاننا اور بلا دلیل قطعی اس تفصیل سے اعتقاد کرنا
پر واجب نہیں تاکہ عوی مخالف عوام اور متیقن جمہور علماء کرام اور دلیل زائد قدر
مقرر کتب عقائد یہ اصل میسر ہوئی باوجود مسموع ہونے تاویل اشرین عباس رضی اللہ
عنہما لیس فی بلد کو لازم کہ لانفرق بین احد من رسلہ پڑھے اور ایمان اجمالی پر اکتفا کرے
کہ ہمکو تکلف تفصیل نہیں اور آگے نہ بڑھے کہ اعتقاد ہو لغو بنی کا بھی لازم نہ
آوی واللہ اعلم و ہو علام الغیوب حرر ہ بندہ محمد عبد الغفور

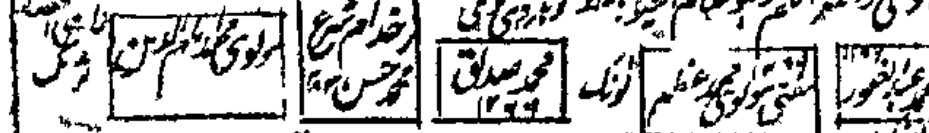

جواب الجواب العبد الاثیم کو تمکے سوال جواب حضرت مجیب بقیۃ المحدثین بارک اللہ فی عمرہ و
حق تعالیٰ سے اور مطابق ہے آیات و احادیث کے اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کا
قول جو ہے کہ اسکی اسناد میں کلام کرنا ہیں مخالفت ہے آیات اور احادیث صحیحہ
کے تو ہمارا قبلہ الاعتبار ہوگی لامحالہ اور اعتقاد نبوت کی واسطے دلیل قطعی کے غیر
سوا نہیں چاہیئے تاکہ لازم نہ آوے اعتقاد و نبوت بلا دلیل قطعی اور اعتقاد نبوت
غیر نبی کفر ہے کما قال الملا علی قاری رح فی ضوء المعالی اعتقاد نبوۃ من لیس
بنبی کفر انتہی۔ عبد الکریم ۱۲ تونکی عبدہ محمد یوسف وکیو محمد مسعود دہلوی عبد الرحمن مبارکپوری
الجواب صحیح والمجیب یصیب محمد یعقوب دہلوی۔ ہست دوہابی محمد شاہ دہلوی عواضہ بسبب ایمانہ
قولہم رحمہم اللہ اجمعین کہ جو شخص حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم نہ ہونا
مشتبہ جمیع طبقات اناسی کے سوای طبقہ اہل عرب کے اسکی تسلیم نہ کرے اور کہی کہ وہ نبی ہے
انبیاء علیہم السلام کی خاتم ہیں جو کہ آدم علیہ السلام سے لیکر تا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
اس ہی طبقہ ارض عربیا میں ہوئی فقط پس عقیدہ عقیدہ اہل اسلام حضور اہل سنت
وجماعت ہی یا نہیں اور ایسی شخص کے پیچھے نماز جایز ہی یا نہیں بینوا توجروا الجواب
الجواب یہ عقیدہ عقیدہ اہل اسلام ہرگز نہیں خصوص اہل سنت وجماعت کا
پس ایسا شخص مسلمان نہیں اوسکے پیچھے نماز جایز نہیں کیونکہ وہ منکر ہے عموم بعثت
حضرت خاتم النبیین کا صلعم جو کہ ثابت ہے نصوص قطعیہ قرآنی سے قولہ تعالیٰ ولکن
رسول اللہ وخاتم النبیین۔ کریمہ وما ارسلناک الا کافۃ للناس بشیرا ونذیرا۔ آیۃ تبارک
الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعالمین نذیرا اور منکر ہی اوسکا جو کہ ثابت
ہے احادیث مشاہیر سے جو کہ قدر مشترک ہمیا ہی متواترات ہیں مانند ارسلت
الی الخلق کافۃ وغیرہ اور یہ مسئلہ انجام کار اجماعی بھی ہو گیا ہے کہ اس عقیدہ پر اجماع اہل اسلام
خصوص اہل سنت وجماعت ہے پس منکر اوسکا ہرگز مسلمان نہیں ایسے شخص کے پیچھے

نماز جایز نہیں اور سیرہ اور سکی معاملہ مثل معاملہ اہل اسلام کے بسا کرنا چاہئے انتہا
کتبہ احقر العباد شیخ محمد فاروقی تہانوی احناقی تلمذ اعفی عنہ

بلاشبہ جو ایسے شخص کے نماز جایز نہیں	محمد ارشاد حسین	محمد مسعود	علاؤ الدین ابو احمدی
تقی الدین محمد عبد القادر احمدی	بہ عقیدہ اہل سنت وجماعت کا نہیں اور نماز جنازہ ایسے صاحب		
عقیدہ کی درست نہیں	کندن لال محمد عنایت اللہ خان	محمد عبد الغفار	رامپوری
الحق بکشوف الاعلی الاعلی	محمد ہدایت حسین	الجواب صحیح والمجیب یکیح	محمد یعقوب دہلوی
فقیر واجب غیاث الدین احمد	دہلوی	مسئلہ درد وجہان محمد شاہ	دہلوی

سوال ما تقولہم رحمکم اللہ درین کہ قول مجید کہ لجاز ارتفاع کلام اللہ یعنی قرآن حمید کہ بموجب
روایات احادیث معتبرہ بقرب قیامت خواہد بود آمدن قیامت مشروط است
کہ ہمین تقدیر یافتہ و نہ یعنی اگر ہمچنین مقدر نمیشد لامحالہ ارتفاع کلام اللہ شریف بوقوع
نمی آمد و قیامت نمیاید بشرط بقای عالم اگر نبی دیگر آمدے مضاہقہ نبود وضع
شرعاً صحیح است یا باطل و مسلمان را باچنین عقیدہ معتقد شدن جایز ہست یا نی و مراد
ازین ارتفاع درین احادیث چیست بینوا و توجروا

الجواب مراد از ارتفاع درین اختتام ست یعنی افراد کتب الٰہیہ و صحف الٰہیہ
کہ انزال آنہا بر انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام در علم الٰہی چنانچہ مقدر شدہ بود بعد نزول
فرقان حمید باقی نماندہ علی الاستمرار بر کہ ہیچ از احکام آنہا کہ نوبت بہ نوبت می آمد
بر ارتفاع کلام اللہ یعنی فرقان حمید مسدود شدہ کہ اختتام یافت نہ فرد کتاب باقی
ماندہ نہ فرد نبی بخلاف ارتفاع کتب سابقہ مثل توریۃ و زبور و انجیل و دیگر صحف ابراہیم
و موسیٰ یعنی انتساخ و انتقال است کہ نوبت بنوبت بر افراد باقیہ از کتب و صحف و از یک
نبی بدیگر نبی منتسخ و منتقل شدہ می آمدند یعنی افراد آنہا باقی بودند پس ارتفاع قرآن
مجید بدلو بمعنی اختتام است چہ کتاب خاتم الانبیا آخر الکتب بالضرورۃ باشد کہ اکمل

حجت الٰہی بر تمام عالم تمام شد کما حدی از افراد مکلفین آن وقت کہ مستعد رعونت
باشند تا لحظۃ اشراط الساعۃ آشنا نخواہند ماند آنوقت قیامت بر دو نمالد برپا خواہد شد
چنانکہ مثلاً بر قوم لوط حجت الٰہی بر خاص و عام تمام شد بود بر ہمان افراد مخصوصہ
عذاب الٰہی از قبیل قیامت صغری بحکم حدیث من مات فقد قامت قیامتہ یا از
قبیل قیامت وسطی کہ ہلاک یک قرن بنیو اند شد نازل شد و وجہ
کہ شمایہ امان الٰہی ست و کتابش از آثار نفس ست ہر گاہ کہ این ہر دو چیز از میان رفت
بر طرف شد حجت الٰہی بر انسان بالکل تمام شد و سلسلہ نبوت و کتب الہیہ نازلہ
اختتام یافت افراد انبیاء و کتب و افراد امم در علم الٰہی جلسا نہ سپری شدند
در آمدن قیامت را کہ وقت معلوم و معین ست بحکم الٰہی کہ ازان سر مو تفاوت پیدا نشود
تاخیر را نمیشاید کہ تقدیم مبرم است نہ معلق تا دران چیزی گنجایش می شد لگر
قیامت صغری کہ اجل ہر یک فرد ست نمونہ قیامت کبری ست بحکم اذا جاء اجلہم
لا یستاخرون ساعۃ و لا یستقدمون سر مو تجاوز ازان نمیکند حال قیامت کبری
یعنی فنای کلی چہ گونہ تقدیم و تاخیر را می شاید کہ خلاف این جملہ امور از محالات شرعیہ
اند پس بعد اختتام افراد کتب و اتمام افراد انبیاء علیہم الصلوٰۃ و السلام آمدن نبی دیگر
از نتیجہ شکل بد وضع است و سراسر عقیم لا خیر فیہ است از محالات شرعیہ است علی ہذا القیاس
شرط بقای عالم شرط باطل است فکذا الشرط یعنی آمدن نبی دیگر ہم باطل است
مراد از بقای عالم اگر نیامدن قیامت بالکل است باز آخرت در دار دنیای فانی قائم
نشود و ہو خلاف الشرع و النقل و العقل و اگر مراد تاخیر قیامت است فہو کذا لیضا باطل
بالآیۃ المذکورہ و استحالۃ الکذب یعنی خلاف وعدگی از جانب حق تعالے محال بر است
پس مومن را بچنین عقیدہ بد معتقد شدن نہ باید کہ بالکل خلاف عقیدہ حوالیہ اہل اسلام و
اہل قبلہ است و اگر خواہ مخواہ بلا عقیدہ فضول گوئی است پس حرام است و گناہ کبیر

یا اگر بطور تسلیم حکایت باطلہ نہ خالفین مطلب ضرور ہی تشفی باغی بصری ہے آخر
آپ نے ہم امور فرضیہ معقولیہ پر اور کچھ امور متحققہ محسوسہ عیاں اسلامیہ و فعلی پیش کیا ہے
ہو ہر فہیم ذی باطل ہے قولہ تعالیٰ ان اتاکم فاسق بنبا فتبینوا بلکہ من شر والسنا
و سی سیئات اعمالنا من یہدہ اللہ فلا مضل لہ و من یضلل فلا ہادی لہ کتبہ احقر العباد
شیخ محمد ہاشم نوری غفرلہ و لوالدیہ و لمشائخہ
جو شبہ مجیب نے پیدا کیا ہے باطل و بیدلیل ہے بلکہ نہ نبی ہے نہ مفہوم الکلام ہے
و لا یتجاوز الحق و نہ مفہوم ان کفت کہ بچہ قابل گفت کہ ارتفاع کلام الغیر مستلزم
بودن ہے باید و قیاس مستہا بد بشکل اقترانی حکم اگر نتیجہ دیگر آید منتج باطل است
زیرا کہ بعد ارتفاع قرآن مجید کہ در احادیث معتبرہ واقع است و بعد خاتمیت سید الکل
صلی اللہ علیہ وسلم بجہان پیغمبر ہرگز بجا خواہد ماند پس بعد صدور ایں امور عالم الغیب نبی دیگر آید
خاتم خاتم نخواہد بود یا ماند خلیف
الجلیل المسیح العاصم محمد ہاشم الدین قادری الشطاری الجواب صحیح و ماذا بعد الحق
حلی الحق و زہق الباطل۔ نوشتہ عبد الکریم الاالمعتمد خادم الکرام
ان الباطل کان زہوقا۔ خادم محمد حسین عفی عنہ نوشتہ الجواب صحیح مطابق عقیدہ اہل الاسلام نوشتہ
ای و رب ای اذا الحق۔ نعم اصاب من اجاب والکرام باصوب۔ المعتمد احمد یار عفی عنہ
عبد المجید عفی عنہ نوشتہ عبد الرحیم سبحان نوشتہ بالحق فی ہذا المقال فما ذا بعد الحق
ما اجاب حضرت المجیب فہو حق لا ینتہ الباطل الا الفضل محمد علی عفی عنہ
من بین یدیہ و لا من خلفہ محمد عبد الغفار الجواب صحیح کتبہ عقیدہ اہل اسلام
محمد عبد الحنان نعم المجیب و نعم الجواب موافق عقیدہ اہل اسلام محمد حضر الجواب صحیح
الجواب صحیح و صواب المجیب صحیح و مصاب محمد یعقوب دہلوی عبدہ محمد جان محمد شاہ
خاکسار فقیر احمد حسن دہلوی عبدہ محمد لو دہلوی محمد عبد الغفار دہلوی محمد مسعود دہلوی

قطعہ تاریخ من تصنیف حکمت مآب فضیلت انتساب جناب حکیم محمد حسن صاحب چیرمین اول سلمہ العالی

ذکر توحید خالقیت — نور مہر سپہر کونین — شمس بزغد خواتم — نار سوزاں خزین دین
تاویل اضافی حقیقی — رد دفاتر شمع توہین — رب اصدر لیہ احمد ہی یکہ مقبول حی ہو اکہ لیہ
مطلوب جواب عمر ہے تاریخ — لکھ ایک ہے خاتم النبیین ۱۲۹۱ھ

وللہ

مرتب ہوں جبکی قسطاس حسد دم — قلم لے بہ قرطاس کن پرد لکھہ
جو ہی ای عمر فکر تاریخ طبع — اکہ احمد ہی ہے خاتم الانبیا لکھہ ۱۲۹۱ھ

قطعہ تاریخ من تصنیف شاعر سحر بیان جناب منظر لکھنوی

ہے یہ قسطاس دکتاب حسن — دل جان سے ہین جسکی قابل طلب
لکھی تاریخ بہ امانت نے — خاتم الانبیا ہین ایک ۱۲۹۱ھ

وللہ

ابن یمین شاعر جو بہ ہے از گوہر یتیم — عواصی فکر نے نکالے بہ لیکن یتیم
آمد چنین ندا پے تاریخ او غریب — گنجینہ عدل دان بہ قسطاس مستقیم ۱۲۹۱ھ

قسطاس مستقیم و مفہم مجہم کاتب الحروف احقر العباد شیخ محمد تہانوی کی نسبت
فاضل اجل اکمل صاحب سادہ تحذیر الناس عن انکار اثر ابن عباس رض کی یہ تعبیر کہ اس
ہے کہ وہ معتقد اس عقیدہ واسدہ کے نہیں ہیں کیونکہ اونکا مجکو احوال سے مفصل معلوم ہے
کو درجۂ علم اس دعوی میں ظاہر قدم نہیں ہے خدا جانے کیا وجہ ایسی تحریر کی پیش آئی
مخالف صاحب عبارت واقع الوسواس وغیرہ کے کہ اونکا مجکو کچھ حال معلوم نہیں اور نہ
اون صاحبوں سے کبھی ملاقات حاصل ہوئی واللہ اعلم بالصواب نظر بجس تحریر ظاہر ہوا
تحقیق حق بہتر سمجھ پر تحریر ضرور ہوا واللہ اعلم بالصواب والیہ المآب فی کل باب فقط

اس کتاب کو بلا اجازت مصنف کے کوئی صاحب قصد طبع نہ فرماویں

فایدہ کی عوض ناحق نقصان نہ اوٹھاویں فقط

مطبع اکبر مہتمم اعلی پریس میرٹھ

۱۲۔ جمادی الاول سنہ ۱۲۹۵ ہجری

مطابق ۱۲۔ مئی سنہ ۱۸۷۸ ع

پہلی مرتبہ ۲۰۰ جلد

غلطنامہ کتاب قسطاس الریاضی موازنہ اثرین عباسیہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۱۰	بالمتواری	باستواری
۴	//	تاطمان	باطمینان
۴	۳	بخشتہ	تخشہ
۵	۷	نہی	نہیں
۶	۱۱	زہوقا	زہوقا در ہوگیا
۶	۷	بہشتوں	بہتنوں
۷	۹	۵	۵
۱۴	۱۴	منزہ	منزہی
۱۱	۲۱	نہیں	ہیں
۸	۱	غیبہ	بغیر خطا
۱۱	۴	توجیہہ	توجیہہ
۱۲	۴	۷	۷
۱۳	۱۰	الوزیر	الوزیر
۱۱	۲۱	مہوہر	مہ جبر
۱۳	۱۰	قبل	قبیل
۱۴	۱۴	لنسبت	نحت
۱۵	۹	ہر	کی
۱۶	۵	اسی	کسی
۱۷	۳	دی	وی
۱۸	۱۳	نسبت	نسبت
۱۱	۱۴	لعبی	یعنی
۱۱	۱۸	مولوفہ	مولفہ
۱۱	۱۱	لہین	ہیں
۲۱	۱۸	لہین	ہیں

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۲	۱	نہ تھی	تھی
//	۳	لہو ہی کیونکہ اضافت سے	ہو ہی کیونکہ مقدم اضافی مشترط ہے
//	۴	ایتہ	رتبہ
۲۴	۱۷	خاء	خنا
//	۲۰	ایک معاملات	مسائل ہوئی
۲۵	۵	۴۴	ختم
//	//	انکا دعوی	انکا دعوی
//	۱۴	حافیں	یا قبل
//	۱۸	ادہیہ	روایتہ
۲۹	۱۳	جس	جسے
//	۲۰	افول	افعال
۳۲	۱	اگرچہ اوپر سے	اگرچہ ایسے
۳۸	۱۹	کان	کانا
۳۹	۲	اخمن	افاین
//	۴	نحین	انحاین
۴۱	۶	رب قیامتہ	قرب قیامت
//	۱۷	بین	مبین
۴۲	۷	دوا	بروا
//	۱۰	اختیار	اختباری
//	۲۰	قباست	قباحت
۴۳	۵	ایتہ	رتبہ
//	۱۴	عرض	غرضی
۴۴	۸	الیا کمال	الی کمال
//	//	اطلق	اطلاق

(غلط نامہ کتاب ہذا)

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۴	۸	مبافہ	مبالغہ
۴۵	۶	عیالکو	عیال کو
۵۰	۲۱	بمعنی کلما	کلما بمعنی
۵۳	۱۰	بہی	ہے
۵۴	۲	آیات	غلط
۱۱	۱۵	تاکیدی	تاکید سے
۵۵	۱	ہے	بہی
۶۱	۲	کی بطور اتباع کی	کی بطور مذکور
۶۲	۱۲	منبوب	موت
۱۱	۱۱	نبوت	موت
۶۳	۴	لبدی بمعنی	لبد بمعنی
۶۸	۷	اور حضرت عیسیٰ	اور پر حضرت عیسیٰ
۱۱	۱۵	شرعیت در	شرعیت پر
۶۷	۸	حبا	پر حیا
۷۳	۱۳	کوئی پردہ	کوئی بھی پردہ
۸۴	۳	متصرفین علیک	علیک متصرفین
۱۱	۱۱	الحضرت	رحضرت
۶۹	۱۲	محل	محل
۷۳	۹	وفا فا	مخان وفا فا
۷۴	۹	ھی ھی یہ	ھے یہ
۱۱	۲۱	۱۰ اور	اور
۸۴	۳	اور	او
۱۱	۱۳	تحقیق	تحقیق
۸۷	۷	ریسایٹنگ	ڈیسیٹونگ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸۹	۱۹	دلیل	دلیل
۹۱	۱۱	الد	الکہ
۹۴	۱۱	حرف شبہ	حرف شبہ
۹۲	۷	تحقیق مراد	تحقیق کی
۹۶	۳	بعہ	مع
۱۰۲	۹	الم نشم	نشم
۱۱۳	۱۴	والامراض	والاعراض
۱۰۵	۱۱۷	الصلاق	اخلاق
۱۰۸	۱۵	حصص	خصوص
۱۱۲	۳	امثیہ	آدمیہ
۱۲۳	۱۲	جب برابر	جب تک برابر
۱۲۵	۱۹	مطابقاً	مطلقاً
۱۲۶	۱۸	پکڑ	پکڑ کر
۱۲۹	۱۰	سی اعتبار	سی کی اعتبار
۱۳۱	۹	فیہا	فیہا
۱۳۲	۱۹	ہوئی علیہ	ہوئی علیہ
۱۳۸	۱۵	جاکم	جاکم
۱۳۹	۶	ہوا جو	ہوا جو
۱۱	۱۸	نیز بلا	نیز بلا
۱۴۱	۱۵	مذکو	مذکور
۱۴۲	۲	ماجوذہ اور	ماخوذہ اور
۱۴۶	۱۵	لکشنوات	اشتقاقات
۲۱	۲۱	جو بمعنی	جو بمعنی
۱۴۸	۴	اسلوب	تصریف اسلوب

غلط نامہ کتابت و طباعت

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۵	۱	عذر فرمائیں	عذر نفرہ
〃	۷	ممکن کا نبی	ممکن ہے کا نبی
۱۵۱	۱۵	عام ایتہ	حام ھوا یتہ
〃	۲	نیرہا	رہا
۱۵۴	۸	بلکہ تلخیص	بلکہ تلخیص کلام
۱۵۴	۱۶	کی ممکن	کی کیا ممکن
〃	۱۷	فاذوات	فاذورات
۱۶۲	۳	لارنرٹ	لارنرٹ
۱۶۶	۷	حقیقت	تحقیقی
۱۶۸	۱۴	ناسی	ناس
۱۶۹	۵	حکما	حکم
۱۷۱	۱۵	ارہی	ہی
〃	۱۹	ار	اور
۱۷۲	۱۷	کفر	کفر
۱۷۳	۱۹	خاص	خاصی
۱۷۵	۳	زمانی	زانی
〃	۱۷	اول	نزول
۱۸۸	۱۱	نوح ابن لوط	نوح ابن لوط
〃	۱۴	السلام کو جو تا حضرت نوح علیہ السلام	السلام سلام وقف حضرت نوح علیہ السلام
۱۹۱	۱۴	التخصیص	والتخصیص
〃	۱۸	اولیہ	اولیہ
		اولیہ	واولیہ
۱۹۲	۹	اور یہ	اولیہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۹۲	۲۰	مصطلح	مصطلحہم
۱۸۸	۸	لا	نا
۱۸۹	۱۰	ہو سکتا	ہو سکتا ہے
۱۹۲	۱۴	نبوۃ و اسمی	ہمزۃ و اسمی
۱۹۳	۱	بلسط	یا سفعہ
۱۹۵	۴	ظل ھوا اور	ظل ھوا اور
〃	۵	متحرک ہے	متحرک ہے ساکنہ
〃	۱۰	محکیات	محکمات
۱۹۵	۱۲	ہیچو قولہ تعالے	ہیچو قولہ تعالے
〃	۱۸	واسفہ للعلم	واسفہ للعلم
۱۹۷	۱۴	جعل	جعل
۲۰۰	۲۰	لہ تو	لہ کا تو
۲۰۲	۱۴	کذب باللہ	کذب نعوذ باللہ
۲۰۳	۱	والا عتبار	والا عتبار ہے
۲۱۸	۲	صلعم کہ ہر	صلعم میں کہ
〃	۱۳	میران	میدان
〃	۱۴	شریف صلعم	شریف صلعم
۲۲۱	۲۱	+	خاتم اور اور اسطر یہ ہمراہ اور عہد اللہ
۲۲۴	۱۳	اس	اوس
۲۲۶	۴	لبشارت واسطے	لبشارت و نذارت واسطے
۲۲۷	۴	کر بہیجی	کر بہیجے
۲۲۸	۱۱	یہبط	لیا ہبط
〃	۱۳	انزلنا ہ	انزلنا
۲۳۰	۶	تحقیق	تخصیص

غلط نامہ کتاب قرطاس

نمبر	سطر	غلط	صحیح
۲۴۰	۱۵	کوئی نہیں	کوئی بھی نہیں
۲۴۱	۴	مکتوف	مکفوف
۲۴۴	۱۸	ذات	ذاب
۲۴۵	۴	ہلو	ہلوہ
۲۴۷	۱۴	ہلوا	ہلوہ
۲۴۶	۲	الاتیہ اور روایات یا	الاتیہ یا قیامت یا
۲۴۱	۱۱	مقتیون	مقتیون
۲۴۴	۱۷	باالیتہ	باالتیتہ
۲۴۵	۳	الباطل	الباطن
۲۴۶	۱۲	حاصرین	حاضرین
۲۴۸	۱۳	بعضہا لفرقا	بعضہا بعض
۲۴۹	۲۱	اسی	وہ
۲۵۱	۱۹	ماوہ	اعادہ
۲۵۲	۵	بعضہا	مفتہا
۲۵۶	۱۲	از اسباہ	الاشباہ
۲۶۱	۱۵	دالست	دانست
۲۶۲	۱	۰	چند سال است
۲۶۵	۱۲	ہموا	ہمو
۲۶۷	۱۲	لانہا عضو	لانہا عضوا
۲۶۹	۱	او	اور

نمبر	سطر	غلط	صحیح
۱۱	۱۸	لعبتہ	لقب
۲۷۰	۱۹	لواہری	محمد صدیق
۲۸۴	۱۷	کتب	یکتب
۱۱	۲	تصحیح محمد عبدالعاد دہلوی	محمد عبدالقادر دہلوی

چاط ۱۰ ۱۰ ۱۰